شکایت کی کوئی وجہ نہ تھی اور وہ اُن لوگون کی بہ نسبت چین مین تھے جنکو کسی اپنے آقا کی روک ٹوک نہین ہوتی اور پوری پوری آزادی حاصل ہوتی ہے - مین نے جو یہ بیان کیا ہے کہ آزاد لوگون کی نسبت رُوس کے غلامون کی حالت بہتر تھی اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ مین کسی وحشی قوم کے آزاد لوگون کا ذکر کرتا ہون جنھین قانون کا نام بھی نہین ہے اور اُنکو لوٹ مار کرنے کی آزادی حاصل ہے - نہین نہین مین اُن لوگون کا ذکر کرتا ہون جو اپنی خوش قسمتی سے اِنگلِستان کی رعایا ہین اور جنکے ساتھ اِنگلِستان کے قانون کے مطابق برتاؤ کیا جاتا ہے اور وہ بھی کسی دور و دراز کی نوآبادی مین نہین بلکہ خاص اِنگلِستان مین - رسم غلامی کے جو لوگ بالکل خلاف ہون اُنکی چاہے جو کچھ راے ہو مگر اسمین اصلا شک نہین کہ ایسے مالکان اراضی کے غلامون کی حالت جو مہربانی اور نیکی کے ساتھ پیش آئین اِنگلِستان کے اکثر زراعت پیشہ قلیون سے بدرجہا بہتر تھی - ہر خاندان کا ایک ذاتی مکان ہوتا تھا اور اسمین گوبھی کا ایک باغ ہوتا تھا اور دو ایک گھوڑے - دو ایک گاے - چند بھیڑاین - آلات قلبہ رانی اور مجالس دیہی کی اراضی مین ایک حصہ بھی ضرور ہوتا تھا - اسکے علاوہ زراعت کے لیے اور اشیاے ضروری بھی ہوتی تھین - اس سب کے معاوضے مین اُسکو مالک اراضی کا اسقدر کام کرنا پڑتا تھا جسقدر ناگوار نہ گذرے مثلاً اگر کسی غلام کے تین بالغ لڑکے ہوتے تو دو لڑکے زمیندار کا کام کرتے اور وہ خود اور تیسرا لڑکا گھر کا کام دیکھتے - آفات ارضی و سماوی سے اُسکو یہ خوف نہ تھا کہ ہمیشہ کے لیے تباہ ہو جاؤنگا - اگر اُسکے گھر مین آگ لگجاتی یا اُسکے مویشی وبا مین مرجاتے یا کئی سال تک کوئی نہ کوئی آفت آتی اور تخم ریزی کے لیے بیج اُسکے پاس نہ رہتا تو وہ اپنے مالک سے مدد لیتا - اہلکاران سرکاری کے ہر قسم کے جبر و تعدی سے وہ محفوظ رہتا تھا کیونکہ اگر پولیس کو کسی امر مین دخل دینے کی ضرورت ہوتی تو وہ مالک اراضی کے پاس جاتے کیونکہ زمیندار اپنے غلامون کی چال چلن کے کسی قدر ذمہ دار تھے پس غلام فارغ رہتے تھے اور بے غل و غش زندگی بسر کرتے تھے - اور بوڑھے ہو کر بھی اگر مرتے تھے تو تمام عمر اُنکو غلامی کی حالت بار نہین معلوم ہوتی تھی -

اگر کل غلامان خانہ زاد اسطرح پر رہتے تو قانون آزادی پر رنج اور افسوس ہوتا مگر اصل مین غلامی کی حالت اس سے بالکل ہی مختلف تھی - افسوس ہے کہ مالکان اراضی کم بختون مین شایستہ اور رحمدل کم تھے - اُن مین اکثر ایسے تھے کہ غلامون سے بڑی سخت محنت لیتے تھے اور اُنکے ساتھ بالکل ناشایستہ برتاؤ کرتے تھے -

جابر زمیندار چار قسم کے تھے - (۱) اکثر مالکان اراضی اپنے علاقے کا خود انتظام کرتے تھے اور کسانون پر صرف اسوجہ سے ظلم کرتے تھے کہ مالگزاری بڑھا لین (۲) اکثر زمیندار سرکاری افسران پنشنخوار تھے جو اپنے علاقون مین کسی قدر رعب اور انتظام بٹھانا چاہتے تھے لہذا وہ اُن تدابیر وحشیانہ سے کام لیتے تھے جو اُسوقت تک فوج مین جاری تھین اور اُنکو یقین کامل تھا کہ سُستی اور بدنظمی وغیرہ جرمون کا علاج صرف یہی ہے کہ بیرحمی کے ساتھ کسانون کو سزاے جسمانی دی جاے - (۳) غیر حاضر کاشتکار - یہ لوگ آمدنی سے زیادہ خرچ کرتے تھے اور اپنے کارندے سے اُسقدر مالگزاری کے طالب ہوتے تھے جو علاقے سے وصول ہونا محال تھی - مگر یہ اُسکو دھمکاتے تھے کہ اگر اسقدر مالگزاری نہ وصول کریگا تو تجھکو یا تیرے لڑکے کو ہم فوج مین بھرتی کرا دینگے - (۴) غلامی کے آخری زمانے مین چند آمیون نے علاقے خریدے تھے تاکہ فائدہ اُٹھائین - اُن لوگون نے کوشش کی کہ بہت ہی کم عرصے مین اُس علاقے سے اپنے کو مالامال کرلین - ان آقاؤن مین یہ سب سے زیادہ جابر تھے جنکا آخر مین ذکر ہوا ہے غلامون کی بہبودی سے اُنکو کوئی سروکار ہی نہ تھا نہ اس سے سروکار تھا کہ جائداد کا کیا انجام ہوگا - وہ درختون کی لکڑی کاٹ لیتے تھے اور مویشی بیچ لیتے تھے اور دھمکا کر مالگزاری زیادہ وصول کر لیتے تھے کہ اگر تم نہ دوگے تو ہم تم کو یا تمھارے لڑکون کو فوج مین بھرتی کرا دینگے - روپے والے غلامون کو مجبور کرتے تھے کہ زر کثیر دے کر آزاد ہو جائین - الغرض روپیہ جبرًا وصول کرنے کے لیے کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھتے تھے - چاہے قانون کے خلاف ہی کیون نہ ہو - اس کارروائی سے چند ہی سال مین اُنھون نے اپنے علاقون کو بالکل ستیاناس اور تباہ کردیا - مگر علاقے کی جو قیمت دی تھی وہ اس عرصے مین اُنھون نے وصول کر لی اور بھلا چنگا

فائدہ ہو رہا۔ اگر کسانون کے کچھ خاندان بیچ ڈالتے یا کسی اور علاقے مین اُنکو لیجاتے یا اُس سرکاری بنک مین گرو رکھدیتے جو جائداد غیر منقولہ پر اُنکو بند کرکے روپیہ قرض دیتا تھا تو اوبھی فائدہ کثیر اُنکو حاصل ہوتا تھا۔

مالکان اراضی کسانون پر دو طرح کا جبر کرتے تھے۔ ایک تو قانون کے رو سے جائز قرار پایا تھا۔ اور ایک وہ خود جبر کرتے تھے۔ قانوناً بھی جبر کی کوئی انتہا نہ تھی۔ قانون مین درج ہے کہ (مالک اراضی کو اختیار ہے کہ اپنے غلامان خانہ زاد سے ہر قسم کی محنت لے۔ اور روپیہ وصول کرے۔ اور خدمت لے۔ مگر شرط یہ ہے کہ کسانون کو تباہ نہ کردے اور قانون کے رو سے جسقدر دن اُنکے نجکے کامون کے لیے مقرر کیے گئے ہین اُنمین محنت نہ لے) اسکے علاوہ اُسکو یہ بھی استحقاق ہے کہ کسانون کو خدمتگار بنالے اور گھر کا کام دھندا اُنسے لے۔ یا یہ کرے کہ امراے عظام کے ہان اُنکو نوکر رکھا کر اُنکی تنخواہ خود لے لے۔ اگر کسان سے کوئی جرم سرزد ہو تو مالک اراضی جسمانی سزا دے سکتا ہے۔ مگر چالیس کوڑے یا لکڑی کی پندرہ ضرب سے زیادہ سزا نہین دے سکتا اور اگر اُسکے نزدیک کوئی کسان انتہا کا بدذات ناقابل علاج ہو تو اُسوقت مالک اراضی کو اختیار حاصل ہے کہ اُسکو حکام کے حوالے کردے کہ اُسکو فوج مین بھرتی کرلین یا سیبیریا کو جلا وطن کردین۔ یہ بات مالک اراضی کی خواہش پر منحصر تھی۔ اور اگر گستاخی کرے اور معمولی سزا سے زیادہ سزا کا جرم ہو تو اُسکو اختیار تھا کہ پولیس یا فوج کے ذریعے سے اُسکو سیدھا بنالے۔

انھین قانونی ذریعون سے مالک اراضی اپنے کاشتکارون پر جبر کرتے تھے اور صاف ظاہر ہے کہ جبر کی کوئی حد نہ تھی۔ قانوناً مالک اراضی کو اجازت تھی کہ کسان سے جسقدر چاہے روپیہ لے یا محنت لے۔ اور ہر حالت مین غلامون کو حکم تھا کہ فرمان بردار اور مطیع رہین۔ گو جسمانی سزا کی قانوناً ایک حد مقرر تھی مگر اُسکو اختیار تھا کہ چاہے جسقدر کوڑے پھٹکارے اور اسمین بھی شک نہین کہ غلامون مین کسی کے فرشتے کو بھی خبر نہ تھی کہ کوڑون اور ضرب چوب کے لیے ایک حد مقرر ہے مالکان اراضی مین بھی اکا دکا ہی کوئی جانتا ہوگا۔ کل زمیندار اپنی مرضی کے موافق سزاے جسمانی دیتے تھے۔ اور حکام کبھی اسمین دخل دیتے ہی نہ تھے۔

ہان اگر کوئی زمیندار بہت ہی بدنام ہوجاتا تو شاید کچھ دخل دیتے - مگر کسان جسمانی سزا کو ایسا برا نہین سمجھتے تھے - وہ کوڑون اور ڈنڈون سے کہین زیادہ اس امر سے خائف تھے کہ کہین ایسا نہ ہو کہ زمیندار صاحب ہمارے لڑکون کو فوج مین بھرتی کرادین - قانون کے رو سے تو صرف اُنھین غلامون کے ساتھ اس قسم کے برتاؤ کرنے کی اجازت تھی جو اسقدر بدوضع اور شریر تھے کہ انکی اصلاح پر آنے کی امید ہی نہین رہی تھی - مگر حکام کا قاعدہ تھا کہ جو کوئی اُنکے سپرد کیا گیا اُسکو بلا تحقیقات فوج مین بھرتی کردیا - لہذا زمیندار اس دھمکی کو زیادہ ستانی کا ذریعہ قرار دیتا تھا اور اسکا بڑا اثر ہوتا تھا -

غلامون کو اس جبر اور زیادہ ستانی سے محفوظ رہنے کا کوئی ذریعہ نہ تھا - قانون کے رو سے وہ کسی ظلم کی شکایت نہین کرسکتے تھے نہ اُس آقا کو سزا دلواسکتے تھے جو اُنپر دست تعدی دراز کرتا تھا اور تباہ کر ڈالتا تھا - گو گورنمنٹ کی دلی خواہش تھی کہ ظالمانہ برتاؤ اور زیادہ ستانی سے وہ محفوظ رہین مگر زمیندار اور غلام کے معاملے مین کبھی شاذ ہی دخل دیتی تھی اور خوف تھا کہ مبادا زمیندارون کی حکومت اس سے جاتی رہے اور کسانونمین ایک جوش گستاخی پیدا ہوجاے پس غلامان خانہ زاد بقول اے قہر درویش بر جان درویش قسمت پر شاکر تھے - سب سے آسان طرز حفاظت اُنکے لیے یہ تھا کہ ڈنکے کی چوٹ غدر مچادین مگر یہ کبھی شاذ و نادر ہی ہوا ہوگا - کیونکہ اُنکو تجربے سے معلوم تھا کہ اگر اس قسم کی کوشش کرینگے تو فوج سے فورًا خبر لی جائیگی اور بڑی سنگدلی سے سزا دی جائیگی - سب سے بہتر اور موثر تدبیر یہ تھی کہ مفرور ہوجائین یا آتش زنی کرین یا قتل کرنا شروع کرین -

اب ناظرین کو یہ خیال ضرور ہوگا کہ جب کہ مالکان اراضی کسی اصول کے پابند نہ تھے اور طرہ اسپر یہ کہ قانونًا انکو جبر کرنے کے اختیارات بھی غیر محدود حاصل تھے تو پھر وہ کسانونسے جبریہ روپیہ خاطرخواہ وصول کرتے ہونگے مگر اصل مین زیادہ ستانی بڑی دقت کا کام تھا - روسی کسان مین یہ قابلیت ہے کہ صبر کے ساتھ تکلیف برداشت کرلے - یورپ مین میرے نزدیک کسی قوم مین یہ قابلیت نہین ہے کہ تکلیف بھی برداشت کرتا جائے اور برابر مقابلہ بھی کرتا رہے - بے ایمان مالکان اراضی کو کسانون کی اس قوت اور قابلیت سے اکثر

شکست ہوتی تھی۔ اُدھر وہ برابر جبر کرتے تھے اِدھر یہ برابر ظلم سہتے تھے اور اُف نہین
کرتے تھے اور لالچی زمینداروں کو ایک حبہ تک نہین دیتے تھے۔ اِدھر غلامون کو معلوم تھا
کہ اُنکے آقا زیادہ ستانی اور طمع کے ہاتھون بک گئے اور اُدھر اُنھون نے اپنی حفاظت کی
فکر کی سب سے مقدم تو یہ تدبیر تھی کہ جن مویشی کی اُنکو ضرورت نہین تھی اُنکو بیچ ڈالتے تھے
اور جائداد منقولہ کے بھی کوڑے کرتے تھے۔ صرف وہ اشیا رکھ لیتے تھے جو روزمرہ کے
کام کی تھین۔ اس فروخت سے جو تھوڑا سا روپیہ جمع ہوتا تھا اُسکو مکان مین یا اِدھر اُدھر
دفنا دیتے تھے۔ اسکے بعد زمیندار چاہے دھمکاتا یا سزا دیتا مگر دفنایا ہوا روپیہ اس کے
فرشتون کو بھی نہین ملتا۔ ان حالتون مین اکثر کسان بڑی سخت سزا پاتے تھے۔ اُنکے
لڑکے فوج مین زبردستی بھرتی کیے جاتے تھے مگر وہ برابر یہی کہے جاتے تھے کہ ہمارے پاس
روپیہ نہین ہے کہ اپنے کو اور اپنے لڑکے کو اس مصیبت سے محفوظ رکھین۔ لوگ تو اُنکو صلاح
دیتے تھے کہ جو رقم قلیل تمنے جمع کی ہے وہ زمیندارون کی نذر کردو۔ مگر کسان اور ہی دلیل
پیش کرتے تھے۔ اُنکو یقین کامل تھا کہ اگر وہ اپنی رقم قلیل دیدینگے تو وہ دن تو ضرور بخیریت
ٹل جائیگا مگر پھر وہی سامنا ہوگا۔ اور پھر اُنکو تکلیف اُٹھانی پڑے گی اور پچھتانا پڑیگا کہ رقم
اندوختہ ناحق ضایع کردی۔ وہ سوچتے تھے کہ جب زمیندار دیکھے گا کہ اُسکی کوششون کا کوئی
نتیجہ نہین نکلتا تو آخر کار تھک جائیگا۔ اس قسم کے خیالات نے اُنکو فائدہ پہونچایا مگر یہ برابر
ہوا کیا کہ جب کسی زمیندار نے اپنے کسانون پر ظلم یا بدعت کی تو وہ گھبرا کے بھاگ کھڑے ہوے
چونکہ علاقے ہر طرف کھلے ہوے تھے لہذا بھاگ جانا بہت ہی آسان امر تھا اور اُسکی نگرانی
بالکل محال تھی۔ مفرور کسان سو میل پر رہتا اور کسی کو کانون کان خبر نہوتی۔ اب سوال یہ ہے
کہ زمیندار کی بدعت کرنے کے قبل سب کے سب کیون بھاگ نہین جاتے۔ اکثر جو وسے
کسان کل تکلیفین برداشت کرتے تھے مگر بھاگ نہین جاتے تھے۔ اول تو اُسکی بیوی اور بچے
ہوتے تھے۔ ممکن نہ تھا کہ وہ اُنکو ساتھ لے کر بھاگتا۔ لہذا بھاگ جانا گویا تمام عمر کے لیے عذاب
جان تھا۔ اِسکے علاوہ مفرور غلام کی زندگی قابل رشک نہ تھی۔ اُسکو ہردم کھٹکا تھا کہ پولیس
کے لوگ گرفتار کر لینگے۔ وہ قید ہو جائینگے یا اپنے آقا کے پاس پھر بھیجدیے جائینگے۔

مفرور کسانون کو زندگی اسقدر بار ہو جاتی تھی کہ چند مہینون یا چند سال کے بعد وہ اپنے اپ اپنے اپنے گھر واپس اتے تھے۔

مفرور کسانون اور اُن کسانون کی جو بلا پروانہ راہداری اِدھر اُدھر گھوما کرتے تھے دو قسمین تھین ایک نوجوان کسان بدن کے مضبوط۔ یہ لوگ یا آقا کے ظلم سے بھاگ جاتے تھے یا فوج مین زبردستی بھرتی کیے جانے کے سبب سے مفرور ہوتے تھے۔ ایسے مفرور کسان اپنے لیے ایک نیا مقام سکونت تجویز کرتے تھے۔ عموماً جنوبی صوبون مین جا کے بستے تھے جہان مزدورون کی بڑی قلت تھی پس اکثر زمیندار کسانون کے جانے سے خوش ہوتے تھے اور کبھی پروانہ راہداری کا ذکر ہی نہین کرتے تھے۔ دوسرے وہ کسان تھے جو ہمیشہ کے لیے مفرور ہوتے تھے۔ یہ اکثر بیوہ عورتین ہوتی تھین یا وہ مرد جنکی بیوی نے انتقال کیا ہو۔ انکے گھر بار تو ہوتا نہ تھا۔ اور سستی کے سبب سے محنت کرنا پسند نہ کرتے تھے۔ انہین سے اکثر زائر بنجاتے تھے اور بحیثیت زائر انکو کھانے کو بخوبی ملتا جاتا تھا۔ اور اکثر چندہ وصول سکے بھی ملجاتے تھے۔ اور اگر کوئی پولیس کا افسر انکو گرفتار کرتا تو وہ رشوت دے کے بچ جاتے۔ اِس قسم کی زندگی بسر کرنا روس مین خاص کر آسان ہے۔ وہان خانقاہین کثرت سے ہین تین دن تک ہر شخص انمین رہ سکتا تھا اس سے کوئی نہ پوچھتا کہ تم کون ہو۔ لیکن اگر وہانکے بڑے عابد کی کوئی خدمت کرتا تو تین دن سے زیادہ بھی ٹک سکتا۔ اب سُنیے کہ وہانکے قصبون کے دولتمند تجار خیرات کو بہت بڑا ذریعہ مغفرت سمجھتے ہین۔ گانؤن تک مین زائرونکی ضرور بڑی مہمان نوازی اور خاطرداری ہوتی ہے بشرطیکہ زائر چوری وغیرہ حرکات سے کنارہ کش رہے جو اسکے پیشے کے بالکل خلاف ہین۔ جو لوگ سادی غذا پر قانع تھے انکو یہ ذریعہ رزق زندگی بسر کرنے کے لیے بخوبی کافی تھا اور جن لوگون کی شرارت اور طمع بڑھی ہوئی تھی وہ اپنی چالاکی سے پرانے فیشن کے آدمیون کو دونون ہاتھون سے لوٹتے تھے۔

اپنے بچاؤ کے لیے کسانون نے آگ لگانی اور قتل کرنا شروع کیا کسی معتبر نقشے سے نہین پایا جاتا کہ کسقدر گانؤن اور مکان جلائے گئے۔ ہان زراعت کے جھگڑون مین جسقدر آدمی مارے گئے انکی تعداد کے معتبر معتبر نقشے میرے پاس تھے مگر افسوس ہے

کر دو حصے کم ہو گئے۔ مگر مقتولون کی فہرست مطول نہ تھی۔ اسکا سبب یہ ہے کہ کسان بڑے صابر اور بڑی تکلیف برداشت کرنے والے آدمی ہوتے ہین۔ اور کچھ یہ بھی سبب تھا کہ زمیندار مین ایسے سفاک کم تھے جیسے لوگ اُنکو عموماً سمجھتے ہین۔ اگر کوئی قتل کیا جاتا تھا تو اُسکی بڑی تحقیقات ہوتی تھی مجرم کو سزاے سخت دی جاتی تھی تاکہ اورون کو عبرت ہو اور اُنپر جو جبر ہوتا تھا اُسکی کچھ شنوائی نہین ہوتی تھی۔ کسان خفیہ طور پر اُن بیچارے مظلومون کے ساتھ ہمدردی کرتے تھے۔

غلامان خانہ زاد کے ذکر مین مین نے صرف اُنکا حال بیان کیا ہے جو عموماً کاشتکار تھے۔ اُنکے علاوہ ایک اور قسم کے غلام بھی تھے جنکو دوُرڈوِنی کہتے تھے۔ یہ غلام مثل غلامان خانہ زاد نہ تھے۔ اُنکو تنخواہ نہین ملتی تھی اُنکو یہ اختیار نہ تھا کہ ایک آقا کو بدل کر دوسرے کی غلامی کرین قانوناً اُنکے کچھ حقوق نہ تھے اور اگر اُنکے آقا اُنکو سزا دیتے یا کرائے پر چلاتے یا بیچ ڈالتے تو یہ کوئی جرم نہ تھا۔

ان غلامون کی تعداد کام کے مقابل مین بہت زیادہ تھی لہذا بڑی سستی مین بسر کرتے تھے لیکن اگر کسان اُنکے درجے مین آجاتا تو وہ اُسکو سخت مصیبت سمجھتا کیونکہ اس انتقال سے ایک تو وہ اپنے حصۂ ارضی سے محروم رہتا دوسرے جو تھوڑی سی آزادی اُسکو حاصل تھی وہ بھی جاتی رہتی۔ مگر یہ کبھی شاذ ہی ہوتا تھا کہ مالک ارضی کسی مضبوط کسان کو گھر کے کام کاج کے لیے منتخب کرتا۔ انمین سے جن لوگون کی شادی ہو جاتی تھی اُنکا درجہ کسانون اور خدمتیون کے درمیان مین ہوتا تھا۔ اُنکا آقا اُنکو کھانے کے لیے ایک ماہواری رقم دیتا تھا اور سال بھر کے پہننے کا کپڑا۔ اُنکو مجبور ہو کر مقدم دیہہ کے مکان کے قریب رہنا پڑتا تھا۔ ان سب کے پاس ایک ایک گھر یا کمرا ہوتا ہے اور گوبھی کا ایک ایک باغ۔ اور جنکی شادی نہین ہوئی تھی وہ بلکل گھر کے نوکرون کی طرح رہتے تھے۔

مالکان ارضی کے تعلق جسقدر غلامان خانہ زاد تھے اُنمین آخری مردم شماری کے حساب سے فی صدی ۶½ سے زیادہ ہی زیادہ اُن خدمتیون کی تعداد تھی۔ اور اُنکی تعداد بڑھتی ہی جاتی تھی کیونکہ اِس سے پیشتر کی مردم شماری مین صرف ۴½ فی صدی تعداد تھی اور

لطف یہ کہ اُس سنہ مین غلامان خانہ زاد کی تعداد دو کرور پانچ لاکھ چھتر ہزار دوسو انتیس سے گھٹ کر دو کرور ایک لاکھ اٹھاون ہزار دوسو اکتیس رہگئی تھی۔

اب مین اِس باب کو ختم کرتا ہون مگر مین خوب جانتا ہون کہ جو کچھ مجھے لکھنا تھا وہ اچھی طرح نہ لکھ سکا مین نے کوشش کی تھی کہ غلامی خانہ زاد کی رسم کا حال معمولی طور پر لکھون۔ گو میرے پاس مصالح اسقدر جمع ہے کہ سلسلہ وار ناول شروع کر دون مگر مین اُنکا حوالہ نہ دونگا کیونکہ میری راے مین کسی ملک کے جرائم سے اُسکی اصلی حالت نہین معلوم ہو سکتی اگر کوئی مصنف اِنگلستان کے طرز معاشرت کا حال طلاق سے شروع کرے تو انتہا کا مہمل اور بے سرو پا ضرور معلوم ہوگا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص روس کی رسم غلامی کے حال مین صرف زمینداروں کی سفاکی اور جور و تعدی اور غفلت ہی کا حال لکھے تو خلاف انصاف ہے گو بدعت اور جبر کبھی کبھی تو ضرور ہوتا تھا مگر شاذ۔ مجھے یقین ہے کہ اور ملکون کے لوگ رسم غلامی کے جبر و ظلم اور سفاکی کو بڑے مبالغہ کے ساتھ بیان کرتے ہین پس اگر مین چند مثالین قلمبند کرون تو غیر ضروری ہوگا۔

مگر یہ خیال نہ کرنا چاہیے کہ جو بدعت مالکان اراضی کبھی کبھی کرتے تھے اُنکے حالات جو مین نے مفصل قلمبند نہین کیے تو اس سے یہ میرا منشا ہے کہ مین اُسکے معائب کو چھپاؤن ممکن نہین کہ اسقدر اختیارات فرد کسی کو ملین اور وہ بدعت کی طرف راغب نہ ہو۔ اور نہ یہ ممکن ہے کہ ایسے ذی اختیار اور ذی رعب آدمیون کی رعایا اُسکے اثر خراب سے تکلیف مین نہ پڑے۔ اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ یہ اثر خراب صرف غلامون ہی پر نہین پڑا بلکہ زمیندار بھی اس سے نہ بچ سکے قصباتی روسیون کی زندگی کی ایک خاصیت یہ ہے کہ اخلاق سے نفرت ہو اور دماغ کو زور نہ دین۔ گو غلامی سے یہ دونون باتین پیدا نہین ہوتین مگر اس رسم غلامی سے یہ ضرور ہوا کہ اُن دونون عیوب کو اُسنے برقرار رکھا۔ الغرض غلامی سے ہر قسم کی ترقی کا سدباب ہوتا تھا۔ پس جب لوگ خواب غفلت سے بیدار ہوکر ترقی کے دائرے مین قدم رکھنے لگے تو غلامی خانہ زاد کی بیخ کنی کا خیال سب سے مقدم سمجھا گیا۔

باب پچیسوان

آزادی غلامان خانہ زاد

بحث شروع ہوئی۔ خاص کمیٹی۔ صوبجات لیتھوانینیا کے امراے عظام۔ زار نے امراکو در پردہ سمجھا دیا۔ اخبارون کا جوش۔ مالکان اراضی۔ پولٹیکل ولولہ۔ مخالفت نہین ہوئی۔ گورنمنٹ۔ عوام کی راے۔ مفصل کی کمیٹیان۔ کمیشن۔ مفصل کے نائب۔ ناراضی۔ اعلان شاہی۔ قانون کے اصول۔ غلامان خانہ زاد کی مایوسی۔ امن کے حکم۔ ایک سانحۂ عجیب۔ آزادی۔ آزادی کسنے دی؟

رُوس کے پولٹیکل طرز تنظیم و تنسیق کا ایک خاص اصول یہ ہے کہ سرکاری امور مین جب کبھی کوئی جدید بات کیجاتی ہے تو اُسکی ابتدا خود شہنشاہ کی جانب سے ہوتی ہے پس آزادی غلامان خانہ زاد کی خواہش جو دور دور تک پھیلی ہوئی تھی تب تک ظاہر نہین ہونے پائی جب تک زار رُوس نے اپنے خیالات مخفی رکھے۔ تربیت یافتہ طبقے بڑے شوق سے منتظر تھے کہ ذرا کوئی علامت ظاہر ہوئی اور اُنکی یہ آزادی بہت جلد پوری ہوئی۔ مارچ ۱۸۵۶ء مین ایک اشتہار طبع ہوا تھا کہ مغربی سلطنتون سے صلح ہو گئی ہے اِسکے چند روز بعد حضور زار نے ماسکو کے امراے عظام اور اعلیٰ افسران فوجی سے کہا کہ چند بے بنیاد افواہون کے دور کرنے کی غرض سے مین اِس اعلان دینے کو ضروری سمجھتا ہون کہ بالفعل میرا قصد غلامی خانہ زاد کی بیخ کنی کرنے کا نہین ہے۔ مگر اِسمین شک نہین اور تم خود واقف ہو کہ موجودہ طرز حالت غلامان خانہ زاد بدستور نہین رہ سکتی۔ اے حضرات مین چاہتا ہون کہ تم لوگ غور کرو کہ اِسکا عملدرآمد کس طرز سے ممکن ہے اور میرے الفاظ کو امراے عظام کی جماعت کے روبرو غور کرنیکے لیے پیش کردو۔

مشہور ہے کہ ان الفاظ سے یہ مراد تھی کہ امراے عظام کا دل ٹٹولین اور اُنکو ترغیب دین کہ وہ ازخود یہ تجویز پیش کرین۔ اگر یہی قصد واقعی تھا تو اس تقریر کا نتیجہ خاطر خواہ نہ نکلا۔ ناگاساکی کے امراے والا قدر کے مزاج مین آزادی غلامی کا جوش بہت ہی کم تھا اور جو لوگ اصل مین چاہتے تھے کہ غلامی دور ہوجائے اُنکے نزدیک شاہنشاہ کے الفاظ اسقدر مہمل و پوچ پیشین گوئی سے مملو تھے کہ اس سے یہ نہین ثابت ہوتا تھا کہ کوئی کام اصل مین کیا جائیگا۔ اس سے جو جوش پیدا ہوا تھا وہ جلد فرو ہوگیا اور چونکہ کچھ زمانے تک اور تدبیرین عمل مین نہین آئین لہذا اکثر آدمیون کی راے تھی کہ اس مسئلے پر جو غور کیا گیا تھا وہ ملتوی کیا گیا۔ لوگون کی راے تھی کہ گورنمنٹ بیشک یہ بحث ضرور پیش کرنا چاہتی تھی مگر مالکان اراضی کی بے پروائی اور مخالفت دیکھ کر خائف ہوگئی اور خاموش ہو رہی۔

شہنشاہ اصل مین مایوس ہوگیا۔ اُسکو امید تھی کہ اُسکے نمک حلال امراے عظام ناگاساکی جنمین سے وہ اپنے آپکو بھی ایک رُکن قرار دیتا تھا فوراً اُسکے اشارے کے مطابق کارروائی کرینگے اور دارالسلطنت قدیم ہی سے یہ کارروائی شروع ہوجائیگی۔ اور جب شہر ناگاساکی مین کارروائی ہوجائیگی تو بینک اور صوبے بھی اُسکا تتبع کرینگے۔ اب اُسکو معلوم ہوگیا کہ جن خاص اصول پر آزادی دیجائیگی وہ گورنمنٹ کو قلمبند کرنے چاہییں لہذا اس غرض سے اُسنے ایک مخفی کمیٹی مقرر کی جسمین بڑے بڑے افسران سرکاری شامل تھے۔

اس مجلس کا نام مجلس خاص انفصال امور مزارعین رکھا گیا تھا اس مجلس نے چھ مہینے تک اس بحث پر غور کامل کیا۔ آزادی غلامی کی تجویز رُوس مین کسی طرح کوئی نئی بات نہ تھی۔ ملکہ کیتھرائن ثانیہ کے عہد سے گورنمنٹ برابر کوشش کرتی گئی کہ غلامون کی حالت کو ترقی ہو اور کئی موقعون پر گورنمنٹ کو خیال ہوا کہ عام آزادی دیجائے۔ گو ان کوششون کا نتیجہ عملاً بہت ہی کم مستخرج ہوا مگر اور نہین تو اسقدر نتیجہ احسن تو ضرور مستخرج ہوا کہ اس مسئلے کا چرچا زیادہ ہونے لگا اور چند اصول خاص اس سے نکلے جو ضرور آئندہ کی کل تجاویز کی بنا ہوگئے۔ ان اصول مین سے خاص اصول یہ تھا کہ گورنمنٹ کسی ایسی تجویز کو منظور نہ کرے جس سے مزارعین کو زمین سے کوئی بھی تعلق نہ باقی رہے اور وہ مارے مارے پھرین۔ کیونکہ ایسی تجویز سے

لگمں جمع ہوتا غیر ممکن ہوگا۔ اور ظن غالب بھی تھا کہ اس سے بہت ہی خوفناک بدنظمی متعلق زندات
پیدا ہوجاتی۔ اس اصول عام کے متعلق ایک اور بات تھی کہ اگر مزارعین کے آزادانہ طور سے
باہر چلے جانے پر سخت روک ٹوک کیجائے تو ضرور ہوگا کہ گانون کے بالکل قرب مین اُنکو زمین
دیجائے۔ ورنہ وہ خواہ مخواہ مالکان اراضی کے بالکل بس مین ہوجائینگے اور اس سے ایک
نئی اور خراب قسم کی غلامی کی حالت پیدا ہوجائیگی۔ اور اگر زمین کسانون کو دیجائیگی تو لازم
آئیگا کہ زمینداروں سے زمین چھین لین اور اگر زمیندار اراضی سے محروم کیے جائینگے تو وہ سمجھینگے
کہ گورنمنٹ نے خلاف انصاف ہمارے حق مالکانہ مین دخل دیا۔ اِنھین خیالات سے
نکولس نے آزادی غلامان خانہ زاد کی نسبت کوئی قطعی تدبیر نہین کی۔ اب ممبران کمیٹی پر
کہ سب کے سب مالکان اراضی تھے اُسکا بڑا اثر پڑا۔

گوڈیوک کانسٹنٹائین نے کہ خاص اسی غرض سے ممبر کمیٹی مقرر ہوے تھے کوشش
بلیغ کی کہ کارروائی بطرز مناسب ہو مگر کمیٹی نے اِسقدر سرگرمی اور مستعدی نہین ظاہر کی
جسقدر ضرورت تھی۔ لہذا حکم نافذ کیا گیا کہ کوئی قطعی تدبیر عمل مین لانی چاہیے۔ اور ایک
عمدہ موقع اِسکے لیے ہاتھ آیا۔

صوبجات لتھوآینیا مین جہان کے امراے عظام اہل پولینڈ تھے کسانون کی
افسوسناک حالت پر نکولس کے عہد مین گورنمنٹ نے چاہا کہ مالکان غلامان خانہ زاد کے
جبر و تعدی کے اختیارات کو محدود کردے۔ لہذا آقا اور غلام کے تعلقات کی تشریح کردگئی۔
اِس سے بڑی ناراضی پھیلی اور مالکان اراضی نے اب تجویز کی کہ اِس تشریح کی نظر ثانی
کیجائے۔ گورنمنٹ نے اِس سے فائدہ اُٹھانا چاہا۔ یہ مشہور کیا گیا کہ زمیندار اپنے غلامون کو
آزادی دینے والے ہین لہذا ایک فرمان شاہی تیار کیا گیا۔ اُسمین زمیندارون کی فرضی
خواہش سے گورنمنٹ نے اتفاق کرلیا اور اُنکو اختیار دیے کہ کمیٹیان قائم کرکے قطعی
تجویزین قائم کرلین۔ فرمان مین آزادی کا لفظ کہین استعمال نہین کیا گیا مگر ضمناً مستعمل تھا
کیونکہ ضمیمے مین صاف درج تھا کہ آزادی غلامان خانہ زاد ضرور ہونی چاہیے۔ مگر تھیک
چار روز بعد ایک وزیر نے زار کے مخفی حکم کے بموجب تمام روس مین گورنرون اور

امراے عظام کے پاس ایک گشتی حکم بھیجا اور اُنکو اطلاع دی کہ صوبجات لتھوانیا کے امراے کرام کو یہ مناسب اور ضروری معلوم ہوا کہ کسانون کو رہا کردین اور آنکے اِس خیال فاخرہ کو حضرت قدر قدرت زار رُوس نے بطیب خاطر پسند فرمایا۔ اس گشتی حکم کے ساتھ اس فرمان اور اصول متعلقہ کی نقل بھی تھی۔ تاکہ اور صوبون کے امراے عظام بھی وہی خواہش ظاہر کرین۔

اِس گشتی حکم سے تمام ملک مین بڑا جوش پھیلا۔ ایسا کوئی نہ تھا جو معًا سمجھ نہ گیا ہو کہ اور صوبون کے امرا سے بھی خواہش کیجاتی ہے کہ وہ بھی اپنے غلامون کے آزاد کرنے کا میلان طبع ظاہر کرین۔ جب کبھی کوئی جابر بادشاہ اِسطرح کے پیچیدہ الفاظ استعمال کرتا ہے تو اُسکا مطلب صاف یہ ہوتا ہے کہ ایسا ہی کیا جائیگا اور عاقبت اندیش خیر خواہ فورًا سمجھ جاتے ہین۔ اگر کسی کو شک بھی تھا تو اُسکا شک بہت جلد رفع ہوگیا کیونکہ چند ہفتون کے بعد شہنشاہ نے علانیہ طور پر فرمایا کہ ہمین امید ہے کہ خدا کی مدد اور امرا کی اعانت سے یہ کام بخوبی انجام پائیگا۔

اب گورنمنٹ رُوس نے بڑے غور اور تامل سے دیکھنا شروع کیا کہ شب حاملہ فردا چہ زاید۔

اخبارون نے جو آزادی غلامان خانہ زاد کے بڑے حامی تھے بڑی تعریفون اور جوش کے ساتھ مبارکباد دی کہ یہ بحث پیش ہوئی ہے۔ اور لکھنا شروع کیا کہ اب آیندہ رُوس کی قسمت کھلجائیگی۔ غلامی کی رسم تو قوم کے ساتھ ناسور کا کام کرہی تھی اور قوم کے خون مین اُسکا زہر اثر کر رہا تھا۔ تمام قوم پر بار عظیم تھا اور وہ نالان تھی ہر قسم کی ترقی کا اِس سدِ باب ہوتا تھا۔ یہ ایسا بوجھ تھا کہ آزادی اور مستعدی سے کام کرنا محال تھا۔ اِسی کے سبب سے رُوس مغربی یورپ کے ملکون کا نقطۂ مقابل نہین ہوسکتا تھا۔ اگر رُوس اِس بلا سے نجات پاتا تو واللہ اعلم کیا کچھ کر دکھاتا۔ الغرض جسقدر منشی اور وقایع نگار سلطنت مین تھے وہ سب آزادی کی تائید مین دلیلین پیش کرتے تھے۔ واعظ اور ناصح کو کہتے تھے کہ موجودہ نقص رسم غلامی کا نتیجہ ہے اور جہان غلامی کی رسم ہوگی وہان خلاق کجا۔ وکلا کی راے تھی کہ جو جبر و تعدی کے اختیارات زمیندارون کو کسانون پر حاصل ہین وہ

قانوناً بالکل ناجائز ہین۔ مدبرون کی راے تھی کہ تجارت اور صنعت کی ترقی کے لیے یہ امر ضروری تھا کہ اجرت پر قلیون سے کام لیا جائے نہ یہ کہ غلام بنائے جائین۔ فلسفیون کی راے تھی کہ ملک کی ترقی کے لیے فرض ہے کہ رسم غلامی کو جو پرانے دقیانوسی زمانے کی جہالت کا نتیجہ ہے فوراً دور کرنا چاہیے۔ اور اکثر آدمی لکھا اور کہا کرتے تھے کہ باہم بھائیون کی طرح رہنا چاہیے اور زیردست کو زبردست کے ظلم سے بچانا چاہیے۔ الغرض اسوقت کے کل اخبار متفق الراے تھے اور بڑا جوش پھیلا ہوا تھا۔ اِس جوش اور سرگرمی کی تحریر سے طبقۂ امراے عظام کے بہت بڑے حصے کے خیالات متفق تھے۔ قریب قریب کل امرا کو ان نئے خیالات سے اتفاق تھا۔ تربیت یافتہ نوجوان بھی اُسکے حامی تھے۔ تربیت یافتہ نوجوان تو خیر ابتدا سے غلامی کی رسم کو قوم کی بے عزتی سمجھتے تھے ہی لیکن بوڑھے آدمی تک جنکے بال بالکل سفید ہو گئے تھے اور پوتے پروتے والے تھے اور جنھون نے تمام عمر غلامون کی محنت سے آرام کے ساتھ زندگی بسر کی تھی وہ تک غلامی کی رسم کو دقیانوسی کہتے تھے اور راے زنی کرتے تھے کہ نئے خیالات کے مقابل مین غلامی کی رسم باقی نہین رہ سکتی۔ اور جن لوگون نے پہلے کبھی اخبار بینی اور کتب بینی نہین کی تھی وہ اب بڑے شوق سے پڑھنے لگے۔

بعض پولِٹکل باتون نے جنکا ذکر اخبارون مین کہین نہین تھا آزادی کے حامیون کا جوش اور بھی بڑھا دیا۔ گو اخبارون کی جانچ اور نگرانی کے لیے ایک حاکم مقرر تھا تاہم تربیت یافتہ آدمی فرانس اور جرمنی کے رسالے پڑھتے تھے اور اِس سے اُنکے دلون مین بڑا ولولہ پیدا ہوا تھا کہ گورنمنٹِ روس کے طرز تمدن مین تبدل ہونا چاہیے۔ سب کا یہی خیال تھا کہ اِس تبدل سے کل نقص دفع ہو جائینگے۔ اب انتظام ملک نئے سائنس کے مطابق ہونا چاہیے معمولی طور پر ہونا چاہیے۔ ہر طبقے کی رعایا پر فرض ہے کہ فوائد انام کے ترقی دینے مین دل سے کوشش کرے۔ اور بلا اِسکے کہ غلام آزاد کیے جائین ملکی ترقی محال ہے۔ پہل غلامی ہی سے ہونی چاہیے۔ امراے عظام کو جو اختیارات غلامون پر حاصل ہین اُنسے وہ باز آئین اور اُسکے عوض بہت عمدہ

گورنمنٹ مین رہین یہ صلہ اُنکو ملیگا۔

مگر پُرانے فیشن کے بھی اکثر امرا تھے جو اُن خیالات جدید کے بالکل مخالف تھے۔ اُنکے دلون پر اِس غلامی کی بحث کا اور ہی اثر پڑا۔ اُنکی آمدنی صرف اُنکے علاقون سے ہوتی تھی اور وہ کبھی خیال بھی نہین کرسکتے تھے کہ بلا امداد غلامان خانہ زاد وہ کھیتون کا کام کرسکینگے۔ باوصف تاکید و نگرانی سخت تو کسان کاہل اور مجہول رہتے ہی تھے اگر بلا نگرانی آقا رہینگے تو اُنسے کیا خاک امید ہوگی۔ اگر کاشتکاری سے آمدنی کم تھی تو اِس حالت مین اُنکی کیا کیفیت ہوگی جبکہ بلا اجرت کوئی کام ہی نہ کریگا۔ اِس سب پر طرّہ یہ تھا کہ زمین کا ایک بڑا حصّہ کچھ زمانے کے لیے کسانون کو دیا جائیگا۔

جو زمیندار اِن امور پر نظر ڈالتے تھے وہ آزادی سے بہت ہی ناراض تھے۔ مگر یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ یہ ناراضی ویسی تھی جیسی اِنگلستان کے کسانون کو ایسی دھمکی کی حالت مین ہوتی ہے۔ روپے کے لحاظ سے روسی کسانون کو اسقدر رنج نہین ہوا جسقدر اِنگلستان کے کسانون کو ہوتا جو لوگ حساب نہین رکھتے اور غم فردا بھی نہین کرتے اُنکو روپے کے نقصان کا بھی صلا خیال نہین ہوتا۔ ہان جو لوگ اپنی آمدنی کے مطابق چلتے ہین اُنکو زیادہ فکر رہتی ہے

یہ امر ضرور قابل تسلیم ہے کہ ناراضی اور دہشت عام مین بہت پھیلی ہوئی تھی۔ روسی نہین چاہتے تھے کہ اُنکی آمدنی اور علاقہ جاتا رہے۔ مگر اِس حکم سے کسی نے مخالفت نہین کی۔ جو لوگ اِس تجویز کے مخالف تھے وہ مارے شرم کے کچھ کہہ نہین سکتے تھے کہ لوگ اُنکو بدخواہ ملک اور خودغرض قرار دینگے۔ اور وہ یہ بھی بات جانتے تھے کہ اگر شہنشاہ کو آزادی دینی ہی ہوگی تو اُنکی مخالفت کیا کرسکیگی۔ خاک۔ اور اگر مخالفت کی تو فائدہ بجز شہنشاہ ناراض ہوجائینگے۔ اُنکو خوب معلوم تھا کہ ذراسی مخالفت کا اظہار بھی ایسا ہوگا جیسے بارود کے میگزین مین دیاسلائی سے کھیلنا۔ غلامان آزاد کو امید تھی کہ زارؔ اُنکو آزاد کردینگے۔ اگر اُنکو ذرا بھی شک ہوگا کہ زمیندار کوشش کررہے ہین کہ زارؔ کی تجویز کے خلاف کارروائی ہو تو سخت تدبیرون سے آزادی حاصل کرینگے۔ اکثر بزدلون کو خوف ہونے لگا کہ مبادا کسان قتل پر آمادہ ہون۔ اِسکے علاوہ کل زمیندارون کی راے تھی کہ یہ کوشش امراے عظام کو کرنا چاہیے

کہ غلامون کو آزادی نہ حاصل ہو۔

پس یہ بحث امراے عظام کے روبرو پیش کی گئی کہ اسکو حل کر دین۔ گورنمنٹ نے اس تجویز کے اصول قلمبند کر دیے اور اُسپر بڑا دباؤ ڈالا کہ یہ کام اسطرح پر ہونا چاہیے یہ اختیار بھی گورنمنٹ نے اپنے ہی ہاتھ مین رکھا کہ جو تجویزین کمیٹیون سے پیش ہون اُنکو بدلے یا نامنظور کردے۔

اِن اصول خاص کے مطابق غلامان خانہ زاد رفتہ رفتہ آزاد ہونے کو تھے۔ پس اُنکو چاہیے کہ کچھ دن اور رؤسا زمینداردن کے ماتحت رہین اور اِس عرصے مین وہ روپیہ دے کر یا محنت کر کے اپنے مکان اور باغ واپس لین اور زمین کے اُسقدر حصے پر قابض ہون جس سے زندگی بسر ہو سکے۔ اور اُس اراضی کے عوض مین وہ سالانہ لگان دین۔ لگان مین روپیہ دین خواہ پیداوار خواہ کھیتون مین مزدوری کرین۔ غرضکہ اِن اصول مین رفتہ رفتہ بڑا تغیر پیدا ہوا۔ اِسکے سمجھنے کے لیے ہمکو اُس زمانے کی کتابون اور اخبارون کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔

آزادی غلامان خانہ زاد کی بحث کے قبل جتنی تجویزین رفاہ کی نسبت ہوئی تھین وہ سب بے سر و پا تھین۔ تربیت یافتہ لوگون کا خیال تھا کہ رُوس کو فوراً ممالک مغربی یوُرپ سے وہ کل اصول آزادی اور خیالات آزاد حاصل کرنے چاہیین جنکے بغیر رُوس اُن ملکون سے بہت گھٹ گیا ہے۔ اب سُنیے کہ اخبارون اور رسالون مین تو لوگ یہ صلاح دیتے تھے کہ آزادی کو ترقی ہونی چاہیے مگر چند آدمیون نے یہ کہنا شروع کیا کہ آزادانہ اصول جسکو لوگ کہتے ہین اُنمین اکثر ایسے اصول بھی شامل ہین جو دقیانوسی اور بیکار ہو گئے ہین یہ لوگ اپنے ہموطنون کو متنبہ کرتے تھے کہ اور قومون کے نقش قدم پر کورانہ چلو بلکہ اپنے تجربے سے فائدہ اُٹھاؤ اور اُن غلطیون سے باز رہو جنکے دام مین پھنسے ہو۔ اُن نئے اتالیقون کے نزدیک بہت بڑی غلطی یہ تھی کہ لوگ اپنے اپنے قدح کی خیر مناتے تھے چند آدمیون کے فائدے کے لیے بہت سے آدمیون کا نقصان کرنا۔ زیردست پر ظلم کرنا۔ اِن باتون کی بڑی ترقی تھی۔ فرانس اور جرمنی کے بڑے بڑے شائستہ آدمیون کے یہی خیالات تھے۔

اگر ان پرانے ملکون مین ایسے نقص دفع نہین ہوسکتے تو رُوس مین کیونکر جلد دفع ہوسکتے ہین
ابھی تو رُوس ابتدائی حالت مین ہے۔

مین مکرر لکھونگا کہ اِس قسم کی وعظ کا کیا نتیجہ نکلا تاکہ لوگون کو صاف صاف اسکا حال معلوم ہوجائے۔ مین کہ چکا ہون کہ سوشل اور پولٹکل بحث مین روسیون کا ایک خاص طرز ہوتا ہے۔ انھون نے پولٹکل تعلیم کتابون سے حاصل کی تھی۔ لہذا علمی تجربہ اُنکو نہین ہے ذرا ذرا سی بات کے لیے بھی وہ بیکار بڑے بڑے مسائل فلسفہ پیش کرتے تھے۔ اور اُن خفیف خفیف باتون پر نظر نہین ڈالتے تھے جنسے وہ مسائل حل ہوجاتے۔ چونکہ اُنکو کوئی قدیم تعصب نہین ہے اور نہ کسی اصول قدیم کے پابند ہین لہذا وہ پولٹکل فلسفہ کی تحقیقات جدید کے معتقد ہوجاتے ہین۔

اِس بات کو یاد رکھیے اور دیکھیے کہ غلام کیونکر آزاد ہوے۔ پرولی ٹیری ایٹ کو لوگون نے ایک ایسا دیو تصور کر رکھا تھا جو مغربی یورپ کی سوسائٹی کو بالکل نگلجا دیگا اور جسوقت چاہیگا یہان داخل ہوجائیگا۔ ہان اگر خوب تدارک کیا جائے تو شاید نہ آسکے۔ عوام الناس کو ہر دم اِسی کا خیال تھا اور پڑھنے لکھنے والون کے دلون مین اِس سے خوف پیدا ہوا تھا۔ عوام الناس مین جو لوگ نہایت عقیل تھے اُنکی عقل مین یہ آیا کہ سب سے عمدہ تدبیر پرولی ٹیری ایٹ کو رُوس مین قائم ہونے سے باز رکھنے کی یہ ہے کہ آزاد غلامونکی اراضی اُنھین کے نام منتقل کردی جائے اور مجالس دیہی کو برقرار رکھین۔ لوگون کی راے تھی کہ اِس اہم سوال کے حل کرنے کا یہی وقت ہے کہ آیا رُوس شل اور مغربی اقوام کے اِس مہلک عارضے مین مبتلا ہوگا یا اِس سے کسی طور پر نجات پاویگا۔ اِس سوال کے تصفیہ پر اِس ملک کی آئندہ کی بہتری یا ابتری موقوف ہے۔ اگر اسامیان آزاد شدہ بلا اراضی رہین یا وہ اصول مجالس دیہی ملک مین قائم ہون جنسے ہر شخص کو ایک حصۂ اراضی مل سکتا ہے اور یہ دولت غیر منقولہ آئندہ نسلون کے لیے یک لخت موقوف رکھین تو بیشک و بےشبہہ پرولی ٹیری ایٹ بہت جلدی قائم ہوجائیگی اور اسامی بالکل ایک خانہ بدوش قوم مثل انگریزی کاشتکارون کے ہوجائینگے۔ اگر برعکس اِسکے کچھ کچھ زمین اُن لوگون کو دیجائے اور مجلس دیہی کو

ارضی ملحقہ کا مالک مقرر کیا جائے تو پرولی ٹیریٹ کا خوف بالکل جاتا رہے اگر ایسا ہو تو شایستہ ملکون مین روس کا نام ہوجائے اور وہ اسکا تتبع کرین۔ حیرت انگیز ترقی کرنے کا اوکسی قوم کو یہ موقع نہین حاصل ہوا تھا اور اب روس کو خود ایسا موقع نہ ملیگا۔ مغربی اقوام نے اس غلطی کو دریافت تو کیا مگر دیر مین جبکہ اسامی اپنی اپنی ارضی سے محروم ہوچکین اور قصبات کے محنتی لوگ بالکل بضاعت دارون کے تنکار ہوچکے۔ اُنمین قابل لوگ اُنکو متنبہ کرتے ہین کہ یہ کیا واہیات ہے مگر وہ سُنتے کسی کی نہین۔ لیکن روس اُن خطرون سے محفوظ رہ سکتا ہے بشرطیکہ عقل کے رو سے کام کرے۔ اسامی ابھی تک درحقیقت قابض ارضی ہین اور قصبات مین اب تک پرولی ٹیریٹ قائم نہین ہوئی۔ پس سب سے زیادہ ضرورت اس امر کی ہے کہ مالکان ارضی کے اختیارات ظالمانہ جاتے رہین اور نہ کسان بیدخل کیے جائین۔ نہ موجودہ مجالس دیہی مین خلل پڑے۔

یہ تصور اکثر مالکان اراضی کے دماغ مین سمایا ہوا ہے اور اس تصور کا اثر کمیٹیون پر بھی بہت تھا۔ اِن کمیٹیون مین اکثر دو قسم کی جماعتین تھین۔ زیادہ تر ممبر تو عدل و انصاف کے پابند تھے اور حتی الامکان اپنے طبقے کے حقوق کے محافظ تھے باقی ممبر اگرچہ اپنے طبقے کے حقوق سے لاپروا نہ تھے مگر عمداً کچھ نہین کرتے تھے۔ اوائل مین بہت سے ممبرون نے حتی الامکان کوشش کی کہ جو اصول بحق کاشتکار گورنمنٹ نے قائم کیے ہین وہ قائم نہونے پائین لیکن جب اُنھون نے دیکھا کہ اخبارون کی راے گورنمنٹ سے بھی زیادہ مفید کاشتکار ہے لہذا وہ سرکار کے اصول مجوزہ ہی کو غنیمت سمجھے اس سے یہ تو تھا کہ زمیندار کی جائداد اراضی محفوظ رہتی۔ اِن دونون فرقون مین ایک سخت خصومت پیدا ہوگئی اور سرکار کو یہ قرین مصلحت معلوم ہوا کہ یہ دونون فریق اپنے اپنے خیال اس بارے مین پیش کرین۔

یہ مناقشہ اس قسم کا نہ تھا جیسا کہ انگریز لوگ اُسکو سمجھینگے۔ جس مُلک مین خاص رعایا کی جانب سے سیاست مدن اور انتظام ملکی ہوتا ہے اُسمین مزارعین کے قانونی مدارج اور اُنکے اور مالکان ارضی کے تعلقات باہمی ایسے امور ہین جنکا اثر پولٹکل باتون

بہت پڑتا ہے - اور اُنھین سے پولٹیکل طاقت کا بہت زیادہ اثر ہوتا ہے - پس یہ مسئلہ مختلف طبقون مین عداوت اور قومی مخالفت بڑھاتا ہے - اور یہ امر یقینی ہے کہ اگر مغربی یورپ کے کسی مُلک کے امرا کے روبرو یہ مسئلہ پیش کیا جائے تو اس بحث مین پولٹیکل امور پر بہت زیادہ زور دیا جائے مگر رُوس مین ایسا نہین ہے - زار کی ماتحتی مین عایا کے کسی طبقے کو اجازت نہین ہے کہ وہ اپنے حقوق کے لیے لڑ سکین - لہذا اُنمین باہمی رقابت یا عداوت کے خیالات بھی نہین ہین - وہ کئی صدی سے شاہنشاہان رُوس کے اختیار مین ہین اور غالبًا آئندہ بھی عرصۂ دراز تک اُنھین کے اختیار مین رہینگے - یہ سچ ہے کہ بہت سے مالکان اراضی کو خیال تھا کہ شاہنشاہ رُوس عنقریب ایک ملکی مجلس بزرگ قائم کرنے والے ہین مگر جو لوگ ایسی امیدون مین پڑے ہوے تھے اُنکا جوش سلطنت جمہوری اور خیالی باتون کی جانب زیادہ تھا اور اُنکو یقین تھا کہ جب اُس مجلس ملکی کے ذریعے سے انتظام ملک ہوگا تو امرا اور مزارعین باہم برادرانہ محبت سے برتاؤ کرینگے - پس پولٹیکل امور کی بحث بالکل مفقود ہوگئی اور مالکان اراضی کی ایک جماعت کثیر نے اپنی توجہ اُن بحثون کی جانب رجوع کی جو اِس سے کم ضروری تھین اور روزمرّہ کی معاش سے تعلق رکھتی تھین - نہ صرف یہ تھا کہ غلامان خانہ زاد سے زبردستی محنت لینے کی رسم دور کر دی جائے بلکہ مواضع کی نسبت بھی فکر تھی کہ مع اُس زمین کے جہان وہ واقع ہے علاقون سے ہمیشہ کے لیے جدا کر دیے جائین اور اراضی مزروعہ کا ایک بڑا حصّہ غیر محدود زمانے تک مزارعین آزاد کو منتقل کر دیا جائے اُنکے روزمرّہ کے طرز معاشرت کے اِس ضروری تبدل و تغیر کی موجودگی مین مالکان اراضی کو اِسقدر وقت نہین ملتا تھا اور نہ میلان طبع تھا کہ وہ پولٹیکل قوت کا خیال کرتے کہ آئندہ یا ایسی اور حالتون مین پولٹیکل قوت کیسی ہوگی اور بحث خاص کر یہ ہوتی تھی کہ کسقدر زمین ملحق کرنی چاہیے اور کسقدر معاوضہ ملنا چاہیے -

چونکہ مفصل کی کمیٹیان ایک دوسرے سے علیحدہ کارروائی کرتی تھین لہذا جو نتایج اُنھون نے مستخرج کیے اُنمین بھی بہت بڑا اختلاف تھا - اِن نتایج کا یکجا کرنا اور وضع قانون اور آزادی غلامان خانہ زاد کی ایک عام تجویز قائم کرنا ایک شاہی کمیشن کے سپرد کیا گیا تھا

جسمین کسی قدر افسراورکسی قدر مالکان اراضی شامل تھے جنکو شاہنشاہ نے نامزد کیا تھا۔
جن لوگون کو یقین تھا کہ یہ بحث اصل مین امراے عظام کے تعلق کردی گئی ہے اُنکا قول تھا
کہ کمیشن مذکور صرف اُن مسالحون کو مرتب کریگی جو مفصل کی کمیٹی نے اُسکے روبرو پیش
کیے تھے اور قانون آزادی کی تشریح و ترتیب اسکے بعد قومی جماعت کے ذریعے سے
ہوگی جنکو امراے عظام منتخب کرینگے۔ اصل مین کمیشن سینٹ پیٹرز برگ مین گورنمنٹ کی
خاص ہدایت اور نگرانی کے مطابق کارروائی کرتی تھی۔ تجویزون کو شل صرف ایک دائم
قائم کیا جسنے اُن تدبیرون کے مطابق کارروائی ہوتی جنکی وقت پر خواہش سمجھی جاتی کمیشن نے
ایک نئی تجویز اپنی طرف سے نکالی اور آخر کار بہت تصریح کے بعد اُسمین تغیر و تبدل کرکے
فرمانرواے سلطنت نے منظوری کرلی۔ بعوض اسکے کہ صرف تبدل ہو وہ ایک معنی کرکے
قانون آزادی کی موجد ہوگئی۔

قریب قریب کل کمیٹیون مین کثرت سے لوگ اس امر کی کوشش کرتے تھے
کہ مالکان اراضی کے فوائد و حقوق کو محفوظ رکھین۔ بعض آدمی صرف مسائل پر زور
دیتے تھے اور یہ نہین دیکھتے تھے کہ عملاً اُنکا کیا اثر ہوگا اور ساعی تھے کہ مزارعین کو ایک بڑا حصہ
اراضی ملجائے اور مجلس دیہی آزاد ہوجائے اور انتظام خود اختیاری جاری ہوجائے۔
کمیشن مین بھی وہی دو فریق تھے مگر اُنکی قوت مین بمقابلہ یکدیگر بہت اختلاف تھا۔ جو لوگ
صرف مسائل کے پابند تھے وہ مخالفین سے کہین زیادہ تھے اور گورنمنٹ اُنکی معین تھی
اور اُنکی ہدایت کے لیے اُنکو اکثر باتین بتاتی تھی۔ اِس تعلیم مین اب اِس خیال کا نام و نشان
بھی نہین ہے کہ آزادی بتدریج دیجائے بلکہ اسکے برعکس یہ صاف صاف کہا جاتا ہے کہ قانون کا
اثر معاً یہ ہونا چاہیے کہ مالکان اراضی کے اختیارات بالکل جاتے رہین۔ ظاہر ہے کہ اُنکا
یہ بھی ارادہ تھا کہ مالکان اراضی کا کوئی اثر یا رعب حتی الوسع اُنکے غلامان سابق پر پڑنے ہی
نہ پائے۔ سابق کا فرق اُس زمین مین جسپر موضع واقع تھا اور اُس زمین مین جو قابل زراعت تھی
جاتا رہا اور اب صرف یہ کہا جاتا ہے کہ کوشش کرنی چاہیے کہ مزارعین اِس لائق ہوجائین
کہ جو زمین اُنھون نے پائی ہے اُسکے مالک بن جائین۔ چند مہینون کے بعد شاہنشاہ نے

یہ تصفیہ کیا کہ مجلس دیہی استمراری ہو جائے اور کسانون کو موقع دیا جائے کہ اُس زمین کو چھڑا سکین۔

اسطرح پر گورنمنٹ کا مقصد صاف اور روشن ہو گیا۔ اب یہ کام کرنا تھا کہ غلامونکی حالت کو ایک دم سے بدلدین اور موجودہ حالت تدبیر منزل مین ذرا بھی تبدل نہ واقع ہونے پائے اور مالکان اراضی کو مثل چھوٹے چھوٹے ممبران جماعت موضع کے کر دین اِس امر کے عملدر آمد کے لیے صرف یہ کرنا تھا کہ غلامون کی آزادی کا اعلان کر دین اور مجلس دیہی کی اراضی اور جاگیر کی باقی ماندہ اراضی مین حدود قائم کر دین اور اراضی مجلس دیہی کا لگان اور قیمت صاف صاف تجویز کر دین۔

قانون انھین اصول کے مطابق وضع ہوا تھا۔ جو زمین ملحق کر لی گئی تھی اُسکی نسبت یہ فیصلہ ہوا کہ یہ انتظام تجربے کے مطابق کیا گیا تھا لہذا اُسکو برقرار رکھنا چاہیے۔ مطلب یہ کہ جو زمین اصل مین کسانون کی ملکیت تھی وہ اُنھین کے قبضے مین رہے۔ اِسی طرح مالگزاری کی نسبت یہ تصفیہ ہوا کہ انتظام موجودہ مین اراضی کی مقدار کے مطابق مالگزاری ہونی چاہیے۔

اِس وجہ سے مالکان اراضی کے دل مین پہلے خوف پیدا ہوا۔ یہ بات بہت ہی خراب تھی کہ جبرًا ایک بڑا حصہ ریاست کا مع اُسکے حقوق کے چھین لیا جائے یہ تو فروخت کرنے سے بھی بدتر تھا۔ یہ بات بہت جلد ظاہر ہو گئی کہ زمین کو حق شفعہ پر علٰحدہ کرنا دونون فریق کے لیے مفید تھا۔ اراضی کا ہمیشہ کے لیے رہن کرنا فی الحقیقت بیچنے کے برابر تھا۔ ایک کثیر جماعت بہت سے مالکان اراضی کی علانیہ کہنے لگی کہ سرکار ہمکو اُس اراضی کے معاوضہ مین جو ہمسے چھین لی گئی ایک واجبی معاوضہ دے تاکہ ہم فورًا آئندہ کی تکلیف و ترددات سے بری ہو جاوین۔

جب یہ ظاہر ہوا کہ کمیشن صرف مصالح کو یکجا نہین کرتی ہے بلکہ وضع قانون کرتی ہے اور اپنی رائے کو باقاعدہ شہنشاہ کے روبرو اس غرض سے پیش کرتی ہے کہ وہ منظور فرمائین تو تمام ملک ناراض ہو گیا اور سمجھے کہ یہ بحث اب ہمارے ہاتھون سے گئی

اور اُسکی تکمیل ایک چھوٹی سی جماعت کے سپرد ہوئی جنکے ممبر منجانب سرکار مقرر ہوے ہین اور اُنکے حقوق کا گلا ریتا گیا گر ابھی اُسکی اصلاح ممکن تھی۔ اب شہنشاہ نے علانیہ یہ وعدہ کیا کہ قبل اسکے کہ یہ تجویز قانون قرار دیجاوے ممبران مجالس دیہی سینٹ پیٹرزبرگ مین طلب فرمائے جاوینگے کہ اپنے اپنے اعتراضات پیش کرین اور ترمیم کرین۔

کمیشن اور سرکار دونون امرا کی صلاح کو ہیچ سمجھتے مگر کرین تو کیا کرین ایفاء وعدۂ شاہی ضرور رہا۔ پس ممبران کمیٹی دار الخلافت مین طلب کیے گئے مگر اُنکو جو امید تھی کہ اس بحث کرنے کے واسطے ایک مجلس قرار دیجا دیگی اُسمین مایوسی ہوئی۔ اُنکی یہ کوششین کہ مجلسین منعقد ہونگی بیکار گئین۔ اُنکو ایک فہرست مین چند سوال چھپے ہوے ملے کہ اِنکے جواب لکھدو۔ اور بس۔ اُنسے کہا گیا کہ خاص خاص اصول کی شہنشاہ نے منظوری فرمائی ہے لہذا اُنکی نسبت مباحثہ بے سود ہے۔ جن لوگون کو بہ تفصیل بحث کرنا مدنظر تھا وہ کمیشن کے جلسون مین بلائے گئے وہان اُنکو دو یا تین ممبر ایسے ملے جو بحث مین مخالفت کرتے تھے اِس سے بیشک اُنکی طمانیت نہوئی۔ بلکہ اُن ممبرون کے طعن و تشنیع سے اور بھی آتش غضب بھڑکی۔ یہ بات ثابت ہوگئی کہ کمیشن نے فتح پائی اور بعض ممبر فخریہ کہنے لگے کہ ہمنے اپنی کمیٹیون کے ممبرون کو بحر روشنائی مین غرق کیا اور طومار کاغذات مین دفن کر دیا۔

بہت سے لوگون نے یہ تصور کرکے کہ شہنشاہ کو اراکین سیاست مدن نے دھوکا دیا بادشاہ سے عرض کیا کہ ہمپر ستم ڈھایا گیا۔ مگر اِس حرکت سے وہ اور بھی مورد عتاب شاہی ہوے۔ جنھون نے درخواست پر دستخط کیے تھے اُنکو بذریعۂ پولیس گوشمالی ملی۔

اِس بدسلوکی سے اکثر امرا کو رنج و ملال ہوا اور اُنکا شعلۂ طیش بھڑکا۔ وہ سمجھ گئے کہ ہمارے ساتھ دھوکا کیا گیا سرکار نے چالاکی سے ہمکو آزادی پر رجوع کیا اور ہمنے اپنے پانوٴن مین آپ کلھاڑی ماری اب برباد کرکے سرکار ہمین اسطرح نکالے دیتی ہے جیسے دودھ مین سے کوئی مکھی کو نکال ڈالے۔ جنکو امید قوی تھی کہ اب ہمکو حقوق حاصل ہونگے وہ بڑے مایوس ہوے۔ اُنکی مودبانہ فریاد کی دادرسی کے عوض پولیس نے اُنکے کان اُمیٹھ دیے۔ بجاے اسکے کہ اُنکو امور ملکی و خارجی مین دخل ملے اُنکے ساتھ یہ سلوک ہوا

جیساکہ اسکول کے شریر طالب علمون سے کیاجاتا ہے۔ اِس بےعزتی کے سبب سے کل اختلاف رائے جاتا رہا اور سب فریقون نے یہ ارادہ کیاکہ بحضور شہنشاہ اِس برتاؤ کی شکایت کیجائے اور اِس شکایت پر زور دیا جائے۔

اِسکے لیے ایک بہت ہی عمدہ موقع ہاتھ لگاکہ یہ شکایت کیجائے اور قانون کے بھی خلاف نہو یعنی اکثر صوبون مین جو تین برس کے بعد مجلسین منعقد ہوتی تھین اُنکے ذریعے سے یہ شکایت کیجائے اُنکے اِس خیال کو منتظمون نے پورا نہونے دیا قبل اِسکے کہ جلسے منعقد ہون ایک گشتی حکم بھیجا گیا اور اُنکے ذریعے سے منع کر دیا کہ خبردار غلامان خانہ زاد کی نسبت بحث نکرنا۔ چند سال کے بعد شہنشاہ نے خود وہ اصلاحین کین۔ وہ اسکو عدول حکمی سمجھتے تھے کہ رعایا ایسی تجویزین پیش کرے اِس لیے کہ یہ گورنمنٹ کا کام ہے بس اور اور تدبیرون سے اُنکو دبایا۔ بعض امراکو متنبہ کر دیا اور بعض نکال دیے گئے مشہور مشہور آدمی جو باغی تھے وہ دور دراز صوبون کو جلاوطن کیے گئے اور باقی زیر نگرانی پولیس رہے۔ اِس سب سے بدتر کارروائی یہ ہوئی کہ کمیشن کے ممبرون نے شہنشاہ کو یقین دلایاکہ امراے عظام آپکی فیاضانہ تدبیرون کے خلاف ہین۔

جبکہ کمیشن اپنا کام کر چکی تو اُسکی توجہ دو اعلیٰ درجے کی جماعتون کی طرف مبذول ہوئی ایک مجلس انفصال امور مزارعین دوسری مجلس ملکی اور اُن دونون پر شہنشاہ نے صاف صاف ظاہر کر دیا کہ مین کسی طرح اصول کو نہ بدلونگا کل ممبرون سے اُسنے درخواست کی کہ گذشتہ اختلاف راے کو فراموش کر دین اور بدیانت داری تمام آئندہ احکام کی تعمیل کرین اور کہا یہ بات یاد رکھو کہ رُوس مین کل قوانین خاص مرضی شہنشاہ کے مطابق وضع ہوتے ہین تاریخ پر نظر ڈال کر اُسنے یہ نتیجہ نکالا کہ شہنشاہ ہی کے حکم سے غلامی کی رسم قائم ہوئی تھی اور اب شہنشاہ ہی کے حکم سے دور ہو گی۔ ۱۹- فروری ۱۸۶۱ء کو قانون پر دستخط ہو گئے اور اُس قانون کے رو سے دو کرور غلامون سے زیادہ رہا ہو گئے۔ ایک فرمان جسمین خاص اصول قوانین شامل تھے کل سلطنت مین بھیجدیا گیا اور یہ حکم نافذ ہوا کہ کل گرجا گھرون مین یہ پڑھا جاوے اُسمین خاص اصول مندرجۂ قانون یہ تھے۔

پہلا یہ کہ غلامون کو حقوق آزاد باشندگان دیہی حاصل ہون اور مالکان اراضی کے عوض مجلس دیہی کو انتظام خود اختیاری حاصل ہو۔
دوسرا یہ کہ مجالس دیہی کے قبضے مین حتی الوسع زمین رہے جسکے عوض وہ زمیندارونکو سالانہ رقم ادا کرین یا اُنکے ہان مزدوری کرین۔
تیسرا یہ کہ سرکار اُس اراضی کو خرید لے جو ملحق کر لی تھی۔ جو غلام زمینداروں کے گھرون مین کام کاج کرتے تھے اُنکی نسبت یہ امر قرار پایا کہ مالکون کو دو برس تک اختیار ہے کہ اُن غلامون سے خدمت لین اور بعد دو برس کے وہ بالکل آزاد تصور کیے جاوین مگر اراضی کے کسی حصہ کا کسی غلام کو استحقاق نہوگا۔
ناظرین سمجھینگے کہ غلامون کو اس فرمان شاہی سے جسمین یہ اصول مندرج تھے بڑی خوشی حاصل ہوئی ہوگی اور شہنشاہ کے تہ دل سے ممنون ہوے ہونگے کیونکہ آمیز اُنکی مدتون کی امیدین بر آئین۔ آزادی اُنکو حاصل ہوئی اور صرف آزادی ہی نہین بلکہ ایک مناسب حصۂ اراضی بھی حاصل ہوا جو کہ مالکان اراضی کی ملکیت تھی اور قابل زراعت۔
مگر اصل مین اس فرمان سے کسانون کے دلون مین مایوسی پیدا ہوئی۔ اِسکے سمجھنے کے لیے ہمکو اپنے تئین کسان کی حالت مین تصور کرنا چاہیے۔
اول تو یہ کہنا چاہیے کہ کل فصاحت و بلاغت کے فقرے نسبت آزادانہ محنت و انسانی مرتبے و قومی ترقی کے جنسے شائستہ لوگون مین کچھ سرگرمی و جوش و خروش چندروزہ پیدا ہوتا ہے وہ رُوس کے کسانون کے کانون مین اسطرح معلوم ہوتے تھے جیسے مینہ کے قطرے پتھر پر گرین فلسفی و حکمت آمیز آزادی اور مروجہ فصاحت و بلاغت اُنکے نزدیک ایسی بعید الفہم باتین تھین جیسے کوئی شخص کسی مشرقی زبان مین مبالغے اور گھوم گھماؤ کے ساتھ پیچیدہ باتین کسی شہر کے سوداگر کے سامنے کرے۔ آزادی کے خیال اور حقوق کے تذکرے سے جو اُسکی روزمرہ کی زندگی سے دور ہے اُسکے دل مین کسی نوع کا جوش نہین پیدا ہوتا اور اِن ناموں کی وہ بالکل پروا نہین کرتا۔ اِس سے اُسکو کیا فائدہ ہوگا کہ بجاے غلام کہلانے کے وہ ایک آزاد باشندۂ دیہہ کہلایا جائے۔ اِس سرکاری اصطلاح سے

اسکا کونسا حقیقی فائدہ متصور ہے ۔ کچھ بھی نہین ۔ اسکو رہنے کے لیے ایک عمدہ مکان چاہیے کھانے کے لیے غذا او پہننے کے لیے کپڑے کی ضرورت ہے وہ ان ضروری اسباب زندگانی کو جسقدر کم محنت سے حاصل ہوسکین دستیاب کرنا چاہتا ہے ۔ اس لیے اگر سرکار کوئی قانون ایسا جاری کرے کہ تعداد اراضی اسکو زیادہ ملے یا اسکا بار کم ہوجائے تو وہ بخوشی اس بات پر راضی ہوجائیگا کہ مجکو سرکار کسی بُرے سے بُرے نام سے ملقب کرے چاہے غلام کہے چاہے اس سے بھی بدتر و قبیح نام رکھے ۔ اس سے یہ اثر ظاہر ہوتا ہے کہ قیاسی تصورات کا جنسے شائستہ لوگون مین بڑا جوش و خروش پیدا ہوتا ہے کسانون کے دلون پر مطلق اثر نہین تھا انھون نے اس سوال پر دو پہلو سے غور کیا یعنی اول تو تواریخی حق اور دوم حقیقی فائدہ و منافع کا لحاظ کیا مگر قانون آزادی غلامان سے ان دونون امر کی کسی طرح طمانیت نہوئی اور یہ سوال اس سے کسی طرح پر حل نہوا ۔

تواریخی حق کی نسبت کسان کی مختلف روایتین تھین اور بالکل خلاف قانون قانون اراضی کے روسے مجلس دیہی کی زمین علاقے کا ایک حصہ تھی لہذا زمینداروں کی ملکیت تھی لیکن کسان سمجھتے تھے کہ وہ اراضی مجلس دیہی کی ملکیت تھی ۔ مالک اراضی کو صرف غلامون پر وہ اختیار حاصل تھے جو زار رُوس نے عطا کیے تھے ۔ کسان ان تصورات کو قانونی حیثیت نہ دے سکے بلکہ وہ اکثر اپنی سادی و مختصر زبان مین اپنے مالک سے کہتے تھے کہ ہم آپکے ہین مگر اراضی ہماری ہے ۔ اس بات کو ہم مان سکتے ہین کہ تاریخ کے روسے یہ سچ ہے گو قانوناً درست نہین ۔ قدیم زمانے مین رؤسا اراضی بطور جاگیر رکھتے تھے اور جب کبھی سرکار کا حق ادا نہ کیا فوراً وہ بیدخل کردیے جاتے تھے ۔ یہ فرائض ایک مدت مدید سے اٹھ گئے تھے کسانون کی رائے تھی کہ مالکان اراضی صرف چند روزہ قابض ہین ۔ زار نے انکو اجازت دی ہے کہ غلامون سے خدمت لو یا روپیہ لو ۔ اب سوال یہ ہے کہ آزادی غلامان خانہ زاد کیا شے تھی ۔ اس سے یہ مطلب تھا کہ مالکان اراضی زبردستی محنت یا روپیہ نہ لے سکین اور مالکان اراضی بالکل بیدخل کردیے جائین ۔ مگر اس آخری رائے پر لوگون مین اختلاف تھا ۔ اسمین سب متفق الرائے تھے کہ اراضی مجلس دیہی خاص مجلس مذکور کی جائداد رہیگی

مگر یہ صاف صاف سمجھ مین نہین آتا تھا کہ باقی ماندہ ارضی کا کیا کیا جائیگا۔ بعض کا خیال تھا کہ مالکان ارضی کے سپرد کر دیجائیگی مگر اکثرون کو یقین تھا کہ امراے عظام کو زار تنخواہ دینگے اور کل ارضی مجلس دیہی کو دیدی جائیگی۔ پس آزادی سے کسانون کا بڑا فائدہ ہے اور تاریخ کے روسے بھی انھین کے حقوق تھے۔ کیونکہ لوگ کہتے تھے کہ کسانون ہی کے فائدۂ خاطر کے لیے آزادی دی گئی تھی۔

اسکے عوض کسانون نے دیکھا کہ اُنکو اب بھی روپیہ دینا پڑیگا۔ مجلس دیہی کی ارضی تک کے لیے جو اُنکے نزدیک بشبہہ اُنھین کی ملکیت تھی اُنکو محصول دینا پڑیگا۔ مگر یہ بات قابل اعتبار نہ تھی۔ مالکان ارضی یا تو قانون کو چھپاتے تھے یا اُسکے معنی بدل دیتے تھے۔ پس کسانون کے دلون مین شک پیدا ہو گیا۔ اور اُنکو یقین ہو گیا کہ ایک اور قانون آزادی وضع ہوگا اور اُسکے ذریعے سے کل زمین تقسیم ہو جائیگی اور لگان معاف کر دیا جائیگا۔

امراے عظام پر اس فرمان کا اور ہی اثر ہوا۔ اُنکو خیال تھا کہ قانون کے روسے ملک کا انتظام اُنکے سپرد کر دیا جائیگا اور اُنکی بڑھ بڑھ کے تعریفین ہوتی تھین کہ آپ ایسے اور آپ ایسے۔ اس سے اُنکے دلون مین ایسا جوش پیدا ہوا کہ وہ اپنی پُرانی مخالفت اور شکایتون کو بھول گئے۔ اُنکے نزدیک جن شرائط پر آزادی دی گئی تھی وہ ایسی برباد کرنے والی نہ تھین جیسا لوگ سمجھتے تھے۔ زار نے اُنکی حب الوطنی اور فیاضی کے بڑھاوے دیکر اُنکو اس کام کے لیے سرگرم کر دیا۔

افسوس ہے کہ وہ دفعۃً یہ کام نہین شروع کر سکے۔ ہر ضلع مین مالکان ارضی کے سپرد یہ کام کیا گیا کہ آئندہ کے باہمی تعلقات مالک ارضی و مزارعین کا انتظام کرین۔ اُنکو حَکَم کا خطاب دیا گیا۔ مگر یہ حَکَم تین مہینے مین کہین مقرر ہوے۔ اس عرصے مین کسانون کو قانون کا منشا بتانے والا کوئی نہ تھا کہ آئین اور زمیندارون مین باہم فیصلہ کر دیتا۔ اُسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اکثر جگہ بدنظمی ہوئی اور کسانون نے گستاخی کی۔ کسان سمجھتے تھے کہ جب زار نے کہدیا کہ تم لوگ آزاد ہو گئے تو پھر ہمسے ہمارا پُرانا آقا زبردستی محنت نہ لے سکیگا۔ ادھر فرمان پڑھا گیا اور اُدھر وہ محنت کرنے سے آزاد ہو گئے۔ گو مالکان ارضی نے کوشش کی

کہ اُنکو یقین دلائین کہ جب تک نیا انتظام نہو لیگا تب تک اُز روے قانون اُنکے پرانے تعلقات بدستور رہینگے مگر بے سود۔ اُنکو لاکھ لاکھ سمجھایا مگر اُنھون نے ذرا شنوائی نہ کی اور جو گانون کے پولیس نے سمجھانے کی کوشش کی تو کسانون نے اُنکا خوب مقابلہ کیا۔ اکثر تو یہ ہوا کہ صرف حکام کی صورت دیکھ کر انتظام قائم ہو گیا کیونکہ زار کی گورنمنٹ کے ملازم کے آنے سے اُنکی سمجھ مین آگیا کہ یہ صرف مالکان ارضی کی بناوٹ ہی نہ تھی بلکہ اصل مین ہمکو ذرا صبر کرنا چاہیے مگر اکثر فوجی کی بھی ضرورت ہوتی تھی۔ مجھے یقین ہے کہ قانون آزادی نافذ ہونے کے تین مہینے پہلے جتنے کوڑے ان غلامون پر پڑے اُتنے کبھی نہین پڑے ہونگے۔ اکثر لوگون نے اُس زمانے کے چشم دید حالات بیان کیے ہین جنسے میرے اس خیال کو تقویت ہوتی ہے بعض اوقات فوج بلوانی پڑتی تھی۔ تین بار کسانون پر گولی چلانی پڑی۔ ایک نوجوان کسان نے اپنے کو پیغمبر مشہور کیا اور کہنا شروع کیا کہ آزادی کا قانون جعلی ہے۔ اس پیشین گوئی کا نتیجہ یہ ہوا کہ اکاون کسان مارڈالے گئے اور نشتر مجروح ہوے۔ گو یہ افسوسناک سانحے واقع ہوتے تھے تاہم اُسکو کوئی شخص غدر نہین کہہ سکتا تھا کیونکہ کسی مقام پر فوجی قوت اور انتظام خاص سے مقابلہ نہین کیا جاتا تھا۔ جو معاملہ پیغمبر کی نسبت اوپر بیان کیا گیا اُسمین تین ہزار کسانون پر گولی چلائی گئی تھی اور یہ تینون ہزار نہتے تھے۔ مقابلے کی کوئی کوشش بھی نہین ہوئی اور جب گولیان پڑنے لگین تو بڑی عجلت کے ساتھ بھاگ کے منتشر ہوگئے اگر حکام فوجی کسی قدر اور صبر و استقلال اور رزانت راے اور حکمت سے کام لیتے تو یہ تین خونریزیان بھی آزادی غلامان خانہ زاد کی تاریخ مین نہ درج ہوتین۔

ان تین مہینون کے اختتام پر حکم مقرر ہوگئے۔ اُنکا فرض اول یہ تھا کہ قانون کا منشا بتادین اور کسانون کی گورنمنٹ خود مختاری کو مرتب کردین۔ اس گورنمنٹ کا ابتدائی جزو تو موجود ہی تھا یعنی مجلس دیہی۔ جب مالکان ارضی کی مداخلت اور اختیار جاتے رہے تو مجلس دیہی مین گویا جان پڑگئی۔ اب یہ کرنا لازم آیا کہ کئی مجالس دیہی کو جو قریب قریب کے موضعون کی ہون ایک مین شامل کردین کیونکہ امراسکے علاقون مین کوئی مجلس ایسی نہ تھی کہ جسکو مجموعہ مجالس دیہی کہہ سکتے۔

جب ضلع مین مجموعۂ مجالس دیہی قائم ہوگیا تو حکم کا یہ نازک کام تھا کہ مالکان اراضی اور مجالس دیہی کے باہمی تعلقات متعلق کاشتکاری کا فیصلہ کرے۔ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ مالکان اراضی کو کسی کسان کے ساتھ بخط راست کوئی تعلق مطلق نہ تھا۔ قانون مین تو یہ بات تھی کہ ان دونون فریقون کے آئندہ تعلقات باہمی حتی الوسع انھین کی مرضی کے اوپر چھوڑ دیے جائین لہذا ہر مالک اراضی سے کہا گیا کہ اپنے علاقے کی مجلس دیہی سے فیصلہ کرلے اس فیصلے کی بنیاد پر ایک کاغذ تیار ہو جسمین غلامون کی تعداد۔ اراضی مقبوضہ کی مقدار اُسکے مجوزہ تغیر و تبدل وغیرہ وغیرہ امور کا ذکر تھا۔ اگر حکم کو معلوم ہوجاتا کہ شرائط باہمی خلاف قانون نہین ہین اور کسان انکو بخوبی سمجھ گئے ہین تو اُس کاغذ پر دستخط منظوری کردیتا تھا اور یہ انتظام پورا ہوجاتا تھا۔ اگر دونون فریق ایک سال کے اندر فیصلہ نہ کرلیتے تو وہ اپنی مرضی کے مطابق عہدنامہ تیار کرتا اور منظوری کے لیے حکام بالادست کے پاس بھیج دیتا

غلامون اور مالکون کا قطع تعلق کبھی آسانی سے ہوجاتا تھا کبھی دقت سے۔ بہت سی جاگیرون مین موجودہ انتظام کو قانونی قوت دی گئی۔ اور اکثر جگہ ایسا ہوا کہ مجلس دیہی کی اراضی مین کچھ گھٹانا بڑھانا پڑا۔ اور بعض اوقات یہان تک ہوا کہ ایک گانؤن کو علاقے کے دوسرے حصے مین شامل کردیا۔ ان سب مین پیچیدگیان ضرور تھین۔ پس حکم کا کام بڑی دقت کا تھا۔ اسکے علاوہ جب زمیندارون کے اختیارات جاتے رہے تھے مگر کسانون مین اور انمین قطع تعلق نہین ہوا تھا اُس زمانے مین جو نزاع باہم ہوا تھا اُسکا فیصلہ بھی حکم کے تعلق تھا۔

پہلے تو بہت ہی تدریج کے ساتھ باہم بعنوان مناسب فیصلہ ہوتا تھا۔ مالکان اراضی عموماً تصفیے پر راضی تھے اور بعض بعض نے فیاضی کے ساتھ ایسی ایسی شرطین تجویز کین جو قانون کی شرائط سے بھی زیادہ کاشتکارون کے حق مین مفید تھین۔ مگر کسانون کے دلون مین شکوک پیدا تھے اور وہ دستخط نہین کرتے تھے کہ بے سمجھے بوجھے اپنے ہاتھ کیون کٹا دین بڑے بڑے معزز زمیندارون تک سے جنکو خیال تھا کہ کسانون کو انپر بڑا اعتبار ہے کسانون کو شک تھا اور وہ جو فیاضی کے ساتھ اُنسے سلوک کرتے تھے اُس سلوک کو

کسان ایک قسم کا فریب اور جعل سمجھتے تھے۔ اکثر بوڑھے آدمی رو رو کر کہتے تھے کہ دیکھیے یہ کسان کیسے بدظن اور احسان فراموش ہین۔ اکثر کسانون کو یقین تھا کہ مالکان اراضی اصل قانون آزادی کو چھپاتے ہین۔ بیسرو پا افواہین اُڑی ہوئی تھین۔ مثلاً صوبہ ماسکو مین ایک مجلس دیہی نے مالک اراضی کو اطلاع دی کہ چونکہ آپ ہمارے آقا ہین اور ہمیشہ ہمپر نظر عنایت رہی ہے لہذا آپکا مکان اور باغ آپکی حین حیات آپ ہی کے قبضے مین رہے۔ دوسرے مقام پر یہ افواہ اُڑی کہ قرمیہ مین زار تخت طلائی پر متمکن ہو کر کسانون سے ملتے تھے اور جسقدر زمین کسان مانگتے تھے اُسقدر اُنکو دیتے تھے شہنشاہ کی اس فیاضی سے متمتع ہونے کے لیے بہت سے کسان قرمیہ روانہ ہوے اور جلد جلد کوچ کرنے لگے یہان تک کہ فوج بھیجکر اُنکو روکنا پڑا۔

اُس زمانے مین کسانون نے بڑا دھوکا کھایا۔ اسکی بہت سی روایتین ہین منجملہ اُنکے ایک روایت جو مین نے ایک صاحب کی زبانی سُنی تھی بیان کرتا ہون۔ یہ صاحب بھی کچھ دن تک حَکَم رہے تھے۔

صوبہ ریازان مین ایک مجلس دیہی تھی مشہور تھا کہ مجلس مذکور نے بہت بڑی استبداد کے ساتھ مالکان اراضی کی کُل شرطون سے مخالفت کی ہے۔ وہان کے حَکَم نے مجھسے کہا کہ اُنکو آخر کار مجبور ہو کر مجلس مذکور کی مرضی کے بغیر شرطنامہ تیار کرنا پڑا اُنکی خواہش تھی کہ اُنکے انتظام مجوزہ کو کسان بخوشی منظور کر لین لہذا اُنکو بلایا کہ اُنسے اس بارے مین گفتگو کرین۔ اُنکے معاملے کی نسبت جو حصۂ قانون تھا اُسکو بخوبی سمجھا کر اُنھون نے پوچھا کہ تم لوگون کو اب کیا عذر ہے۔ اپنے پرانے آقا سے کیون نہین فیصلہ کر لیتے۔ کچھ دیر تک تو جواب نہین ملا۔ پھر اُنھون نے کسانون سے علٰحدہ علٰحدہ دریافت کیا تو اُنکی ہٹ کا سبب اصلی دریافت ہو گیا۔ اُنکو کامل یقین تھا کہ صرف مجلس دیہی کی اراضی ہی نہین بلکہ کُل علاقہ اُنکا تھا۔ اس جھوٹے خیال کے دور کرنے کے لیے اُسنے اُنسے بحث شروع کر دی تو باہم یون مکالمہ ہوا۔

حَکَم۔ اگر زار کسانون کو کُل زمین دیدیتے تو مالکان اراضی کو اسکا کیا معاوضہ دیتے جو زمین کے مالک تھے۔

کسان۔ زار اُنکو اُنکے عہدون کے مطابق تنخواہ دیتے۔

حکم۔ تنخواہ دین تو زر کثیر کی ضرورت ہو۔ اب بتائیے روپیہ اِسقدر کہان سے آئے۔ روپے کے لیئے ٹکس بڑھانا پڑیگا۔ تب بھی تمکو اِسی قدر دینا پڑیگا۔

کسان۔ زار جتنا روپیہ چاہین وصول کرسکتے ہین۔

حکم۔ اگر زار جسقدر روپیہ چاہین وصول کرلین تو تمسے ہرسال ٹکس کیون لین۔

کسان۔ ہماری ٹکس کا روپیہ زار نہین پاتے۔

حکم۔ پھر کسکو ملتا ہے۔

کسان (جھجکتے ہوے اور مسکراکر) بیشک حکام پاتے ہین۔

رفتہ رفتہ حاکم موصوف کی کوششون سے کسانون کو اپنی حالت اصلی کسی قدر معلوم ہوئی اور اب کارروائی مین ترقی ہونے لگی۔ مگر اِس ترقی کو ایک اور سبب نے پھر روک دیا۔ پہلے سال کے آخر آخر تک امراے عظام کی فیاضی اور ہمدردی شروع ہوگئی۔ جب اُنکو اصلیت معلوم ہوئی تو فضول جوش جو محض واہمہ ہی واہمہ تھا کم ہوگیا۔ جن لوگون کو خیال تھا کہ آزادی سے غلامان خانہ زاد کے اخلاق اور چال چلن پر عمدہ اثر پڑیگا اُنھون نے اقبال کیا کہ ہم مایوس ہوگئے۔ بہتون نے شکایت کی کہ کسان ضدی اور لالچی ہین۔ جنگلون مین لکڑیان چراتے ہین۔ اپنے مویشی کو زمیندارون کے کھیتون مین چراتے ہین۔ قانونی شرطین نہین پوری کرتے ہین۔ اور جو معاہدہ اپنی خوشی سے کرتے ہین اُسکے خلاف کرتے ہین۔ مگر اُسکے ساتھ ہی یہ خوف بھی جاتا رہا کہ زراعت کے متعلق غدر ہوجائیگا پس بزدل آدمیون کا خوف جاتا رہا۔ اِنھین وجوہ سے زمیندارون کا یہ خیال بھی کم ہوگیا کہ صلح کرلین۔

پس مصالحت اور انتظام مین بڑی دقتین واقع ہوئین مگر جو لوگ حکم بدے گئے تھے اُنھون نے خاطر خواہ کارگزاری کی اور اِسقدر انصاف اور حکمت اور استقلال سے کام کیا کہ جسقدر تعریف کیجائے کم ہے۔ روس کو اُنکا ممنون ہونا چاہیے کہ اِس قدر امن کے ساتھ قانون آزادی نافذ ہوگیا۔ اگر وہ اپنے طبقے کے لوگون کے فوائد پر نظر ڈالتے

یا وہ اکھڑ پنے سے سپاہیانہ کارروائی کرتے اور خونریزیان ہوتین تو وہی لوگون کی پشین گوئی پوری ہوجاتی اور قانون آزادی کے مورخ کو بڑی مطول فہرست مقتولین حکام کی افسوس کے ساتھ قلمبند کرنی پڑتی۔ مگر اتنا اچھا ہوا کہ وہ اسم بامسمے حکم بنے رہے۔ یہ نہین کیا کہ بحیثیت ناظم اپنا رعب جماتے۔ اُنکو دلی ہمدردی تھی صرف قانون ہی کے روسے بے سمجھے بوجھے برتاو نہین کرنا چاہتے تھے۔ اُنھون نے یہ نہین کیا کہ قانون وضع کرتے اور حکم دیتے کہ فوراً اُسکی تعمیل ہو بلکہ اُنھون نے بہرون محنت کرکے کوشش کی کہ مالکان اراضی کے جھوٹے دعوون اور کسانون کی جہل اور ہٹ اور جھوٹے خیالات کی بدلائل معقول صبر کے ساتھ تردید کرین۔ رُوس مین یہ ایک نئی بات تھی کہ ایمان داری کے ساتھ عہدہ دارون نے ایک کام مین دل لگاکر اُسکو انجام دیا۔ اُنکو نہ خطابون کی خواہش تھی نہ تمغون کی۔ وہ محض ضابطے کی فضول پابندی کی طرف اسقدر توجہ نہین کرتے تھے جسقدر اصل واقعات کی طرف توجہ کرتے تھے۔

یہ سچ ہے کہ بعض عہدہ دار اُسکے مصداق نہین تھے۔ اِس خواہش سے کہ کسانون کی آئندہ بہبودی ہو اور خود بھی کسی قدر شہرت حاصل کرین وہ اکثر بھول جاتے تھے کہ اُنکا فرض یہ نہین تھا کہ فیاض ہون بلکہ یہ فرض تھا کہ منصف ہون۔ یہ اُنکا فرض نہ تھا کہ ایک کا گلا کاٹ کر دوسرے کو فائدہ پہونچائین۔ مین اُن کل امور سے واقف ہون۔ مین دو ایک عہدہ دارون کا نام بھی لے سکتا ہون جو بڑے ہی بے ایمان تھے مگر ایسے لوگ شاذونادر تھے۔ ایسے حکم زیادہ تھے جو ایمانداری سے اپنا کام انجام دیتے تھے۔

یہ کام بہت سستی سے ہوا تھا کہ لگان کی نسبت فیصلہ قطعی کیا جائے۔ بلکہ اب تک یہ کارروائی ہوتی جاتی ہے۔ سالانہ لگان چھ فی صدی کے حساب سے لگایا تھا۔ اور گورنمنٹ نے مالکان اراضی کو کل رقم سے ⅘ حصہ دیا۔ کسانون کو بقیہ پانچوان حصہ مالکان اراضی کو دینا پڑا۔ خواہ یکمشت دین خواہ باقساط۔ اور گورنمنٹ کو اُنچاس ۴۹ برس چھ فی صدی کے حساب سے کسانون کا دینا تھا۔ اِس انتظام کو زمیندارون نے بخوشی منظور کرلیا کیونکہ اِس سے اُنکو نقد روپیہ مل گیا۔ اور اب اُنکو لگان جمع کرنے کی دقت بھی نہین رہی۔ مگر

کسان اِس کارروائی سے کچھ خوش نہ تھے بعض کو دوسرے قانون آزادی کے جاری ہونے کی امید تھی اور لوگ یہ نہین چاہتے تھے کہ آئندہ کی بہبودی کے لیے جو نصف صدی کے بعد حاصل ہوگی موجودہ حالت کو خراب کردین۔ اکثر مجلسون نے صاف اِنکار کردیا کہ ہم کسی شرط کو منظور نہین کرسکتے کُل غلامان خانہ زاد جو رہا ہوے نوّے لاکھ پچہتر ہزار آدمی تھے جن مین ستر لاکھ پچیس ہزار نے ۱۸۶۵ء کی ابتدا مین شرط کرلی تھی کہ لگان نہ دینگے۔ غلامان خانہ زاد آزاد ہی نہین ہوگئے بلکہ مالکان اراضی بھی ہوگئے اور پُرانے قواعد مجلس دیہی قائم رہے اور اُنکو ترقی دی گئی۔ اِس سوال کے جواب مین کہ یہ اصلاح عظیم کسکے دل و دماغ کا نتیجہ ہے ہم یہ کہہ سکتے ہین کہ بیشک شہنشاہ نے یہ سب کچھ کیا اور اُسکا فخر اُنھین کو ہونا چاہیے۔ اگر بادشاہ مین اِسقدر جرأت و مستعدی نہوتی تو نہ یہ بحث چھڑتی اور نہ کسی کو اِسکے چھیڑنے کی اور اِسپر مباحثہ کرنے کی جرأت ہوتی اور اگر وہ اِسقدر مستعدی و لیاقت نہ ظاہر کرتے تو یہ بحث بیشک ملتوی رہتی۔ اپنے خاندان کے ارکان مین اُسکو اپنے بھائی گرینڈ ڈیوک کانسٹنٹائین سے کہ بڑے لائق اور مستعد شہزادے تھے بڑی مدد ملی اور جرمنی کی ایک شہزادی جو رُوس مین آن کے بسی تھین اُنکو بھی اِس ملک کی بہبودی کا بدل خیال اور بڑی ہمدردی تھی۔ لیکن ہمکو امراے عظام کی کارگزاری جو اُنھون نے اِس بارے مین ظاہر کی نظرانداز نہ کرنی چاہیے۔ اِنکی کارروائیان غور کرنے کے قابل ہین۔ جونہی یہ بحث پیش ہوئی مالکان اراضی کی جماعت کثیر نے اُسمین سرگرمی ظاہر کی اور جب اُنکو معلوم ہوا کہ چاہے ادھر کی دنیا اُدھر ہوجائے آزادی غلامان خانہ زاد نہین رُک سکتی تو اُنھون نے اپنے قدیم حقوق سے کنارہ کشی کی اور اِس بات کا ارادہ کرلیا کہ اب ہمکو غلامون سے بالکل قطع تعلق کرنا چاہیے۔ اور جب یہ قانون جاری ہوا تو مالکان اراضی نے بھی اِسکی تکمیل و پابندی کی۔ آخر مین ہمین یاد رکھنا چاہیے کہ جب کسانون کی سمجھ مین قانون آگیا تو اُنھون نے بڑے صبر سے اُسکو عرصے تک برداشت کیا۔ ہم یہ کہہ سکتے ہین کہ آزادی غلامان خانہ زاد ایک آدمی یا ایک طبقے کے لوگون کا کام نہ تھا بلکہ کل قوم کی شرکت سے یہ آزادی حاصل ہوئی۔

باب چھبیسوان
نتائج آزادی
ا- زمینداروں کے لیے

مشکلات - اِس مسئلے کو حل کر دیا - معاوضہ بخط راست - معاوضہ ضمنی آزادی کا ایک عمدہ نتیجہ - مزدوری دے کر زراعت کرنے کے چار طریقے - کون طریقہ اختیار کیا جاتا ہے - شمال اور جنوب مین حالت موجودہ کیا ہے - ایک شہزادہ - آب و ہوا کی خشکی - اچھے مزدوروں کا قحط - کسانوں کی سستی - نتیجہ -

سوشل امور کے مورخ کے لیے غالباً اِس سے زیادہ مشکل کام کوئی نہین ہے کہ وہ سلطنت کی حالت طوائف الملوکی کو صفائی اور خوش اسلوبی کے ساتھ بیان کرے جبکہ انقلاب عظیم ہوا اور قدیم قانونی اور سوشل تعلقات اور قدیم طرز معاشرت مین اضعاف قانون یا غدر کے سبب سے بیرحمی کے ساتھ تبدل واقع ہوا ہو اور نئے طرز معاشرت و تمدن کا کوئی صاف صاف قاعدہ نہ مقرر ہوا ہو - اور اگر حالت انقلاب برابر جاری ہو تو اور بھی زیادہ دقتین واقع ہونگی - کیونکہ جب تک یہ امر مشتبہ ہے کہ کیا جانے کس قسم کے احکام مستقل اُس انقلاب کے جوش سے آخرکار نافذ ہونگے تب تک یہ امر دریافت کرنا قریب قریب غیر ممکن ہے کہ اصلی امور کیا ہین - اور اتفاقی امور کیا ہین - اور نہ اُسکا صاف صاف اندازہ ہو سکتا ہے کہ جو امور غریبہ حادث ہوئے ہین اُنکے اصلی مقاصد اور باہمی درجے کیا ہین -

آزادی غلامان خانہ زاد کے نتائج کے ذکر شروع کرنے مین مجھے خود افسوس ہے کہ یہی دقتین مجھے بھی پیش آئین طبقات زراعت پیشہ کے تعلقات ابھی تک اُسی پریشان اور غیر مستقل حالت مین ہین اور یہ پیشین گوئی کرنا محال ہے کہ آخرکار اونٹ کس پہلو بیٹھیگا - سوشل سائنس مین آزادی غلامان خانہ زاد ایک عظیم الشان تجربہ متصور ہے - اور ایک ایسا تجربہ ہے

جو ابھی تک ہرگز ختم نہین ہوا ہے۔ ضروری مصالح البتہ مجتمع ہوگیا ہے مگر نتیجہ کی کارروائی ابھی اسمین ذرا بھی ظاہر نہین ہوئی ہے۔ پس جو ضروری نتائج ابھی تک حاصل ہوئے ہین انکو بیان کرونگا۔ اور اُسکی نسبت رائےزنی کرونگا کہ غالباً آیندہ کیا حالت ہوگی۔ اِس عاجزی کے کام مین بھی مین ناظرین کی معافی کا مستحق ہون کیونکہ جو مصالح مین جمع کرسکا وہ ابھی ناتمام ہے میرے ذاتی تجربے خاص خاص مقامون پر محدود وہین۔ اور اِس بحث کی نسبت جو علم ادب ہے وہ ازبس ناتمام وغیر مکمل ہین۔ گو خاص خاص جاگیرون اور خاص خاص مقامون کے بیانات رسالون اور اخبارون وغیرہ مین چھپے ہوئے ہین تاہم یہان تک مجھے واقفیت ہے کسی شخص نے ابھی تک کوشش بلیغ نہین کی کہ جو مختلف واقعات بیان کیے گئے ہین انکو ایک مقام پر جمع کرکے شاہدون کے بیانات کے اختلاف پر نظر ڈالے۔

اِس باب مین مین مالکان ارضی کی طرف سے اِس بحث پر نظر ڈالونگا۔

جب کہ عہد موجودہ کی ابتدا مین آزادی غلامان خانہ زاد کی بحث چھیڑی گئی تھی تو اِس امر پر بہت بڑا اختلاف راے تھا کہ غلامی کے دور کرنے سے مالکان ارضی کے فوائد اصلی پر کیا اثر پہونچیگا۔ اُس زمانے کے نوجوان اور اخبارات عموماً یہی ثابت کرنے کی کوشش کرتے تھے کہ تبدل مجوزہ مزارعین اور مالکان ارضی دونون کو فائدہ بخشیگا۔ لوگ کہتے تھے کہ سائنس نے عرصہ دراز سے اِس امر کا فیصلہ کردیا ہے کہ غلامی کی بنسبت آزادانہ محنت لینے سے کہین زیادہ فائدہ ہوتا ہے۔ اور مغربی یوُرپ کے ملکون سے اِس مسئلے کا ثبوت دیا جاتا تھا۔ اِن سب ملکون مین حال کی ترقی زراعت آزادی غلامان خانہ زاد سے شروع ہوئی۔ اور ہر مقام پر طرز قلبہ رانی کی ترقی کا نتیجہ معاً یہ ہوا کہ پیداوار زیادہ ہوئی۔ اِس طرح پر جرمنی۔ فرانس۔ ہالینڈ کی کم پیداوار کی زمین مین رُوس کی اُس سیاہ زمین سے زیادہ غلہ پیدا ہوتا ہے جسپر روسیون کو ناز بیجا ہے۔ اِس کل بہبودی کی حالت سے طبقہ مالکان ارضی نے ہر مقام پر خاصکر فوائد حاصل کیے۔ کیا اِنگلستان کے مالکان ارضی تمام دنیا کے مالکان ارضی سے امیر نہین ہین۔ اور یہ وہ ملک ہے جس سے غلامی سب کے پہلے دور کردی گئی تھی۔ اور کیا جرمنی کا وہ مالک ارضی جسکے پاس صرف چند سو ایکڑ زمین ہوتی ہے رُوس کے ایسے

امراسے زیادہ تر امیر نہین ہے جنکے پاس بہت بڑی بڑی جاگیرین ہوتی ہین - اور یہی بہ ایسی اور دلیلون سے اخبارون نے مالکان اراضی پر یہ ثابت کرنا چاہا کہ انکو اپنے خاص فوائد کے لیے غلامان خانہ زاد کو آزاد کردینا چاہیے - مگر بہت سے مالکان اراضی کو اصول تدبیر منزل کی اس صلاح پر ذرا بھی عقیدہ نہ تھا جنکا اس زمانے کے رسالون اور اخبارون مین ذکر ہوتا تھا - اکثر اوقات وہ اُن قطعی دلیلون کی تردید نہین کرسکتے تھے جو ایسے لوگ پیشین گوئی کرتے تھے جنکو زیادہ امیدین تھین - مگر انکو یقین ہوگیا تھا کہ انکی حالت ویسی عمدہ نہ تھی جیسی وہ لوگ بیان کرتے تھے - انکو یقین تھا کہ رُوس ایک عجیب قسم کا ملک ہے اور روسی ایک انوکھے قسم کے لوگ - انگلستان - ہالینڈ - فرانس - جرمنی کے ادنی طبقے کے لوگون کی نسبت بہت مشہور تھا کہ وہ محنتی اور اولوالعزم ہین - اور روسی کسان بہت بدنام تھا کہ سست ہوتا ہے - اور اگر اُس سے بازپرس کیجاے تو بیشک وہ صرف اُسی قدر ضروری محنت کریگا کہ بھوکون نہ مرے - اور بس - جن لوگون مین طبقہ اعلیٰ کے لوگ آبا و اجداد کے وقت سے واقفیت رکھتے تھے اور عملدرآمد کرتے آئے تھے اور انکے پاس سرمایہ بھی وافی تھا اُنمین غلامی کی نسبت آزادانہ محنت سے زیادہ فائدہ نکل سکتا تھا - مگر رُوس مین مالکان اراضی کو نہ تو واقفیت عملی تھی نہ اسقدر روپیہ اُنکے پاس تیار تھا کہ طرز قلبہ رانی مین مجوزہ تبدل و ترقی کرسکتے جیسا کہ اُن متواتر ناکام کوششون سے صاف ظاہر ہوتا تھا جو حال کے برسون مین نہایت سیدھی سادی زراعتی کلون کے ایجاد کرنے مین کی گئی تھین - اس سب پر طرہ یہ کہ کہا جاتا تھا کہ آزادی غلامی کا وہ طرز جس سے مزارعین کو زمین ملتی اور وہ مالکان اراضی سے بالکل خودمختار رہتے اُسکا کہین زیادہ تجربہ نہین کیا گیا -

پس اس امر کی نسبت دو بالکل مختلف رائین تھین کہ اگر غلامی خانہ زاد دور کردیجاے تو مالکان اراضی کے فوائد اصلی پر اُسکا کیا اثر ہوگا - اور اب ہمکو یہ دیکھنا باقی ہے کہ ان دونون رایون مین سے تجربے نے کس راے کو صحیح ظاہر کیا ہے -

جن ناظرین نے کبھی کوشش نہین کی کہ اس قسم کی تحقیقات کرین وہ خواہ مخواہ یہ خیال کرینگے کہ اس بحث کا باسانی اس طرح فیصلہ ہوسکتا ہے کہ صرف مالکان اراضی کی

جماعت کثیر سے فرداً فرداً دریافت کیا جاے۔ اور اُنکی شہادت سے ایک عام نتیجہ نکال لیا جاے مگر اصل مین یہ کام کہین زیادہ مشکل ہے۔ قاعدہ ہے کہ مالک اراضی صاف صاف نہین بیان کرسکتا کہ اُسکا کس قدر فائدہ اور کس قدر نقصان ہوا۔ اور اگر کوئی ٹھیک اطلاع اُسنے دی بھی تو اُسکی صحت پر ہمیشہ اعتبار نہین ہو سکتا۔ غلامی خانہ زاد کے وقت مین اُن مین بہت ہی کم ایسے تھے جنکی عادت یہ ہو کہ ٹھیک ٹھیک حساب یا کسی قسم کا حساب لکھین۔ اور جب وہ اپنے علاقون پر بسر کرتے تھے تو بہت سی آمدنیان ایسی تھین کہ اُنکو نقشون مین درج نہین کر سکتے تھے۔ اب بہت سے آدمیون کو پیشتر کی نسبت مالگزاری کا روپیہ زیادہ ملتا ہے اور با اینہمہ وہ ایک معنی کر کے مفلس رہتے ہین۔ مطلب یہ کہ آرام کے ساتھ اور زر کثیر کے ساتھ رہنا اُنکو زیادہ تر مشکل معلوم ہوتا ہے۔ اسمین شک نہین کہ ہر مالک اراضی کو یہ خام خیال ہے کہ اب بنسبت سنین ماضیہ کے اُنکی حالت بہتر ہے یا بدتر۔ مگر جو مہمل بیانات وہان اکثر لوگون سے اُنکی اگلی اور اصلی آمدنی کی نسبت سُننے مین آتے ہین وہ بالکل فضول اور بے معنی ہین۔ حساب مین اس قدر باتین بڑھاتے گھٹاتے ہین اور ایسے امور کا تذکرہ ہوتا ہے جنکو اصلی زراعت کے کامون سے کوئی تعلق ہی نہین ہے۔ اور جو نتیجہ اُنسے نکلتا ہے وہ ہمکو آزادی غلامان خانہ زاد کے اصلی نتائج کے دریافت کرنے کی کوشش مین چندان مدد نہین دیتا۔ یہ امر قابل تسلیم ہے کہ اُس شہادت مین تعصب کسی طرح نہین ہوتا۔ خصوصاً جب کہ کسی اجنبی کے سامنے پیش کیجاتی ہے۔ جو لوگ غلامان خانہ زاد کی آزادی کو بڑی بہادری اور مردمی کا کام سمجھتے ہین اُن مین بھی دو فریق ہین۔ ایک فریق کے لوگ یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہین کہ آزادی غلامان خانہ زاد سے ہر نوع کی پوری پوری کامیابی ہوئی۔ اور ہر طبقے کے لوگون کو اس سے ہر قسم کا فائدہ ہوا۔ اور دوسرے فریق کے لوگ کہتے ہین کہ مالکان اراضی نے عموماً اور ہمنے خصوصاً اس بڑی اور ضروری اصلاح حب الوطنی مین اپنا خسارہ کیا۔ گویا فوائد ذاتی کو ملک پر سے قربان کر دیا۔ آزادی اور ترقی کے لیے ہمنے اور مالکان اراضی نے اپنا صریح نقصان کیا۔ مین یہ نہین کہتا کہ اِن دونون فریقون نے ٹھان لی ہے کہ اِس بیان سے لوگون کو دھوکا دین۔ لیکن جو شخص ہوشیاری کے ساتھ تحقیقات کریگا وہ اِن بیانون کی اِس سے زیادہ وقعت نہ کریگا جسکے وہ مستحق ہین۔

ہمارے نزدیک اگر اِس مسئلے کی نسبت ہم دو محدود سوال کرین تو یہ مسئلہ حل ہو جائے
۱- غلامی خانہ زاد سے جو نقصان ہوا اُسکا معاوضہ مالکان ارضی کو کہان تک دیا گیا
اور جو ماحصل اُنکی جاگیر کے ایک بڑے حصے کا کسانون کے نام منتقل ہو گیا اُسکا کیا معاوضہ پایا
۲- مالکان ارضی نے اپنی جاگیرون کے بقیہ حصّے کو کیا کیا - اور تب سے اب تک جو
تبدلات تدبیر منزل مین واقع ہوئے - اور جو کسی قدر آزادی غلامان خانہ زاد سے جدا تھے
اُنکا مالکان ارضی کو کیا معاوضہ دیا گیا -

اِن سوالون مین سے پہلے سوال پر یہ اعتراض کیا جا سکتا ہے کہ امرا نے وہ اختیارات
جو اُنکو کسانون پر حاصل تھے اپنی مرضی سے چھوڑ دیے - اور غلامی کے نقصان کا کچھ بھی معاوضہ
نہ پایا اور اُس قول کے ثبوت مین وہ اکثر سرکاری بیانات کا حوالہ دینگے - مگر اصل مین جیسا کہ مین
ایک پچھلے باب مین بیان کر چکا ہون بہت سے مالکان ارضی کو اصل مین بہت بڑی مقدار
معاوضے کی ملی - گو باقاعدہ نہ ملی ہو کیونکہ واضعان قانون نے عمداً و قصداً بہت سی جماعت
مزارعین پر اِس قدر سالانہ مطالبہ قائم کر دیا جو زمین کے اصلی لگان سے زیادہ تھا - اور یہ وہ زمین ہے
جو اُنکی مرضی کے بغیر اُنکے نام منتقل کر دی گئی تھی -

اگر ہم ہوشیاری کے ساتھ اِن دونون ممالک زراعتی کی نسبت فرق کر سکین تو اور بھی
زیادہ یہ مسئلہ صاف ہو جاے جِن حصون مین جنگل واقع ہین اُنکو بالکل چھوڑ دینا چاہیے
کیونکہ انمین ایسے مالکان ارضی قریب قریب مفقود تھے جنکے پاس غلامان خانہ زاد تھے مثلاً
کل صوبہ آرچینجل مین اور دریاے وَانگا کے شمالی حصون مین آزادی غلامی کے وقت صرف
چھ غلام تھے - اور یہ سب اُن امراے تعلق رکھتے تھے جنکے پاس کوئی جاگیر نہ تھی -

لہذا اب ہمکو جنوبی زراعتی حصے سے شروع کرنا چاہیے یعنی وہ حصہ جسکی زمین سیاہ ہے
اور ہم کوشش کرینگے کہ دیکھین مالکان ارضی نے اُس نقصان کا جو غلامون کی آزادی سے
اور مالکان مذکور کو مجبور کرکے آزاد غلامون کو اُنکی جاگیر کا ایک حصہ دلوانے سے ہوا کیا مناسب و
موزون معاوضہ پایا -

اِس قطعے کے شمالی حصے کی رجحان تین کھیتون کا طرز زراعت مستعمل تھا جسکا ادہ

ذکر ہوا ہے) حالت اِس قابل تھی کہ غلامی کا دور کرنا فائدہ بخش تھا۔ زمین قدرتی زرخیز تھی اور اسمین اصلی سرسبزی اب تک بہت باقی ہے پس جس قدر پیداوار باشندون کی ضرورت کے مطابق ہونی چاہیے تھی اُس سے زیادہ زمین سے پیدا ہوتی تھی۔ موجودہ طرز کے مطابق زراعت پیشہ آدمی زمین کی کاشت کے لیے کافی تھے۔ اور جو مقدار اراضی غلامون کو اُنکے خاص استعمال کے لیے دیگئی تھی وہ اُس محنت کا کافی معاوضہ تھی جو وہ اپنے علاقے کے مالک کے لیے کرتے تھے پس جس مالک اراضی کو عادت تھی کہ اپنے غلامان خانہ زاد پر غیر ضروری بار ڈالے وہ اُنکو آزاد کر کے اُنسے وہ زمین لے لیتا جسکا حاصل وہ پاتا تھا۔ اور ہر حالت مین اُسکو ظاہر ہو جاتا کہ اُسکے سبب سے اُسکی آمدنی کا کوئی نقصان نہین ہوا۔ اُسکے اگلے غلام اُسکے کھیت کے مزدور ہو جاتے یا وہ اراضی کو ایک اچھی سالانہ رقم پر لگان پر دیدیتا۔ اور جاگیر کی آمدنی اِس انتظام جدید مین کم سے کم اِس قدر تو غالباً ہوتی جس قدر پیشتر تھی۔ یہ بھی لکھ دینا چاہیے کہ یہ صرف فرضی اور خیالی امر نہین ہے۔ مجھے بہت سی حالتین یاد ہین جنمین جو لوگ تجار کے طبقے کے تھے اور جنکو اسی سبب سے خانہ زاد غلام رکھنے کا قانونی استحقاق نہ تھا اُنھون نے جاگیرین خریدین اور اُنکو اچھے نفع پر لگان پر دے دیا۔ الغرض اِس ملک کی حالت تدبیر منزل ایسی تھی کہ غلامی آزادانہ محنت سے زیادہ مفید نہ تھی اور اگر تھی بھی تو یون ہی برائے نام۔ پس ہم اِس سے یہ نتیجہ نکال سکتے ہین کہ غلامان خانہ زاد کی آزادی سے اُن مالکان اراضی کو کسی معاوضے کی ضرورت نہ تھی۔ اب اگر مالکان اراضی کو کوئی شکایت اصل مین ہو سکتی تھی تو وہ یہ تھی کہ اراضی کی قیمت کی ترقی جو ہو گئی ہے اور جسکا کوئی چارہ نہ تھا اُسکا لحاظ نہین کیا گیا تھا۔ اور نہ اِن اکثرون نے پہلے ہی سے اِس امر پر صاف نظر ڈالی تھی۔

اِس قطعے کے جنوبی حصے مین جہان میدان اِسٹیپی کے طرز زراعت کا عملدرآمد ہوتا تھا تدبیر منزل کی حالت کسی قدر مختلف تھی۔ آبادی اِسقدر گنجان نہ تھی لہذا مزدورون کی جس قدر مانگ تھی اُس قدر دستیاب نہین ہوتے تھے۔ پس غلامان خانہ زاد کی بڑی ضرورت تھی اور مالکان اراضی کو اِس رسم غلامی کی منسوخی کا کوئی معاوضہ نہین ملا۔ کیونکہ اِس حصۂ ملک کے کسانون کو زمین کا بڑا حصہ ملتا تھا اور اِسمین شک نہین کہ جس قدر اُسکی اصلی قیمت ہوتی تھی

اُس سے زیادہ اُنکو دینا نہین پڑتا تھا۔ اب شمالی زراعتی حصے کی جانب مخاطب ہوجیے تو معلوم ہوتا ہے کہ اور اور وجوہ سے غلامان خانہ زاد کی محنت کی مالکان اراضی کو زیادہ تر ضرورت تھی۔ یہان زمین زرخیز نہ تھی۔ اور اِسقدر کمزور ہوگئی تھی کہ جو محنت اُسپر کیجاتی تھی اُسکا اچھا معاوضہ نہین ہوتا تھا۔ پس زراعت کی ترقی قدرتی حالتون پر منحصر نہ تھی بلکہ غلامان خانہ زاد کی محنت پر موقوف تھی۔ پس مالکان اراضی غلامان خانہ زاد کی محنت سے جو محروم کیے گئے تو گویا وہ اپنی بڑی قیمتی جائداد سے محروم کیے گئے مگر اِس نقصان کا اُنکو کسی قدر معاوضہ ہوا کہ سالانہ آمدنی ملنے لگی جو اُس زمین کے اصلی لگان سے بہت زیادہ تھی جو موضع کی جماعتون کو دی گئی تھی۔

اِس ملک کے حصۂ وسط مین رسم غلامی خانہ زاد صرف اُس زمانے کی حالت ہی سے زیادہ عرصے تک نہین قائم رہی تھی بلکہ اُسکے خاص خاص اوصاف بھی بہت کچھ جلتے رہے تھے اور ترقی کے ایک نئے درجے کو پہونچ گئے تھے۔ اِس طرز نظمی کی ابتدائی اور اصلی حالت مین کسان مالکان اراضی کی زمین جوتتے تھے اور جو محنت وہ کرتے تھے اُسکے معاوضے مین اُنکے خاص استعمال کے لیے اُنکو ایک حصۂ زمین مِلتا تھا۔ ان شمالی اور متوسط صوبون مین جو حیثیت اُسنے پیدا کی تھی اُسکے مطابق مالکان اراضی اپنے کُل غلامان خانہ زاد کو زراعت ہی کے لیے نہین نوکر رکھتے تھے بلکہ اُنکی ایک بڑی تعداد کو اجازت دی جاتی تھی کہ اور اور پیشون سے اپنا رزق حاصل کرین اِس شرط پر کہ وہ اُنکو اِس محنت قلبہ رانی کے عوض جسکی مالک اراضی کو ضرورت نہ تھی ایک مقررہ سالانہ رقم ادا کرین۔ اگر اِن مالکان اراضی کے غلامان خانہ زاد بلا معاوضہ آزاد کر دیے جاتے تو وہ تباہ ہوجاتے۔ اِسکے تدارک کے لیے یہ امر فیصل ہوا کہ کُل کسان اور وہ کسان تک جو زراعت کے علاوہ اور پیشون پر بسر کرتے تھے مجبور کیے جائین کہ زمین قبول کرین اور اصلی لگان سے زیادہ لگان دیا کرین۔

پس ظاہر ہے کہ شمالی زراعتی حصے مین مالکان اراضی نے غلامان خانہ زاد کی آزادی سے جو نقصان اُٹھایا کہ اُنکی محنت کے فائدے سے محروم رہے اُسکا معاوضہ یہ ہوا کہ قانون آزادی سے کسانون کو کسی قدر سالانہ لگان دینا پڑا اگرچہ یہ بھی کہنا چاہیے

کہ یہ معاوضہ اِس قدر زیادہ نہ تھا جس قدر معلوم ہوتا تھا۔ مالکان اراضی کو لگان کے وصول کرنے مین بڑی دقتین پڑتی تھین۔ اور اکثر بالکل غیر ممکن ہوجاتا تھا۔ اور اُنکے خوف کرنے کی وجہ خاص یہ تھی کہ جو اجازت قانون سے کسانون کو حاصل ہوئی اُسکی رو سے وہ پہلے نو برسون کے گذرنے پر اپنے کو اُس سالانہ رقم سے اِس طرح پر بالکل آزاد کر دینگے کہ قصبون یا ملک کے زیادہ ترشاداب حصون مین نقل مکان کر دین۔ اِن دقتون اور خطرون سے بچنے کا صرف ایک یہی طریقہ تھا کہ اراضی سے کسانون کو خارج کر دین۔ مگر اِس تجویز کے اختیار کرنے مین اُنکو بڑا نقصان برداشت کرنا پڑتا تھا۔ پہلے تو اگر بلا مرضی مزارعین وہ اِس امر کی خواہش کرتے تو اُنکو پوری رقم کا صرف ۴/۵ حصہ قبول کرنا پڑتا۔ پھر اُس حصے کا بہت بڑا حصہ اُنکو روپیے مین نہین وصول ہوتا بلکہ گورنمنٹ کے تمسکون مین جنکا سود پانچ فی صدی تھا اور یہ سود جلد جلد گھٹتا جاتا تھا کیونکہ تمسکات مذکور کثرت سے بازار مین فروخت کے لیے بھیجے جاتے تھے۔ اور اصلی قیمت سے صرف اسّی فی صدی قیمت رہجاتی تھی۔ پس بعوض اسکے کہ اُسکو اپنے کسانون سے ڈیڑھ سو [۱۵۰] رُوبل وصول ہون اُسکو صرف ایک سو تیس [۱۳۰] رُوبل برائے نام ملتے تھے۔ ہان اگر پندرہ [۱۵] برس تک انتظار کیا جاتا تو شاید اصلی قیمت ملتی۔ کیونکہ گورنمنٹ کے تمسکات کو بنک کے نوٹون سے بدلنے کا یہی وقت مقرر تھا۔ اِس گھٹی ہوئی رقم مین بھی اکثر مالکان اراضی کو صرف ایک تھوڑی سی مقدار وصول ہوتی تھی کیونکہ خزانہ عامرہ پہلے وہ کل روپیہ وصول کر لیتا تھا جو جاگیرون کی طرف واجب الادا ہوتا تھا۔ اور صرف باقی ماندہ اُنکو دیتا تھا۔

اب اِس مسئلے کے دوسرے حصے کی جانب ہم مخاطب ہونگے۔ مالکان اراضی نے اپنی جاگیرون کے اُس حصے کے ساتھ کیا کیا جو اُنکو اُسوقت بچ رہا تھا جب اُنھون نے مجوزہ مقدار اراضی موضعون کی جماعتون کو دے دی تھی۔ کیا کسی نہ کسی پیرایے مین اُنکو اِس نقصان کا معاوضہ دیا گیا جو غلامان خانہ زاد کی محنت سے محروم ہونے پر اُنکو پہونچا تھا آزادانہ محنت سے غلامی کی حالت جو تبدل ہوئی اسمین کس قدر کامیابی ہوئی۔ اور اب اپنے علاقون سے وہ کس قدر آمدنی پاتے ہین۔ اِن سوالون کے جواب مین حال کی حالت

تدبیر منزل مالکان ارضی کا بیان ضرور کرنا ہوگا۔

آزادی غلامان خانہ زاد کا اور نہین تو کم سے کم ایک تو عمدہ اثر سب مالکان ارضی کو پہونچا۔ اسنے انکو زبردستی مجبور کیا کہ سستی اور روزمرہ کی یکسان حالت کے ڈھرے سے انکو عمدہ راہ پر لائے۔ اور انکو مجبور کیا کہ ان امور کی نسبت غور اور خیال کرین۔ سستی اور کاہلی انکی موروثی عادت تھی اور آبا و اجداد کے وقت سے اسکے عادی تھے کہ جاگیر اور اسکے غلامان خانہ زاد کو ایک قسم کی کل تصور کرین جو خود بخود چلتی ہے۔ یہ بھی خیال تھا کہ اس کل پر فرض ہے کہ اپنی خاص خوشی سے مالک ارضی کو ذریعہ رزق مہیا کردے۔ انکی عادت تھی کہ زر نقد صرف کر ڈالین اور غم فردا نرکھین۔ یہ سب امور مع اپنے نتائج کے اب امور ماضیہ اور بالکل مفقود ہو گئے۔ جس فراخ اور آسان ڈھرے پر مالکان ارضی واقعات زمانہ کے موافق اب تک بے غل و غش چلے جاتے تھے اسمین دفعۃً بہت سی تنگ اور دشوار گذار اور خاردار پگڈنڈیان بن گئین۔ اور اب ہر شخص کو اپنی عقل کی رہنمونی کی حاجت ہوئی کہ کس پگڈنڈی کو اختیار کرے۔ اور ہر ایک کو ایک ڈھرا تجویز کرکے اسکو واقعات کے مطابق جس طرح ممکن تھا چلنا پڑتا تھا مجھے یاد ہے کہ مین نے ایک بار ایک مالک ارضی سے دریافت کیا کہ جس طبقے سے اسکو تعلق تھا اسپر آزادی غلامان خانہ زاد نے کیا اثر پہونچایا۔ اور اسنے مجھے ایسا جواب دیا جو لکھنے کے قابل ہے۔ اسنے کہا "پیشتر ہم حساب کتاب کچھ نہین رکھتے تھے اور شیمپین کے جام لنڈھایا کرتے تھے۔ اب ہم حساب کتاب رکھتے ہین اور بیر شراب پر قناعت کرتے ہین"۔ گو اس مختصر جواب سے اصلی حالت کا مطلق بیان نہین ہوا ہے جیسا کہ اس قسم کے کل مقولون کا قاعدہ ہے جو نکتون مین ادا کیے جاتے ہین تاہم اس سے رنگین بیانی کے ساتھ اس تبدل کا حال ظاہر ہوتا ہے جو اصل مین واقع ہوا ہے جیسے ہی غلامی خانہ زاد موقوف کر دی گئی ممکن نہ تھا کہ وہ پھلے پھولے رہتے۔ بہت سے مالکان ارضی جو آرام اور کاہلی کے ساتھ مزے اڑایا کرتے تھے اپنے اپنے دلون مین یہ سوچنے لگے کہ اب روٹیون کا کیونکر ٹھکانا ہوگا۔ سب سوچنے لگے کہ سب سے فائدہ بخش طریقہ اس زمین کے کام مین لانے کا کیا ہے جو انکے قبضے مین ہے۔ کچھ نہ کچھ تبدل ضرور

ہونا چاہیے۔ اور اگر ایک تغیر اس قسم کا ہوا تو خواہ مخواہ اور تغیرات بھی سلسلہ وار شروع ہو جائینگے۔ جب ایک ایسی سِل جو سالہا سال سے پہاڑ پر لاجنب رکھی ہوئی ہے۔ ایک بار شق ہوکر علٰحدہ ہو جائیگی۔ اور نشیب کی جانب گرنے لگیگی تو لُڑھکتے ہوئے اُسمین قوت زیادہ آ جائیگی۔ اور عجلت تمامتر کے ساتھ گرنے لگیگی۔

ہر مالک اراضی اپنے دل سے سوال کرتا تھا کہ جو اراضی میرے قبضے مین ہے اُسکو مین کیا کرون۔

جو لوگ اپنے علاقون پر بسر نہین کرتے تھے یا جو اپنے ہی آپ کاشت کرنا نہین منظور کرتے تھے اُنکو اِس مشکل مسئلے کے حل کرنے کا سب سے آسان طریقہ یہ تھا کہ کسانون کو ایک معینہ سالانہ رقم پر ٹھیکہ دے دین۔ اِس طرح سے کُل دقتین اور جوکھم دور ہو جاتی مگر اِسمین ایک بہت بڑا نقصان تھا۔ جب کسان زمین کو لگان پر لیتے ہین تو ہمیشہ خراب طرح سے جوتتے بوتے ہین اور زمین کو غفلت کے ساتھ کمزور کرتے ہین کیونکہ حتی الوسع اُس قدر پیداوار حاصل کر لیتے ہین جس قدر اُنکے امکان مین ہے پس گو کسانون کو اِس وقت تو فائدہ ہوتا ہے تاہم یہ طرز رفتہ رفتہ مالکان اراضی کو نقصان پہونچاتا ہے کیونکہ رُوس مین زراعت پیشہ طبقہ ایسا کوئی نہین ہے جو پرانے کھیتون کا تردد کرے اور زمین کو کمزور نہ کر دے۔

جو لوگ اپنی ہی زمین جوتنا چاہتے ہین اُنکے لیے چار مختلف طریقے ممکن ہین۔

پہلا۔ جن لوگون کی زمین کا غلامان خانہ زاد نے تردد کیا تھا وہ اپنے طرز قدیم کو چند قیود پر قائم رکھ سکتے ہین بشرطیکہ مزارعین اِس انتظام سے راضی ہون۔ بعوض اُسکے کہ اراضی مجلس دیہی کا لگان دین مجلس دیہی خود اِس طرز کے مطابق کسی قدر مزدور دیتی ہے جسکا قانونِ آزادی غلامان خانہ زاد مین ہوشیاری کے ساتھ ذکر ہے۔

دوسرا ایک طریق حل اِس مسئلہ کا یہ تھا کہ جماعت موضع یا کسی تنفس واحد کے ساتھ ایک عہد کر لیا جاتا اور اُسکے مطابق ایک معینہ مقدار محنت قلبہ رانی بعوض ایک رقم مقررہ یا بعوض چرائی یا جلانے کی لکڑی کے تجویز کر لی جاتی۔ جب یہ طرز اختیار کیا جاتا ہے تو مزارعین

ہمیشہ اپنے ہی گھوڑے اور آلات قلبہ رانی کام مین لاتے ہین اور اُسکا اندازہ فی ایکڑ کے حساب سے کیا جاتا ہے۔

تیسرا۔ ایک طریق حل اِس مسئلے کا یہ تھا جس سے سب واقف ہین۔ ایک قسم کی شرکت باہمی کر لیجاتی جسمین مالک ارضی زمین اور تخم دیتا۔ اور کسان اپنے گھوڑون اور آلات زراعت سے کُل کام کرتا۔ اور فصل کا غلہ اِن دونون فریقون مین ٹھیکے کے طرز پر مساوی حصے مین یا کسی اور مقدار مین حسب تجویز سابق تقسیم ہو جاتا۔

چوتھا۔ ایک طریق حل اِس مسئلے کا یہ تھا کہ کھیتون کے لیے مزدور کرایہ کیے جاتے اور مغربی یورپ کے نمونے پر کاشت کا انتظام عمل مین آتا۔ اِس طرح پر مالکان ارضی کے وہ کُل تعلقات جاتے رہتے جو سابق کے غلامان خانہ زاد کے ساتھ اُنکو تھے۔

جو مالکان ارضی زیادہ تربیت یافتہ تھے اُنپر بخوبی روشن ہو گیا کہ اِن کُل ترکیبون مین صرف آخری ترکیب سے یہ امر ممکن تھا کہ موجودہ زراعت مین خاص اور اصلی ترقی و تغیر ہوتا۔ مگر اِسکے ساتھ ہی اُنکو یہ بھی معلوم تھا کہ سب ترکیبون سے زیادہ مشکل یہی ترکیب ہے۔ استمراری ترقی کے لیے ایک رقم معتدبہ فوراً صرف کرنا پڑتی اور روزمرہ کے اخراجات کے لیے بہت بڑے سرمایے کی ضرورت واقع ہوتی۔ اندازہ کیا گیا ہے کہ اِنگلستان مین اِس حالت مین بھی جب کہ انتظام موجودہ مین کسی تبدل کی خواہش نہین ہوتی تو جو کسان پانچ سو ایکڑ کی ارضی لگان پر لیتا ہے اُسکو پہلے ڈیڑھ برس کے عرصے مین قریب تین ہزار پونڈ کے صرف کرنا چاہیے۔ اِس سے کسی قدر ذہن مین آجائیگا کہ اگر عمدہ اور قابل اطمینان حالت سے زراعت کیجاے تو سیئنٹفک طرز قلبہ رانی مین کس قدر خرچ بیٹھتا ہے۔ رُوس کے سے ملک مین اخراجات بیشک اور بھی زیادہ ہونگے۔ اور آزادی غلامان خانہ زاد کے زمانے مین رُوس کے کسان اِسقدر سرمایۂ کثیر کہان سے لاتے۔ اِن مین سے اکثر زر نقد کے عوض اُسکے قرضدار تھے پرانا طرز کاروبار کہ جائداد غیر منقولہ کی ضمانت پر زمین دی جاے اب جاری نہ تھا اور ارضی کے نئے نئے کارخانے ابھی قائم نہین ہوئے تھے بنچ کے سرمایہ دارون سے قرض لینا اپنے کو تباہ کرنا تھا کیونکہ روپیہ اُس زمانے مین اِس قدر عنقائیت کا حکم رکھتا تھا کہ دس فی صدی

دوستانہ اور رعایت کا سود سمجھا جاتا تھا۔ یہ سچ ہے کہ رہن کا عملدرآمد ہو سکتا تھا مگر اس سے
کسی طرح کافی مقدار ہمیشہ نہین ملتی تھی کیونکہ جو زرِ رہن جاگیرون کے ذمے تھا اُسکو گورنمنٹ
مجرا کر لیتی تھی اور جو باقی بچتا تھا اُسکا ایک بڑا حصہ اُن نوٹون مین ادا کیا جاتا تھا جنکی قیمت بہت ہی
کم تھی۔ اِسکے ساتھ ہی اور اور امور بھی اِسکے مانع تھے۔ مالکان اراضی کو عموماً عملدرآمد کی
واقفیت بہت ہی کم برائے نام تھی۔ اور سینٹفک طور پر کاشت کرنے کا کبھی عملی تجربہ نہین
ہوا تھا۔ بعض کو زراعت کے امور سے سینٹفک واقفیت نہ تھی۔ اور اکثرون کو ذاتی تجربہ
عملی زیادہ تر حاصل تھا مگر سینٹفک واقفیت اور ذاتی تجربہ دونون باتین ایک متنفس مین بھی
نہین پائی جاتی تھین جن معدودے چند کے پاس ضروری سرمایہ اور واقفیت اور تجربہ
تھا بھی اُنکو یہ کام انتہا سے زیادہ مشکل معلوم ہوتا تھا کیونکہ اول تو سیکھے سکھائے مزدور
پانا جو زراعت کا کام کر سکین غیر ممکن تھا۔ دوسرے اکثر اوقات ضروری تعداد مین کسی قسم کے
مزدور بھی ملتے ہی نہ تھے۔

ان حالتون مین مالکان اراضی کے گروہ کثیر ایک لمحے کے لیے بھی ہرگز یہ نہین
سوچ سکتے تھے کہ اِس طرز سے وہ مشکلات کو بالکل دور کر سکتے ہین۔ اِن مین سے
اکثرون نے پہلے پہل تدابیر مندرجۂ بالا کے مطابق حل مشکلات کرنے کی کوشش بھی نہین
کی بلکہ اِسی پر قناعت کی کہ پُرانے طرز کا برتاؤ کرین اور قانون آزادی کے قیود کا خیال
رکھین۔ مگر اِس طرز کے عمل مین لانے سے اُسکے نقص بہت جلد ظاہر ہو گئے۔ جب کہ اِس
طریقے کے مطابق زراعت کرنے سے فائدہ حاصل ہونا مشکل معلوم ہو گیا اور ایسی حالت تک مین
کہ جب مالکان اراضی کو کسانون پر غیر محدود اختیارات حاصل تھے تو پھر ایسی حالت مین بلا شبہ
اِس سے بدرجہا زیادہ مشکل تھا جب کہ اُنکے اختیارات بے شمار قوانین سے محدود کر دیے
گئے تھے اور جبکہ اُنکو اِسکا ذرا سا بھی یقین نہ تھا کہ جو قانونی حقوق حاصل ہین اُنکے حصول کا
کوئی ذریعہ اُنکو مل سکتا ہے۔ جب کسانون نے حکم کے مطابق کارروائی کرنے سے انکار کیا
اور جب تک اُنکو اُنکے نئے حقوق اور شرائط سے صاف صاف واقفیت نہین ہوئی
تب تک وہ برابر انکار کیا کیے تو علاج صرف یہی رہا کہ حاکم وقت سے فریاد کرین۔ اور

ممکن نہ تھا کہ بغیر بہت سا وقت عزیز صرف کیے اور غایت درجے کی دِقّت کے اُس قسم کی فریاد کی شنوائی ہو۔ گھانس سُکھانے اور دِرَو کے وقت صِرف ایک دِن کی دیر مین بہت بڑا نقصان ہو جاتا۔ اور غالباً اِنھین اوقات مین مزدور زیادہ تر غیر حاضر ہو جاتے تھے۔ اُنکو اپنی ذاتی گھانس یا غلے کی فکر تھی اور خوب جانتے تھے کہ اگر اپنے شرائط کی جو سابق مین آقا کے ساتھ کی تھین تعمیل نہ کرینگے تو سخت سزا نہ پائینگے۔ پس مالکان اراضی زمانے کی حالت کے مطابق بہت جلد مجبور ہو گئے کہ اِن حلِ مشکلات مین سے ایک کو قبول کرلین اور جِن کسانون نے قانونی اُصول کو بدرجۂ غایت پریشان کرنے والا تصور کیا اُنھون نے نہایت خوشی اور مسرت سے اِس تبدل کو قبول کر لیا۔

ایک طرز حل مشکلات کو ترک کر کے دوسرا طرز اختیار کرنا ہر حالت مین مشکل تھا۔ مگر ملک کے ہر حصے مین یہ مشکلات مساوی طور پر سخت نہ تھین۔ سیاہ مِٹّی کے کُل حصۂ زمین مین قدرتی شادابی اِس قدر تھی کہ زمین کو لگان پر دینے سے بڑا فائدہ ہوتا۔ اگر پُرانی اور ابتدائی حالت کے طریقے سے بھی ٹھیکے پر دی جاتی تو فائدہ بخشتی۔ لہذا مالکانِ اراضی رفتہ رفتہ اور اپنی آسائش کے مطابق ہر قسم کی ترقی جِس کو وہ ضروری سمجھتے کر سکتے تھے۔ اگر مالک اراضی کی خواہش ہوتی کہ زمین کو اِس طرح لگان پر نہ دے تو پڑوس کے مزارعین ہمیشہ مستعد ہی رہتے تھے کہ اُسکی زمین کو مناسب لگان پر لے لین۔ اِسکے برعکس شمالی زراعتی حصے مین زمین کی قوت اِس قدر کم ہو گئی تھی کہ ابتدا ابتدا مین فائدہ نہ ہوتا تھا۔ لہذا مالکان اراضی کی زراعت کو غلامان خانہ زاد عرصے تک مصنوعی ذریعون سے سرسبز رکھتے تھے پس یہان مالکان اراضی بلا اِسکے کہ اپنے علاقون کو ایک دم سے استمراری ترقی دین ممکن نہ تھا کہ زمین کو اجارے پر دے دین۔ اور اگر کِسانون کو اراضی لگان پر دیتے تو بہت ہی کم آمدنی وصول ہوتی۔

ہان دونون زراعتی حصون کے اس فرق عظیم کا عکس حالت موجودہ مین مالکان اراضی اور اُنکی جاگیرون پر منعکس ہوتا ہے۔ حصۂ شمالی مین کُل مالکان اراضی نے زمین کو ٹھیکے پر دینا چھوڑ دیا ہے اور حتی الوسع اپنی زمین پڑوس کے کِسانون کو لگان پر دیتے ہین۔ جِس گھر مین وہ پیشتر رہتے تھے وہ ویران اور زمانے کے ہاتھون سے برباد و خراب پڑا ہے

اور اُنکے مالک قصبون مین بود و باش کرتے اور سرکاری ملازمت یا بے شمار تجارتی اور صنعتی پیشون کے ذریعے سے جو حال مین نہایت ہی تعجب خیز عجلت کے ساتھ ترقی پذیر ہوئے ہین زندگی بسر کرتے ہین - اگر کوئی ناصح وادیب اِس حصۂ ملک مین جوشِ ہمدردی سے سفر کرے تو اُسکو کافی و وافی مصالح ملیگا کہ دنیوی حشم وجاہ کی ناپائداری اور روز بروز بے پروائی سے زندگی بسر کرنے اور غمِ فردا نہ کرنے کی حماقت کی نسبت تلقین کے خیالات کا اظہار کرے - جنوبی حصے مین اُسکے برعکس علاقون مین پیشتر کی نسبت زیادہ تر مستعدی ظاہر ہوتی ہے - قریب قریب کُل مالکان اراضی کم سے کم ایک حصہ اپنی جائداد کا جوتتے بوتے ہین - اور رُوس کے مزارعین کو بآسانی وہ زمین ٹھیکے پر دے سکتے ہین جسکو وہ اپنے آپ بونا نہین چاہتے - بعض نے طرزِ میٹیج کا قاعدہ اختیار کر لیا بعض لوگ کسانون کے ذریعے سے چند سکّے فی ایکڑ کے حساب سے کھیت کا کام لیتے ہین - اور اِن مین سے بہتون نے کامیابی کے ساتھ مغربی یورپین طریقے پر مزدورون کے ذریعے سے کھیتون کا انتظام کر لیا - بعض اضلاع مین جہان آبادی کی کثرت ہے مالکان اراضی کا قاعدہ ہے کہ اپنی کُل اراضی کو ٹھیکے پر دے دیتے ہین اور اس سے اُنکو بڑی آمدنی ملتی ہے - روسی کسان اپنی ہی ذمہداری زراعت کے نقصان اور قسمت آزمائی کو رکھتا ہے اور وہ زمین کے لیے سنگین لگان دینا زیادہ پسند کریگا بہ نسبت اِسکے کہ خود مزدوری کرے -

جن علاقون مین مزدورون اور شائستہ طرز زراعت سے کام لیا جاتا ہے وہ قریب قریب کُل سیاہ مٹی کے شمالی حصے مین پائے جاتے ہین - مقام مذکور کی زمین زرخیز ہے محنت مزدوری اُسکے مقابل مین کثرت سے ہے - آب و ہوا معتدل اور پیداوار کی فروخت کے لیے بازار بہت پاس پاس ہین - اِس امر کے اظہار کے لیے کہ اِس مقام کے کسی مالک اراضی کے امکان مین یہ بات ہے کہ بہت بڑی بڑی ترقیان کرے اور اُنکے ذریعے سے بہت کچھ آمدنی بڑھا سکے - مین جرأت کرکے اِس مقام پر چند امور ایک شہزادے کی جاگیر مملوکہ کی بابت بیان کرتا ہون - اِن صاحب کے نام سے وہ سب لوگ واقف ہین جنکو رُوس کی زراعت کی ترقی کا دلی خیال ہے - آزادی غلامی کے قبل سالانہ آمدنی

چار ہزار چھ سو تیرہ روبل سے اکیس ہزار چھ سو انسٹھ روبل تک گھٹتی بڑھتی گئی اور دس سال کے اوسط سے چودہ ہزار تین سو پچاس روبل کی رقم وصول ہوئی - بعد آزادی جب کہ نصف سے کسی قدر زیادہ اراضی کسانون کو دے دی گئی تھی باقی ماندہ زمین سے اوسط آمدنی اٹھائیس ہزار نو سو چھیانوے روبل ہوئی یعنی نصف حصے مین دونی سے زیادہ رقم اُس رقم کی نسبت وصول ہوئی جو غلامی کے زمانے مین پورے علاقے مین وصول ہوتی تھی - اگر ہم اِس رقم مین وہ رقم شامل کر دین جو اُس زمین کے لیے لیجاتی تھی جو کسانون کو دے دی گئی تھی تو معلوم ہو کہ سالانہ آمدنی جاگیر سے چھتیس ہزار سات سو گیارہ روبل وصول ہوئی - یعنی جو رقم قبل آزادی وصول ہوتی تھی اُسکی ڈھائی گنی وصول ہوئی - اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ تشریحی بیان پڑھتے پڑھتے ناظرین تھک جائینگے تو مین اکثر اُسی قسم کی اور حالتین بیان کرتا جن مین طرز قلبہ رانی و زراعت کو بدرجۂ غایت ترقی ہوئی اور آمدنی بہت زیادہ بڑھ گئی - مگر اِن مثالون سے ہمکو عجلت کے ساتھ کوئی عام نتیجہ نہ نکالنا چاہیے کیونکہ اُنسے کوئی کُلیہ قاعدہ نہین ظاہر ہوتا ہے مگر قاعدۂ عام کی مستثنیات - جو علاقے میرے خیال مین اِسوقت آتے ہین اُن کل مین آزادی کے قبل ہی تیاریان کی گئی تھین کہ غلامی کی جگہ آزادانہ محنت قائم کیجائے - اور مالکان اراضی سب بڑے اعلیٰ درجے کی قابلیت اور مستعدی اور استقلال کے لوگ تھے - اور اُسکے علاوہ اِن مین بعض بعض کو کارکردگی سے واقفیت بھی خوب ہو گئی تھی - مگر بدقسمتی سے ایسے لوگون کی تعداد کم تھی - امرا کے اگلے طرز معاشرت اِس قابل نہ تھے کہ جن عادات سے کاشتکاری مین کامیابی حاصل ہو سکتی ہے اُنسے واقفیت حاصل کر سکین -

اِس ملک کے معمولی درجے کے مالکان اراضی کی نسبت میرے نزدیک یہ امر کہا جا سکتا ہے کہ گو اُنکی آمدنی کو عام طور پر آزادی کے قانون سے کچھ ایسا بڑا نقصان نہین پہونچا تھا - اور گو وہ واقعی اِسقدر زیادہ نہین تھی جیسی اوپر کی مثالون مین معرض بیان مین آئی - مگر بہرکیف ہر حالت مین جس مین مین نے کوئی معتبر بنیاد رائے قائم کرنے کی پائی مجھے معلوم ہوا کہ آمدنی گھٹی نہین بلکہ بڑھتی گئی - مثلاً صوبہ ریازان مین مجھے ایک بڑا علاقہ

جس مین آمدنی اور خرچ کی کُل مدین ہوشیاری کے ساتھ سالہاسال سے برابر تاریخ وار درج ہین۔ اِس انبار اور پریشان کاغذات کو مرتب کرکے ذیل کا نتیجہ حاصل ہوا۔ آزادی کے قبل ہی کے آٹھ برسون مین اوسط آمدنی آٹھ ہزار چار سو پینتالیس رُوبل تھی۔ اور چار سال بعد آزادی غلامان کے صرف پانچہزار ایک سو چھیاسی رہگئی۔ اور اُسکے بعد کے چار برسون مین تیرہ ہزار ایک سو نوے تک بڑھ گئی۔ آزادی غلامی کے بعد کے سنین مین آمدنی کی کمی اُس چندروزہ بدنظمی سے پیدا ہوئی تھی جو کوشش اصلاح کے سبب سے پیدا ہوئی تھی۔ جس غلام نے کئی سال تک کارندے کا کام کیا تھا وہ مثل سابق اپنا کام برابر بدستور کرتا تھا اور ہر قسم کی نئی ایجادون سے اُسکو ایک دلی تنفر تھا۔

بھیئتِ مجموعی مجھے یقین ہوتا ہے کہ اِس ملک کے مالکان اراضی اُس سے زیادہ مقدار آمدنی پاتے ہین جو اُنکو قبل آزادی ملتی تھی مگر مین یہ نہین کہہ سکتا کہ اُنکی اصلی حالت مین کیا ترقی ہوئی ہے۔ زندگی بسر کرنے کے وسائل بہت گران ہوگئے ہین۔ خاص کر اُن لوگون کو جو جاگیر پر بسر کرتے ہین اور طرز تمدن کا کام سابق کی نسبت اِس قدر زیادہ پیچیدہ اور جفاکشی کا کام ہوگیا ہے کہ کوئی مقابلہ نہین ہو سکتا۔

اِس قطعے کے جنوبی حصے مین مالکان اراضی کی حالت کسی قدر مختلف تھی اور اب بھی ہے موضعون کی آبادی بہت ہی کم ہے اور اِس مین خاص کر سرکاری کسان اور ممالک غیر کے نوآباد لوگ ہین جنکے پاس اُنکی خاص زمین کثرت سے ہے اور کوئی وجہ نہین کہ وہ کسان یا مزدور بن بیٹھین۔ بڑے بڑے علاقون مین عموماً کوئی مقام ایسا نہ تھا جسکو شعرا اپنے مبالغے مین بھی عمارت یا رئیس کا محل کہہ سکتے۔ آزادی غلامی کے وقت مین وہ علاقے دو کامون کے لیے خاص کر استعمال کیے جاتے تھے۔ یا تو اُونی کپڑون کی تیاری کے لیے وہان بھیڑیان رہتی تھین۔ اور یا اُن لوگون کے لیے رکھے جاتے تھے جو زراعت کے معاملات مین اولوالعزمی ظاہر کرتے ہین جنکو رُوس کی اصطلاح مین پوشوچکی کہتے ہین۔ یہ لوگ تین یا چار فصلین بلا کسی صرف محنت کے پیدا کرتے ہین۔ اور بعد ازان آٹھ دس سال تک زمین کو افتادہ رکھتے ہین۔ زمین جوتنے کے اِس طریقے سے جو مالکان اراضی کی آمدنی مین بہت

قلت ہوئی اُسکا حال ذیل کے واقعے سے بخوبی روشن ہوتا ہے۔ ۱۸۶۲ء مین مین باہر کے ایک ضلع مین سفر کر رہا تھا جہان گیہون بونے کی رسم اب تک جاری ہے۔ وہان مین نے دیکھا کہ سرکاری اراضی کے بڑے بڑے میدان فی ایکڑ تین پنس* کے حساب سے لگان پر دیے گئے ہین۔ اور اس زمین کا ایک بہت بڑا حصہ زرخیز و شاداب ہے۔

گذشتہ چند برسون مین اِس حالت مین بہت بڑا تبدل واقع ہوا مگر اِس تبدل کے اسباب مین آزادی غلامان خانہ زاد کا بھی تھوڑا سا حصہ ہے۔ اول کی عمدہ قیمت بہت ہی گھٹ گئی لہذا بھیڑیون کے لیے میدان رکھنے سے اب اِس قدر فائدہ معلوم۔ اِسکے ساتھ ہی ریلوے کے سلسلے کی وسعت اور بحر اسود و بحر آزاف کے ساحلون سے جو تجارت کا مال باہر جاتا ہے اُسکی ترقی سے گیہون اور السی کی زراعت مین پیشتر سے زیادہ فائدہ ہوتا ہے بھیڑیون کے لیے میدان رکھنے اور گیہون بونے کے ابتدائی طریقے کے عوض اب زراعت کی ترقی ہے اور اِس تبدل کا نتیجہ بدیہی یہ ہوا کہ زمین کی قیمت اب بہت بڑھ گئی۔ گرانی قیمت یہان اِس قدر زیادہ نہین ہے جس قدر سیاہ مٹی کے شمالی حصے مین ہے مگر میرے نزدیک مالکان اراضی کا جو نقصان آزادی غلامان خانہ زاد سے ہوا اُسکا اُس سے کافی معاوضہ ہو گیا۔ مگر یہ امر تسلیم کرنا چاہیے کہ اِس ملک کے مالکان اراضی جو اصل طور کی کاشتکاری کی کوشش کرتے ہین اُنکو اب بھی سخت مشکلات سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے اور اِن مشکلات مین خاص مشکلات یہ ہین کہ خشک سالی ہوتی ہے۔ اور محنت مزدوری کی قلت ہے عموماً یقین کیا جاتا ہے کہ خشک سالی کی مشکل ایسی ہے کہ کسان کی قوت سے اُسکا دفعیہ خارج ہے۔ کہا جاتا ہے کہ زمین کی خشکی جنگلون کے نہ ہونے سے ہے۔ اور اُسکا علاج صرف یہ ہے کہ باغات کثرت سے لگائے جائین اور جیسا کہ مین نے بیان کیا ہے گورنمنٹ نے مختلف تجویزین سوچین جو اِس مسئلے پر مبنی تھین۔ اِس امر کے تصفیے کو مین خاص واقفکار لوگون کی رائے پر چھوڑ دونگا کہ چند سو یا چند ہزار ایکڑ مصنوعی جنگل بصرف زر خطیر لگانے سے ایسے ملک کی آب و ہوا مین تبدل کیونکر واقع ہوگا جس مین ہزارہا میل مربع زمین ہے

* تین پنس کے دو آنہ ہوئے۔

مگر اِس قدر ضرور کہونگا کہ اِسکا ایک اور علاج بھی ہے۔ گو جنگلون کا ساعظیم الشان نہو مگر موثر تو ضرور زیادہ ہے۔ وہ صِرف یہ ہے کہ ہل گہرا چلایا جاے۔ اور طرز قلبہ رانی مین عام طور پر ترقی کیجاے۔ مِنُونائیٹ نوآبادی قائم کرنے والون نے مجھ سے اکثر کہا ہے کہ اُنکو اپنے قرب وجوار کے کسانون سے متواتر خشک سالی مین بھی بہت کم نقصان اُٹھانا پڑتا ہے۔ اور اُسکا سبب بجز اِسکے اور کچھ مجھے نہین معلوم ہوتا کہ زمین کو مِنُونائیٹ لوگ اپنے ہمسایون کی نسبت زیادہ عمدگی سے جوتتے ہین۔

زمین کی خشکی سے زیادہ مشکل خشک سالی سے واقع ہوتی ہے۔ قحط باران کبھی کبھی واقع ہوتا ہے مگر مزدورون کی قلت ہمیشہ دِقت مین ڈالا کرتی ہے۔ چونکہ عموماً یہ امر خیال کیا جاتا ہے کہ اچھے مزدور ملنے کی دِقت ملک کے ہر حصے مین ترقی زراعت کے سدباب کا خاص سبب ہے لہذا بہتر ہوگا کہ قبل اِسکے کہ اُن خاص دِقتون کا بیان کیا جاے جس سے اِس ملک کے کسانون کو مقابلہ کرنا پڑتا ہے اِسکی نسبت چند امور عام طور پر بیان کیے جائین۔

اِس امر مین مالکان اراضی آجکل متفق اللفظ والبیان ہوکر تمام ملک مین شاکی ہین۔ لوگون کی راے ہے کہ کِسان آزادی غلامان خانہ زاد کے زمانے سے سست اور غافل اور شراب خواری اور اپنے شرائط کے پورا کرنے مین بے شرمی کے ساتھ بے ایمانی کرنے کے عادی ہوگئے ہین یہان تک کہ پُرانی اور ابتدائی حالت کے طرز سے بھی زراعت کرنا مشکل ہے۔ اور طرز قلبہ رانی و زراعت مین نئی باتون کی ترقی کرنا تو بالکل ہی محال ہے۔ یہ امر قابل تسلیم ہے کہ یہ عذر اور اِسی قبیل کے اور عذر بالکل بے بنیاد نہین ہین۔ اِن باتون مین ذرا بھی شک نہین ہے کہ رُوس کے مزارعین عموماً حتی الوسع بہت ہی کم محنت کرتے ہین۔ اور اُنکو کام کی عمدگی کی نسبت اُسکی مقدار پر زیادہ توجہ ہے۔ وہ اپنے آقا کی جائداد کی نسبت اکثر بہت بے پروائی اور غفلت ظاہر کرتے ہین۔ بعض اوقات پیشگی روپیہ لے لیتے ہین اور کبھی صدق سے اپنے وعدون کو پورا نہین کرتے۔ اکثر مزارعین کبھی کبھی بادہ خواری مین افراط کرجاتے ہین اور اُن مین سے اکثر مستعد رہتے ہین کہ کِسی قسم کی چوری کر بیٹھین جب کبھی اُنکو اِسکا اچھا موقع ہاتھ آجاے۔ اِسکے برعکس متعصب لوگ جنکو تجربہ نہین ہے اور

فرضی باتون کے عاشق اور کسانون کے جنبہ دار ہین چاہے جو کہین مگر اِسکے صحیح ہونے مین شک نہین ہے - اور اگر اِسکے برعکس کوئی امر ظہور پذیر ہوتا تو تعجب کی بات تھی کیونکہ اِس قسم کے امور عجیبہ کم وبیش دنیا کے ہر ملک مین اکثر واقع ہوتے ہین - علی الخصوص ایسے ملکون مین جہان قاعدۂ غلامی حال ہی مین منسوخ ہوا ہو اور لوگون کی دماغی اور اخلاقی تعلیم کی ترقی کی جانب کُلّی غفلت عمل مین آئی ہو - مگر یہ خیال کرنا غلطی کی بات ہے کہ قصور کے ملزم بالکل مزارعین ہی ہین یا یہ خیال کرنا کہ یہ امور بدرجۂ انتہا مانع ہین کہ آزادانہ محنت کے اصول پر زراعت کا علمی وعقلی طرز جاری کیا جاے - اور یہ خیال کرنا بھی کچھ کم غلطی نہین ہے جیسا کہ مزارعین کی جماعت مین زیادہ تر خیال ہے کہ اگرچہ زیادہ تر سختی کرین یا پروانہ ہاے راہداری دینے کے طریقے مین ترقی کیجاے تو یہ دقتین بہت کم ہوجائین بلکہ یکقلم دور ہوجائین

کرایے کے مزدورون کے ذریعے سے کاشت کرنے مین بھی اِنسان کو اور کاروبار ہون کی طرح کسی قدر واقفیت اور متانت راے اور عاقبت اندیشی اور حکمت عملی کی ضرورت ہوتی ہے اور ملکون کی طرح رُوس مین بھی نوکرون کی تقرری مین یہ امر ضروری ہے کہ انتخاب ہوشیاری کے ساتھ کیا جاے اور اُنکو ایسی حالت مین رکھے کہ وہ اپنی ملازمت کی قدر کرین اور اُنکو خوف ہو کہ مبادا نوکری جاتی رہے - اور اِن سب کے بعد آقا کو ہر دم وہر لحظہ ہدایت کرنا اور خبرداری رکھنا ضرور چاہیے - الغرض ملازمون کے ساتھ اِس طرح کا برتاؤ نہ کرنا چاہیے جیسا کلون کے ساتھ کیا جاتا ہے - بلکہ ایسا جیسا اُن لوگون کے ساتھ کیا جاتا ہے جنکا میلان طبع یہ ہوتا ہے کہ اپنے ذاتی فوائد کے مطابق جو فوراً حاصل ہونے والے ہین زیادہ تر کارروائی کرین بنسبت اِسکے کہ اخلاق کے مسائل اعلیٰ کے موافق کاربند ہون - رُوس کے زیادہ تر مالکان اراضی اِس سادے مسئلے کو ناقص طور پر سمجھتے ہین - وہ ظاہرا یہ خیال کرتے ہین کہ اُنکا کام صرف اِس قدر ہے کہ شرائط کرلین اور احکام جاری کرین - اور باقی امور کو مزدورون کی ذہانت اور خالص تدین پر چھوڑدین کفایت شعاری کے خیالات باطلہ سے وہ اکثر ارزان اُجرت کے مزدورون کو منتخب کرتے ہین اور اُنکی اور قابلیتون کی جانچ نہین کرتے یا مزارعین کی افلاس اور تنگدستی سے فائدہ ومنافع اُٹھاتے ہین - اور اُن سے ایسے شرطنامے کرتے ہین جو ممکن نہین کہ وہ کسی طرح پورے

کرسکین۔ مثلاً موسم بہار مین جب کہ کسان کے پاس نہ کچھ کھانے کو ہے اور نہ روپیہ ٹکس کے ادا کرنے کو۔ تو وہ اُسکو کچھ روپیہ قرض دیتے یا کسی قدر موٹا جھوٹا کھانا دیتے ہین اور اُس سے خواہش کرتے ہین کہ موسم گرما مین اُسکے عوض اِس قدر محنت کریگا جو کھانے کی قیمت اور قرض کے روپیہ سے بدرجۂ اتم زیادہ ہو۔ اِن حالتون مین مزارعین خوب جانتے ہین کہ یہ شرائط اُنکے حق مین ازبس مُضر ہین مگر وہ کر کیا سکتا ہے۔ اُسکو اپنے اور اپنے عیال و اطفال کی پرورش کے لیے کچھ چاہیے۔ اور دیہات کے حکام اُسکو دھمکی دیتے ہین کہ اگر بقیہ مالگزاری نہ ادا کیا تو تجھپر کوڑے پڑینگے اور تیری گائین بیچ ڈالی جائینگی۔ مایوسی مین وہ شرطین قبول کرلیتا ہے۔ روپیہ پیشگی پاتا ہے۔ اور اِس طرح بُرے دِنون سے ذرا بچ جاتا ہے اور اِس خیال سے اپنے کو تسلی دیتا ہے کہ شاید خدا ایسا کرے کہ دِن بہورین۔ جب شرائط کے پورا کرنے کا وقت آتا ہے تو اُسکی دقّتین پہلے سے بھی زیادہ سخت ہوجاتی ہین۔ شرطنامے کے موافق اُسکو مالک اراضی کے لیے قریب قریب تمام گرمی بھر محنت کرنی چاہیے مگر اِس عرصے مین اُسکے اور اُسکے عیال و اطفال کے پاس کھانے بھر کو بھی نہین ہے۔ اور آیندہ موسم سرما کے لیے بھی بے سروسامانی ہے۔ ایسی حالت مین ذرا بھی تعجب کی بات نہین ہے کہ وہ شرطنامے سے ہر طرح پر محفوظ رہنے کی کوشش کریگا۔ اِسکے برعکس مالک اراضی کی تدبیرین کسان کے سبب سے خاک مین ملجاتی ہین۔ اور وہ غُل مچاتا ہے کہ قانون مین اور زیادہ سختی کیجاے۔ اور کوئی ایسی تدبیر طرز نظمی مین عمل مین آئے جو کسان کو مجبور کرے کہ اپنی شرطین پوری کرے مگر یہ خیال کرنا مشکل ہے کہ غلامی کے پُرانے قاعدے کے علاوہ اور کسی مدنی طرز انتظام سے شرائط کے پورا کرنے پر مزارعین مجبور ہوسکتے ہین۔

اِس بیان سے میرا یہ منشا نہین ہے کہ جو کسان طرز مندرجۂ بالا کے مطابق عملدرآمد کرتے ہین اُنکو جُرم سے بری کرون اور یہ امر مین فوراً تسلیم کرونگا کہ اُنکی نازک حالت اکثر اوقات اُنکی ناعاقبت اندیشی کا نتیجہ ہوتی ہے۔ میرا مطلب اِس بیان سے یہ ہے کہ جو مالکان اراضی ایسی شرطین کرتے ہین اور بعد ازان مایوس ہوجاتے ہین اُنکا خود ہی

قصور ہے - اُنکو چاہیے کہ ایک دن کی محنت کے لیے عملی جنگلی اُجرت دین - اور صرف ایسی شرطین کرین جنکو مزارعین حالت موجودہ مین بخوشی خاطر قبول کرسکین - ناعاقبت اندیشی کے ساتھ شرطین کرنا اور قانون کی قوت پر بھروسا کرنا کہ قانون سے شرطین پوری ہوجائینگی ایک ایسی حکمت عملی ہے جو دُنیا کے ہر ملک کو ہمیشہ دیوالیا کردیتی ہے - انگلستان تک مین جسکو اکثر اس فشن کے مالکان اراضی خوش نصیب ملک کہتے ہین (کیونکہ اُس مین قانون کا اعزاز کیا جاتا ہے - اور عہد شکنی کی بہت سخت سزا دیجاتی ہے) اگر کوئی زمیندار ایسا دیوانہ ہوجاے کہ کھیت کے مزدورون کو دو تین برس پیشگی دیدے جیسا بعض روسی مالکان اراضی نے میرے علم ویقین مین کیا ہے تو اُسکو بہت جلد مجبور ہوکر زمینداری چھوڑ دینی پڑے اور کوئی اور پیشہ اختیار کرنا پڑے جو اُسکی کم تجربگی کے مطابق ہو -

یہ کہنا کہ قصور کے ملزم کسان ہی بالکل نہین ہین صرف ایسا نتیجہ نہین ہے جسمین معلول سے علت ثابت کی گئی ہے بلکہ تجربے سے اِسکا کامل ثبوت مِل گیا ہے - ملک کے ہر حصے مین مجھے معلوم ہوا کہ اس قسم کی شکایت وہ مستعد اور سرگرم اور ذکی الطبع مزارعین کبھی شاذ ہی کرتے ہین بلکہ نہین کرتے جو تمام سال اپنی جاگیر پر بسر کرتے ہین شکایت کرنے والے خاصکر وہ لوگ ہین جنکو خیال ہوتا ہے کہ جاگیر کا انتظام ماتحتون کے سپرد کردیا جائے - زمینداری ایک ایسا پیشہ ہے جو سرکاری ملازمت کے ایسے عہدون سے مشابہت رکھتا ہے جنکے عہدے دار صرف بڑی بڑی تقریبون مین صورت دکھایا کرتے ہین اور کام کاج ندارد -
اِس امر کی نسبت جو شہادتین مَین پیش کرسکتا ہون اُنمین مَین صرف ایک شہزادے کی محدود مثال دونگا جنکی نسبت مَین نے اوپر ذکر کیا ہے - وہ صاف صاف بیان کرتے ہین کہ آٹھ برس کے عرصے مین اُنکو کبھی موقع نہین مِلا کہ اِن مزارعین سے سخت ناراضی کا باعث ہو جنکو اُنھون نے نوکر رکھا تھا اور نہ کبھی اُنکو حکام سے رجوع لانے کا موقع ملا -

چونکہ روسی کسانون کی انتہا سے زیادہ کاہلی کی نسبت جو قابل اصلاح نہین ہے بہت کچھ کہا اور لکھا گیا ہے لہذا مین اِس مقام پر چند امور اُسکی نسبت بیان کرونگا - اِس مین شک نہین کہ کسان اپنی حرکات وسکنات سے بہت ہی سُستی ظاہر کرتا ہے اور

انگلستان کے کسانون تک سے زیادہ کاہل ہے۔ مگر مالکان ارضی کو یہ استحقاق نہین ہے کہ
انکی سستی پر لعن طعن کرین یا برا بھلا کہین۔ کسان مالکان ارضی سے عجب عجب طرح کی دلیلین
پیش کرتا ہے۔ مثلاً سینٹ پیٹرسبرگ کے حکام جو کسانون کی سستی کی نسبت ہجو کے مضامین و
رسالجات لکھتے ہین سمجھتے ہین کہ انکے لیے اپنے دفترون مین تین چار گھنٹے کام کرنا دن بھر
کے واسطے کافی محنت ہے۔ اور اسمین بھی ایک بہت بڑا حصہ چرٹ پینے کے وقت کا بیکار
کام مین صرف ہوتا ہے۔ اصل یون ہے کہ روس مین زندگی بسر کرنے کے لیے اس قدر
سختیان نہین اٹھانی پڑتی ہین جس قدر ان ملکون مین جو بہت آباد ہین۔ اور سوسائٹی
اس طرح پر قائم ہوئی ہے کہ سب کے سب بلا جفاکشی و محنت شاقہ کے بسر کر سکتے ہین۔ پس جو
سیاح مغرب سے آتے ہین وہ روسیون کو ایک کاہل اور سست قوم سمجھتے ہین۔ مگر اس
ملک مین اور ملکون کی طرح ہر امر مقابلے پر منحصر ہے۔ اگر سیاح مشرق سے آیا ہے اور خصوصاً
اگر وہ کچھ زمانے تک چوپانی قومون مین رہا ہے تو روسیون کو وہ ایک بہت ہی مستعد و سرگرم
اور جفاکش قوم تصور کریگا۔

اس امر مین انکا چال چلن انکے ملک کی حالت جغرافیہ سے مطابقت کرتا ہے۔
مغربی یورپ کے محنتی اور جفاکش آدمیون اور سست و بے ادب اقوام چوپانی میدان اسٹیپی
کے درمیان مین انکا درجہ ہے۔ انمین یہ قابلیت موجود ہے کہ کوشش متواتر و موفور سے
بہت کچھ کام کر سکتے ہین۔ فصل درو کے وقت مزارعین کو جانچین۔ اور سینٹ پیٹرسبرگ کے
حکام سے ملین جب کہ کوئی قانونی تجاویز کسی وقت محدود مین شہنشاہ کے حضور مین پیش
ہونے والی ہون۔ مگر انھون نے ابھی تک جم کے محنت کرنے کی عادت نہین سیکھی ہے اگر
انکے امکان مین ہو تو ایک دھکے مین تمام دنیا کو تہ و بالا کر دین مگر وہ استقلال اور انتہا کی
استبداد انکے مزاج مین نہین ہے جو قوم ٹیوٹانک کی اصلی خاصیت مزاجی ہے۔

اب اس بحث سے قطع نظر کرکے یہ امر تسلیم کرنا چاہیے کہ سیاہ مٹی کے جنوبی حصے مین
مالکان ارضی کو خاص خاص دقتون سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ اس ملک مین جیسا کہ اوپر ذکر
ہو چکا ہے آبادی بہت ہے اور زراعت کا کام جاننے والے مزدورون کی قلت کا کچھ یون ہی سا

معاوضہ اس طرح پر ہوجاتا ہے کہ شمال کی جانب سے موسم گرما مین لوگ ہر سال وہان جاتے ہین زمین کے تیار کرنے اور غلہ بونے کے لیے معمولی آبادی کافی ہے۔ مگر فصل درَو کے واسطے بیوپاری لوگون کی خدمات کی ہمیشہ ضرورت ہوتی ہے اور جبکہ فصل کثرت سے ہوتی ہے تو اُجرت اسقدر گران ہوجاتی ہے کہ مالک ارضی کو بعض اوقات افسوس کرنے کی وجہ خاص ہوتی ہے کہ غلہ اس مرتبہ کیون اس قدر انتہا کی کثرت سے پیدا ہوا۔ مین کم سے کم ایک مرتبے کا حال جانتا ہون کہ فصل غیر معمولی طور پر اس کثرت سے پیدا ہوئی کہ بہت سے زمیندار تباہ ہوگئے۔ یہ ۱۸۹۶ء مین صوبہ سمارا مین واقع ہوا تھا۔ فصل اس کثرت سے ہوئی کہ درَو کا خرچ فی ایکڑ بہ پچیس ۲۵ شلنگ* ہوگیا اور اُسکے بعد مسلسل بارش باران سے غلہ خراب ہوگیا یہان تک کہ درَو مین جو اخراجات کیے گئے تھے وہ خاک مین ملگئے۔ جب کوئی سانحۂ ارضی یا سماوی نہین بھی واقع ہوتا ہے تب بھی درَو کے اخراجات مین کُل زر فوائد و ماحصل صرف ہوجاتا ہے۔ اُجرت کے اس تبدل و تغیر سے محفوظ رکھنے کے لیے اکثر مالکان ارضی ابتدائے موسم بہار مین اپنے گماشتے شمال کی جانب بھیجتے ہین تاکہ درَو کے وقت فصل کاٹنے کے لیے قلیون کو شرح مناسب پر کرایہ کرلین۔ یہ گماشتے بلا دقت میلون مین کسانون کو کرائے پر مقرر کرلیتے ہین۔ اور حکام دیہات سے اُن کسانون کی خدمتون کے لیے شرائط کرلیتے ہین جنکے ذمے بقیۂ لگان واجب الادا ہے۔ مگر اس کُل کارروائی مین اُنکی کوششون سے ایسے نتائج نہین نکلتے جنکی عملدرآمد ہوسکے۔ کرایہ کے قلی وقت مشروطہ پر حاضر ہوجاتے ہین گر وہ صرف چند روز کام کرتے ہین اور جیسے ہی وہ سُنتے ہین کہ پڑوس کا کوئی مالک ارضی یا کسی اور ضلع مین کوئی شخص زیادہ نرخ اُجرت دیتا ہے تو فوراً سب کے سب مل کے بھاگ کھڑے ہوتے ہین۔ حکام سے رجوع لانا قریب قریب بیکار ہے کیونکہ قبل اسکے کہ کوئی تدبیر کیجائے کہ کسان مجبور ہوکر اپنی شرطین پوری کرین درَو کا زمانہ گذر جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ کسانون سے نقصان کا معاوضہ پانا محال ہے۔ جو لوگ گورنمنٹ سے امید رکھتے ہین کہ کُل نقصون کے دور کرنے کا علاج کریگی اُنکی رائے ہے کہ اگر پروانۂ راہداری کے انتظام مین زیادہ پیچیدگی کیجائے تو یہ نقص دور ہوجائے۔ مگر مستعد اور

* شلنگ یعنی اٹھنی۔

تیز طبع مالکان اراضی اِس سے زیادہ معقول اور موثر علاج کر لیتے ہین۔ اور ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لوگ اِس مسئلے کو عنقریب حل کرنے والے ہین۔ کسی قدر اوائل فصل اور کسی قدر بعد گیہون بونے سے اور دِرَو کی کلین جاری کرنے سے انھون نے اپنے لیے چوپانی قومون کی مدد سے آزادی حاصل کر لی۔ اِس عرصے مین آبادی بہت ہی زیادہ بڑھتی گئی۔ یہان تک کہ ظن غالب ہے کہ تھوڑے ہی زمانے مین مزدورون کے دستیاب ہونے کی دقت خود بخود جاتی رہیگی۔

اب اختتام مین غالباً ناظرین کے خلاف نہوگا کہ مین وہ عام راے ظاہر کردون جو آزادی غلامان خانہ زاد کے نتائج متعلقۂ تدبیر منزل کی نسبت قائم ہوئی تھی جہان تک کہ مالکان اراضی کا اُس سے تعلق تھا۔

شمالی حصۂ زراعتی کے مالکان اراضی کا غلامی کے دور ہونے سے بڑا بھاری نقصان ہوا۔ اور قریب قریب سب نے زراعت کو ترک کر دیا کہ اِس پیشے مین اب کوئی فائدہ نہین ہے اِنمین چند علاقہ دارون نے اب ایک اور ہی معقول طریقے سے زراعت کا پیشہ از سر نو شروع کر دیا۔ بعوض اِسکے کہ جس قدر زمین ممکن ہو جوت ڈالین۔ اور جو محنت اُسپر صرف کی گئی ہے اُسکا لحاظ ہی نہ کرین۔ وہ زراعت کو بمقابلۂ سابق بہت ہی کم مقدار مین محدود کرتے ہین اور کوشش کرتے ہین کہ عمدہ طرز سے زمین کی کاشت کرین۔ بعض کہتے ہین کہ نتیجہ قابل اطمینان ہے مگر میرے نزدیک فائدہ اِس قدر زیادہ نہین ہے کہ بہت سے مالکان اراضی کو زراعت کرنے کی ترغیب ہو۔ اور مجکو یہ امر زیادہ تر ممکن الوقوع معلوم ہوتا ہے کہ اِس ملک مین اراضی قابل زراعت رفتہ رفتہ مزارعین کے ہاتھ مین چلی جائیگی۔ اور مزارعین اکثر اُسی اراضی سے ایک معقول رقم حاصل کرینگے جس سے مالکان اراضی کو نقصان پہونچتا تھا۔ یہ کارروائی شروع ہوگئی ہے۔ اور اگر زمین کے چھوٹے چھوٹے قطعے کم خرچ اور کم پابندی ضوابط سے خریدے جائین تو بہت جلد کارروائی ہونے لگے۔

اِسکے برعکس دو جنوبی ملکون کے مالکان اراضی نے میرے نزدیک آزادی غلامان خانہ زاد سے کوئی نقصان آمدنی نہین اُٹھایا۔ اگر اُن تبدلات تدبیر منزل پر خیال کیا جاے جو شروع سے واقع ہوئے ہین تو یہ راے صحیح ثابت ہو جاے۔ اِسمین شک نہین کہ اِن مین

بہت سے ایسے ہین جنکو غلامان خانہ زاد کے وقت سے بہت زیادہ آمدنی ہے۔ جن لوگون نے ضروری تبدلات کرلیے ہین کامیابی حاصل کی اُنکو معلوم ہوا کہ آزادانہ محنت سے اُس سرمائے کا معقول معاوضہ ہوجاتا ہے جو صرف کیا جاتا ہے۔ اور جو لوگ زمینداری کی کوشش نہین کرتے اُنکو اِس طرح پر محاصل کثیر ملتا ہے کہ کسانون کو اپنی اراضی لگان پر دے دیتے ہین۔

تاہم یہ امر قابل تسلیم ہے کہ اِن جنوبی ممالک تک مین بہت سے مالکان اراضی یہ بات کہ سکتے ہین کہ آزادی غلامان خانہ زاد نے اُنکو تباہ کرڈالا۔ اور اِسمین وہ کسی قدر حق بجانب ہین۔ پیشتر وہ اپنی جاگیر سے آرام کے ساتھ بسر کرتے تھے۔ اور کثرت سے غلہ تھا۔ اور قصبون ہین ہمیشہ رہتے تھے۔ اور اپنے علاقون سے اُنکو بڑی رقم حاصل ہوتی تھی۔ اور اب اُنکی کل جائداد غیر منقولہ نیلام کردی گئی تاکہ سخت تقاضا کرنے والے قرضخواہون کا مطالبہ واجب الادا ادا کردیا جائے۔ اِن امور سے بادی النظر مین ظاہر ہوگا کہ جو کچھ اوپر بیان کیا گیا ہے وہ غلط ہے مگر اصل مین اِس سے کسی امر کی تردید نہین ہوتی۔ مین نے یہ کبھی نہین کہا ہے اور نہ قصد ہے کہ یہ کہون کہ آزادی غلامان خانہ زاد نے بیوقوف مالکان اراضی کو اُنکی حماقت کے نتائج سے محفوظ رکھا۔ مین نے اپنے کل بیانات مین یہ دعویٰ کیا ہے کہ مالکان اراضی آزادی غلامان خانہ زاد کے وقت زردار تھے اور اُسکے بعد اُنھون نے بہت کچھ عاقبت اندیشی اور ذکاوت طبع سے کارروائی کی۔ جن مالکان اراضی نے اِن شرطون کو پورا نہین کیا اُنکا ذکر مین نے ابھی نہین کیا ہے مگر اب مین چند الفاظ مین اُنکا ذکر ختم کردونگا۔ جب تک غلامی اور اُسکے تعلقات غیر محدود باقی رہے تب تک بہت سے مالکان اراضی ہمیشہ مقروض ہی رہے۔ مگر اُنھون نے اِس طرح پر اپنے کو تباہی کے سمندر مین ڈوبنے سے بچایا جس طرح وہ سوداگر اپنے کو بچاتے جاتے ہین جو بالکل دوالیے ہین مگر اپنے تجارتی کارخانے کو تجارتی ہنڈی وغیرہ مایوسی کی تدبیرون کے ذریعے سے چلائے جاتے ہین۔ اِن لوگون کو آزادی غلامان خانہ زاد نے وہ دِن دِکھایا ہے جو ایک دِن اُس قسم کے تاجرون کو دیکھنا پڑتا ہے۔ اِس سے وہ اصل مین تباہ نہین ہوگئے مگر اِس سے اُنپر یہ ظاہر ہوگیا کہ وہ تباہ ہوگئے۔ اِن لوگون کی موجودہ حالت بعینہ ایسی ہی ہے جو آزادی کے وقت اتفاق سے متمول تھے مگر اُسکے بعد غفلت مین رہنے لگے اور آمدنی سے زیادہ صرف

کرنے لگے۔ اُنکو بھی اِس تبدل کی شکایت کا کسی قدر حق ہے جو واقع ہوا۔ کیونکہ جو غیر محدود تعلقات رسم غلامی خانہ زاد نے پیدا کرلیے تھے اُنمین وہ عزت کے ساتھہ بسر کرسکتے تھے اور اُنکے مرنے کا لوگون کو افسوس ہوتا اور اُن عدالتون کی صورت اُنکو نہ دیکھنی پڑتی جہان دِیوالیون کے مقدمے دائر ہوتے ہین۔

اِس سے ہمکو آزادی غلامان خانہ زاد کے اخلاقی اثر کے نتیجے پر نظر ڈالنی پڑتی ہے۔ مگر مین اِس مقام پر اِس وسیع اور مشکل بحث کا ذکر کرنا نہین چاہتا۔ مین نہین چاہتا کہ معلول سے علت ثابت کرون اور عام طور کے خیالات غیر ضروری سے ناظرین کو پریشان کرون۔ اور مین یہ اقرار کرنے کے لیے مجبور ہون کہ خاص تجربے سے مجھے اِسقدر کافی مصالح نہین ملا ہے کہ اِس امر کی وسعت کو صحیح طور پر جانچون۔ میرے نزدیک اخلاقی طرز سے اِس بحث پر نظر ڈالنے کا ابھی وقت نہین آیا ہے۔ ایک فیض بخش اخلاقی اثر البتہ کافی طور پر روشن ہے یعنی آزادی غلامان خانہ زاد نے مالکان ارضی کو مجبور کیا کہ اپنے گھرون کا انتظام کرین ورنہ سرسری طور پر خارج کردیے جائینگے۔ جو بے شمار حدین اُنکو بے وقوفی اور ناعاقبت اندیشی کے نتائج لازمی سے محفوظ رکھتی تھین اُنکے شکست کرنے سے وہ مجبور ہوگئے کہ اُن سادے ابتدائی اُصول پر زیادہ توجہ کرین جو ایک شائستہ اور اعلیٰ انتظام کی سوسائٹی کی بنیاد ہین۔

باب ستائیسوان

نتائج آزادی

۲-کسانون کے لیے

ایک سیدھا سادہ مسئلہ- اُسکے جواب دینے کی وقت- مغالطے- کسانون کی
راے- تین وجوہ- علاج- مجوزہ اصلاح مجالس دیہی- کسانون کی عدم تعین
لگان- کسانون کے خاندانون کی پھوٹ- آیندہ کی نسبت راے-

باب گذشتہ کے شروع مین مین نے عام طور پر بیان کیا تھا کہ آزادی غلامان خانہزاد کے نتائج کا صاف صاف ذکر کرنا مشکل امر ہے- اِس رفاہ عظیم کا جو اثر مزارعین پر پڑا تھا اُسکے بیان کرنے مین اب مجھے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مشکل انتہا کے درجے کو پہونچ گئی ہے- اِس امر کی نسبت اگر کوئی اجنبی آدمی صرف عام خیالات حاصل کرنا چاہے تو اُس سے یہ امید نہین ہوسکتی کہ صراحت او تشریح امور مین اُسکو لطف حاصل ہو- اور اگر اُسنے یہ دقت اُٹھائی بھی کہ ان امور کو توجہ کے ساتھ جانچے تو اُسکو اپنی محنت سے اصلی امور کی واقفیت کم ہوگی- رُوس کے دیہات کے طرز معاشرت اور رُوس کی عام تدبیر منزل کا انتظام ایسا انوکھا ہے اور مغربی یُورپ سے اسقدر مختلف کہ اگر اُس اراضی کی مقدار بھی پوری پوری معلوم ہو جائے جو کسانون کے قبضے مین ہے اور اگر وہ تعداد لگان بھی معلوم ہو جائے جو کسانون کو دینی پڑتی ہے اور زمین کی پیداوار اور غلّے کے نرخ وغیرہ امور کی واقفیت بھی ہو جائے تو بھی مزارعین کی اصلی حالت سے انگریزون کو صاف صاف آگہی نہوگی- وہ چاہینگے کہ عام نتائج کا صاف صاف اور مختصر و موزون حال معلوم ہو- سوال یہ ہوگا کہ آزادی غلامان خانہ زاد کے وقت سے کیا مزارعین کی اخلاقی اور اصلی حالت مین ترقی ہوئی ہے- یہی سادہ سوال وہ کرینگے اور اُنکو خواہ مخواہ امید ہوگی کہ اِسکا جواب بھی سادہ اور ترتیب وار ملیگا-

یہ ضرور خیال کیا جائیگا کہ جو شخص رُوس مین کئی سال تک رہا ہو گا اور جسنے بیشک اپنے وقت کا ایک معتدبہ حصہ اسمین صرف کیا ہو گا کہ بعد آزادی غلامان خانہ زاد اور اُسکے قبل زراعت پیشہ طبقون کے تعلقات باہمی کیا تھے۔ اور جسکو بہت بڑے موقعے ملے ہونگے کہ سرکاری نقشون اور ملک کے مختلف حصون کے زمیندارون اور کسانون سے سوالات کرے وہ ضرور ہے کہ مستعدی کے ساتھ کہیگا کہ ہان مین اسکا جواب دے سکتا ہون۔ تاہم گو یہ خیال ضروری اور کسیقدر صحیح بھی ہے مگر مین مجبور ہو کر عجز کے ساتھ اقرار کرتا ہون کہ گو مین نے وہ حالتین سب پوری کی ہین جنکا مین نے اوپر بیان کیا تھا لیکن مین مستعدی کے ساتھ اس امر کی نسبت کوئی قطعی راے نہین دے سکتا۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ جرأت کے ساتھ یہ اقبال کرنا پڑتا ہے کہ جو کوئی شخص توجہ سے اس بحث پر غور کریگا اور جوش تعصب اُسکو نہو گا اور اپنے تجربے سے نتیجے نکالیگا نہ کہ صرف پہلے ہی سے ایک بات کو دل مین جمالے وہ بھی اپنے کو غالباً اسی حالت مین پائیگا۔ اسمین تو ذرا بھی شک نہین ہو سکتا کہ مزارعین کی قانونی حالت نے بہت ترقی کی ہے اور اُنکو بہت سے موقعے ہین کہ اخلاقی اور عقلی ترقی برابر کرتے جائین مگر جب محقق اس سے باہر قدم رکھتا ہے اور دریافت کرنا چاہتا ہے کہ اس نئی قانونی حالت سے کہان تک فائدہ اُٹھایا اور ان نئے موقعون کو کہان تک لوگون نے اچھی طرح استعمال کیا تو اُسکو فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ اُسکے خیالات مین استحکام نہین ہے۔ اِدھر اُدھر اُسکو ایک آدھ گانون یا چھوٹا سا ضلع ملجاتا ہے جسکے باشندون نے بیشک بہت بڑھی ترقی کی۔ مگر اسکے برعکس اُسکو صدہا گانون اور ضلعے ایسے ملتے ہین جن مین اچھے اور بُرے نتیجے اسطرح غلط ہوتے ہین کہ کوئی نتیجہ مستخرج کرنا محال ہو جاتا ہے۔

سیئن ٹفک طرز سے اس بحث کا فیصلہ کرنے کے لیے یہ امر ضروری ہے کہ نقشون کی رو سے اسکا ثبوت ہو جائے کہ بعد آزادی غلامان خانہ زاد اور قبل آزادی کسانون کی حالت کیا تھی۔ مگر افسوس ہے کہ نقشون کا مصالح جو اصل مین مل سکتا ہے عموماً غیر صحیح ہے اور پریشان۔ اور اُسکا وہ حصہ جو غلامی کے وقت کی نسبت ہے ہماری اغراض موجودہ کے لیے قریب بیکار ہے۔ پس ہمکو مجبور ہو کر یہ ضرورت ہوتی ہے کہ عوام کے خیالات پر

جو راے مبنی ہو اُسکو عام طور پر قبول کرلین یا یون کہین کہ اُن لوگون کی شہادت کو مان لین جنکو غور کرنے کے اچھے اچھے موقعے ملے ہین - ان مستند لوگون کی فہرستین بہت کثرت سے ہین کیونکہ اُنمین وہ کُل مالکان اراضی عمر کی کسی حد تک شامل ہین جو ہمیشہ اپنے علاقون ہی پر بسر کیا کیے - مگر ان گواہون کی شہادت کی وقعت میرے نزدیک اِسقدر نہین ہے جسقدر لوگ عموماً سمجھے ہین - اِسکے بیان کرنے کے لیے مین اِس مقام پر کسیقدر اصل امر سے تجاوز کرونگا -

حال مین تربیت یافتہ روسی بڑی کثرت سے مغالطہا ے بے سروپا مین پڑے ہین - آزادی کے وقت اُنکی امیدین درجۂ اعتدال سے متجاوز تھین - اُنکو عقیدہ تھا کہ رُوس کو ترقی کا ایک نیا ڈھرّا ملگیا ہے جس سے وہ اُن قوانین کی سختی سے محفوظ رہینگے جن سے مغربی یُورُپ کے کام کاج کرنے والے گروہون پر بہت بار پڑتا ہے - اور اِس ڈھرّے سے اُن بیشمار سُوشَل بُرائیون سے رُوس ہمیشہ کے لیے محفوظ رہیگا جو مغربی یُورُپ مین ضرر رسان ہین - اور یہ عقیدہ بالکل ناتجربہ کارون کا سا عقیدہ تھا - جس اراضی کے وہ اصل مین قابض تھے وہ کسانون کے واسطے اُنھون نے تجویز کی اور مجالس دیہی کو سِلف گورنمنٹ سے قوت بخشی - اِن باتون سے لوگ خیال کرتے تھے کہ رُوس کی آیندہ کامیابی کی بنیاد کو بڑا استحکام پہونچا - مالکان اراضی کی آیندہ کیا قسمت ہوگی - اِسکی نسبت تو بڑے بڑے شک اُنکے دلون مین تھے - مگر وہ بیان کرتے تھے کہ مزارعین کی آیندہ قسمت مین تو کوئی شک ہو ہی نہین سکتا - مزارعین تو گویا ایک دم سے سر سے پانْون تک بدل جائینگے - اُنکی نئی حالت سے اُنکے خیالات کا طلسم ٹوٹ جائیگا - جب اُنکو معلوم ہو جائیگا کہ وہ آزاد ہین تو وہ کوشش کرینگے کہ اپنی حالت کو ترقی دین - زراعت کو ترقی ہوگی - افتادہ اراضی مین تردد ہوگا - مویشیون کی تعداد بڑھجائیگی - غلامی خانہ زاد سے جو پُرانی بُرائیان پیدا ہوتین اور ترقی پاتی تھین وہ غائب ہو جائینگی اور نئے طرز انتظام دیہات سے عوام کی حالت مین ترقی ہوگی - الغرض امید یہ تھی کہ آزادی غلامی سے فوراً اور معاً دیہاتیون کے طرز معاشرت اور چال چلن مین پورا پورا تبدل و تغیر

پیدا ہو جائیگا اور مزارعین فوراً جفاکش ہو جائینگے اور مُنشّی اشیا کو ترک کر کے ایسے بن جائینگے کہ کسان اور لوگون کے لیے نمونہ ہونگے۔

یہ امیدین پوری نہین ہوئین۔ ایک سال گذر گیا۔ پانچ برس گذر گئے۔ دس برس منقضی ہوئے مگر جس انقلاب کی امید تھی اُسکا کہین پتہ بھی نہین۔ اسکے برعکس بعض ایسے ایسے امور ناگہانی واقع ہوے جو مُضر تھے اور جنکی کبھی امید بھی نہ تھی۔ کسانون نے شراب خواری زیادہ اور کام کم کرنا شروع کیا۔ اور مجالس دیہی سے جو طرز معاشرت پیدا ہو گیا وہ کسی طرح اچھا نہ تھا۔ مجالس دیہی مین بالڑون کا بڑا رعب پڑنے لگا اور بہت سے وُلوسٹ مین کسان جج جن نے جنکو اُنکے گانون والے منتخبون نے منتخب کیا تھا اپنے فیصلے فروخت کرنے شروع کیے۔ اس سب کا نتیجہ خواہ مخواہ یہ ہوا کہ جن لوگون نے مبالغہ کے ساتھ امیدین کی تھین وہ انتہا کے مایوس ہو گئے اور جسقدر خراب حالت اصل مین تھی اُس سے زیادہ خراب تصور کرنے لگے۔ یہ نومیدی آج تک چلی آتی ہے۔ اور کسانونکی حالت موجودہ کی نسبت جو عام رائے لوگون نے قائم کرلی ہے اسپر اُسکا بڑا اثر پڑتا ہے۔

جن لوگون نے مبالغہ کے ساتھ امیدین نہین قائم کی تھین اور جس طرز پر غلامون کو آزادی دی گئی تھی اُس سے اُنکو ہمدردی نہ تھی وہ بھی اُس حالت کو مایوسی سے دیکھتے تھے اور ہر امر ناگہانی و مضر کو وہ اپنی رائے کی تائید ہی مین پاتے تھے۔ اُنھون نے ان سب امور کی پیشین گوئی کی تھی اور پہلے ہی سے سمجھے ہوے تھے۔ اور جو لوگ اُنکے کلام کی سماعت کرتے تھے اُنسے بیان کر دیا تھا کہ غلامان خانہ زاد کو مجالس دیہی کی اراضی اور سلف گورنمنٹ دینا حماقت ہے۔ مگر گورنمنٹ نے اُنکی انتباہ پر ذرا توجہ نہ کی بلکہ سوشلسٹ نے ترغیب بیہودہ کو جو خواب وخیال سے زیادہ نہ تھی اُسپر ترجیح دی۔ نتیجہ بعینہ وہی نکلا جسکی اُنھون نے پیشین گوئی کی تھی۔ کسان اپنی آزادی اور مراعات کو اسطرح کام مین لائے کہ اپنا بھی نقصان کیا اور اورون کا بھی۔ زمانہ موجودہ مین طعن وتشنیع کی یہ باتین اکثر سُننے مین آتی ہین اور بیشک اُنمین بڑا مبالغہ کیا جاتا ہے جب بیان کرنے والا آزادانہ محنت سے کاشتکاری کرکے ناکام ہوتا ہے اور اُن کسانون کی غفلت یا بدعقیدتی سے مصیبت مین

پڑتا ہے جنکو اُسنے نوکر رکھا تھا۔

جو بڑے پکے سول لوگ ہین وہ تاک اپنی کسی خاص وجہون سے اِس نوحے مین شریک ہوتے ہین۔ اُنکی خواہش ہے کہ کسانون کی حالت کو قوانین وآئین کے ذریعے سے اور بھی ترقی دی جائے لہذا وہ اِن بُرائیون کو اور بھی زیادہ چرب کرکے حتی الوسع بیان کرتے ہین۔

پس ظاہر ہے کہ تربیت یافتہ طبقے آج کل کثرت سے کسانون کی حالت اصلی کو بہت ہی خراب طور سے بیان کرتے ہین۔ اور اِسی وجہ سے میرے نزدیک اِس امر کی نسبت جو راے عوام نے قبول کرلی ہے اُسکی اِسقدر وقعت نہین ہے جسقدر سمجھی جاتی ہے۔

اب یہ سوال ہوسکتا ہے کہ یہ بحث عموماً خود کسانون ہی مین کیون نہین چھیڑی جاتی؟ اِسمین شک نہین کہ وہ سب سے بہتر منصف ہونگے۔ وہ بیشک جانتے ہونگے کہ آیا اُنکی حالت غلامی خانہ زاد کے پہلے سے اب اچھی ہے یا نہین۔ ملک کے مختلف حصون مین بہت سے کسانون سے جو دریافت کیا گیا اور جو مختلف مصالح اُن سوالون سے جمع ہوا اُس سے بآسانی ہم ایک صاف اور مضبوط بنیاد کا نتیجہ نکال سکتے ہین۔

مین اقبال کرتا ہون کہ اس امر کی تحقیقات مین پہلے پہل میری بھی یہی راے تھی مگر جب مین نے اِس طرز کو عمداً اختیار کرلیا تو بہت جلد مجھے معلوم ہوگیا کہ جسقدر موثر مین اُسکو تصور کرتا تھا اُسقدر موثر یہ نہین ہے۔ اول تو یہ بہت ہی مشکل ہے کہ کسانونکی راے اصل مین کیا ہے۔ روسی کسان گو نیک دل اور مہربان ہوتے ہین مگر اُن کے دلون مین عاقبت اندیشی کا خیال بہت زیادہ ہوتا ہے اور وہ عاقبت اندیشی شک سے مبدل ہوجاتی ہے۔ اور جب اُنکے دلون مین شک پیدا ہوتا ہے تو راست بیانی کی اُنکے دلون مین چندان وقعت نہین ہوتی۔ جیسا کہ مین نے پیشتر کہین بیان کیا ہے۔ چونکہ اُنکو یہ خیال بھی نہین ہے کہ علمی تحقیقات صرف فوائد عام کے لیے لوگ بے غرضی سے کیا کرتے ہین لہذا وہ شک کرنے لگتے ہین کہ جو اجنبی لوگ اُن امور کی نسبت اُن سے دریافت کرتے ہین جنسے اُنکو کوئی ذاتی تعلق نہین ہے وہ کسی خراب اور مخفی غرض سے

دریافت کرتے ہین - ایسے موقعون پر یہ امر بآسانی معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ فوراً سنبھل کے جواب دیا کرتے ہین اور جان بوجھ کر اپنے جوابون کو حتی الوسع بے معنی کرتے ہین تاکہ اُنکا فرضی مخالف اُنکو زک نہ دے سکے - جب سیاح کے سوال سے اُنکے دلون مین شک نہین بھی پیدا ہوتا ہے یا اگر پیدا ہوتا ہے تو کم ہو جاتا ہے تب بھی کوئی سیاح اُنکے بیانات کو بالکل صحیح نہ سمجھ لیگا کیونکہ وہ محض بنظر اخلاق اکثر سوال کا جواب ویسا ہی دیتے ہین جیسا وہ سمجھتے ہین کہ سیاح کی خواہش ہے - اِسکا مجھے کئی بار ثبوت ملا ہے جب مین نے بڑے بڑے سوال کیے اور ایک ہی شخص واحد نے ہمیشہ بالکل ہی مختلف جواب دیے -

مگر شک یا مروت ہی کے سبب سے کسانون کے جواب ہمیشہ مہمل اور ناقابل اطمینان نہین ہوتے میرے نزدیک اُنکے جوابون کے مہمل ہونے کا خاص سبب یہ ہے کہ وہ لوگ عموماً جانتے ہی نہین کہ قابل تشفی کیا جواب دین - غیر تربیت یافتہ لوگ شاذ ہی ایسے ہوتے ہین جنکے خیالات سے کوئی علمی فائدہ حاصل ہو سکے - اور مجھے یقین ہے کہ بہت ہی تھوڑے روسی کسان کبھی اپنے دل مین یہ سوال کرتے ہونگے کہ غلامی خانہ زاد کے وقت سے اب ہم زیادہ مرفہ حال ہین یا نہین - جب اُنسے ایسا سوال کیا جاتا ہے تو حیران ہو جاتے ہین اور حق یون ہے کہ دونون زمانون کی اصلی حالت پر نظر ڈالنا اور کوئی نتیجہ اُنسے نکالنا امر آسان نہین ہے - ہان بجز اُن حالتون کے جنمین مزارعین اپنے اختیارات کو بڑی ہی بُری طرح سے استعمال مین لاتے ہین - حال کا ٹکس اور زر لگان اکثر زمانۂ غلامی خانہ زاد کی مزدوری سے زیادہ گران گذرتا ہے - مانا کہ غلامان خانہ زاد کو بہت سی شرطین پوری کرنی ہوتی تھین مثلاً آقا کا غلّہ بازار مین لیجانا - اُسکے لیے آگ اور لکڑی تیار کرنا - انڈے اور مُرغ اور رَسَن کے کپڑے مہیا کرنا وغیرہ وغیرہ - مگر اسکے ساتھ ہی بہت سی رعایتین بھی اُنکے ساتھ کی جاتی تھین - سال کے ایک حصے مین وہ علاقے کی زمین مین مویشی چراتے تھے - اُنکو لکڑی جلانے کو ملتی تھی اور اکثر اوقات جھونپڑون کی مرمت کے لیے سامان ملتا تھا - بعض اوقات مالک اراضی اُنکو اُس زمانے مین جب مویشی کی بیماری پھیلتی تھی یا گھوڑے

چوری جاتے تھے تو گاے یا گھوڑا دے ڈالتا تھا یا چند روز کے لیے مانگے دیتا تھا اور قحط کے وقت اُنکی اُنکے آقا ہی مدد کرتے تھے - اب اِس سب کا خاتمہ ہوگیا - جو بار اُنپر تھا اُس سے بھی وہ سبکدوش ہوگئے اور جو رعایتین اُنکے ساتھ کی جاتی تھین وہ بھی جاتی رہین اور اُنکے تعلقات قانونی صاف ہوگئے اور جو پیچیدگی تھی وہ دور کردی گئی - اب لکڑی جو کھانا پکانے کے لیے وہ جلاتے ہین اُسکے واسطے اُنکو بازار مین دام دینے پڑتے ہین - اور جھونپڑا بنانے کے لیے جس سامان کی اُنکو ضرورت ہوتی ہے اور جس جگہ پر مویشی چراتے ہین سب باتون کے لیے قیمت دیتے ہین اب مفت کچھ نہین ملتا - ہر قدم پر قیمت دینے کی ضرورت ہوتی ہے - اگر کوئی گاے مرجائے یا گھوڑا چوری جائے تو اُسکا مالک اب زمیندار کے پاس اِس امید سے نہین جاسکتا کہ اُس سے کسی طرح کی مدد ملیگی یا بلاسود وہ قرض دیگا - اگر اُسکے پاس زر نقد نہین ہے تو گاؤن کے مہاجن کے پاس جانا پڑیگا اور یہ مہاجن بیس اور تیس روپیہ فیصدی سود کو کسی طرح رقم کثیر نہین سمجھتا - سابق مین اگر اُسکی مویشی مالک اراضی کے کھیتون مین چلی جاتی تھین اور یہ بات ایسے ملکون مین واقع ہوتی تھی جہان دیوارون اور جھاڑیون سے کوئی واقف ہی نہین ہے تو ایسے موقعون پر پیشتر وہ صِرف پیٹا جاتا تھا یا خفیف تنبیہ کردی جاتی تھی اور بچ جاتا تھا اور اِس سزا کو وہ جلد بھول جاتا تھا - مگر اب جرمانے مین اُسکو اِسقدر رقم دینی پڑتی ہے جو اُسکے لیے بہت بڑی ہے - اپنی نئی حالت کی بھلائیون اور بُرائیون پر غور کرنے اور اِن کُل امور پر نظر ڈالنے سے مزارعین کو خواہ مخواہ بڑی دقت ہوتی ہے کہ کوئی نتیجہ نکال سکین - اور جب اُس سے دریافت کیا جاتا ہے کہ آیا اُسکی حالت موجودہ حالت گذشتہ سے بہتر ہے یا نہین تو وہ بیچارہ بڑی صدق دلی کے ساتھ سر کھجلاتے ہوے اِسطرح سے جواب دیتا ہے جس سے شک اور شبہہ ترشح ہوتا ہے کہ مین آپ سے کیا بیان کرون حالت موجودہ اچھی بھی ہے بُری بھی ہے -

اب کیا ہمکو لازم ہے کہ ایک دم سے اِس مسئلے کو چھوڑ دین کہ یہ مالاینحل ہے اور کسی اور بحث کی طرف متوجہ ہون - ہرگز نہین - یہ امر کہ اِس سوال کا جواب اِسقدر مشکل ہے

بعض اوقات یہی دلیل پیش کرتے ہین۔مگر اصل مین اِس دلیل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حتی الوسع ابتدائی تعلیم کو بہت جلد اشاعت ہونی چاہیے۔جب مزارعین کثرت سے لکھ پڑھ سکینگے تو پھر دغابازی کا موقع بہت ہی کم رہ جائیگا اور اُسی کے مطابق بے ایمانی کرنے کی ترغیب بھی کم ہو جائیگی۔

مگر موجودہ حالت کی ترقی دینے کی کوئی اور تدبیر ایسی نہین ہے جس سے بہت جلد ترقی ہو۔اخلاقی تعلیم کی اشاعت سے بہبودِ خاص حاصل کرنے مین کوئی شک نہین ہوسکتا مگر ہمین شک نہین کہ اِس تدبیر مین بڑی ہی پیچیدگی ہے۔گو حفظانِ صحت پر توجہ کرنا ترقی تندرستی اور کمی اموات کے سبب سے بہتر طریقہ ہے تاہم بعض اوقات ڈاکٹری علاج کرنا اور کبھی کبھی تشریح کے لیے ڈاکٹرون کی مدد لینا بھی مناسب ہوتا ہے۔کیا یہ حالت ایسی نہین ہے کہ ہمین قانون سے مدد لی جائے اور فائدہ ہو۔اِس سوال کے جواب دینے کے لیے ہمکو اُن لوگون کی تشخیص پر نظر ڈالنا چاہیے جو قانون کے ذریعے سے علاج تجویز کرتے ہین۔پس ہم متذکرۂ بالا تین جماعتون مین سے دوسری جماعت کا ذکر کرتے ہین۔

جو لوگ موجودہ مجلس دیہی مین علاج کے لیے کم وبیش تبدّلِ عظیم کو تجویز کرتے ہین اُنکو ہم دو حصون پر منقسم کرتے ہین۔ایک کی راے ہے کہ مجالس دیہی کا جو انتظام حال مین ہوتا ہے وہی باعث نقص ہے۔اور دوسرے گروہ کی راے ہے کہ مجلس دیہی کے اصول خاص مین نقص ہین۔ہم اِن دونون رایون پر یکے بعد دیگرے غور کرینگے۔

جسوقت آزادی غلامی خانہ زاد کی بحث ہو رہی تھی اُسوقت رُوس کے تربیت یافتہ طبقون کی جماعت کثیر کو لوکل گورنمنٹ اور انتہا درجے کی سلطنت جمہوری کی نسبت یہ خیال تھا کہ اکسیر کی خاصیت رکھتی ہے۔اور یہ عقیدہ دیوانگی کے درجے کو پہونچ گیا تھا۔اور اِسی عقیدے کے اثر سے قانون آزادی کی بڑے مبالغے کے ساتھ تعریفین ہوتی تھین۔مجالس دیہی کو قریب قریب پورے اختیارات حاصل ہوگئے تھے اور مالکان اراضی بڑی ہوشیاری کے ساتھ وولوسٹ کی حد اختیار اور طرز مدنی سے خارج کیے گئے تھے۔اِس سے ایک عجیب واقعہ حادث ہوا۔اور کسانون کی سلطنت

خودمختاری کو بڑی قوت حاصل ہوئی - اور متوسّل طبقون کے اثر اور رعب سے یہ لوگ بہت محفوظ رکھے گئے یہان تک کہ جن مالکان اراضی کے علاقے وُلوسٹ کے وسط مین واقع تھے اُن تک کو کوئی استحقاق نہ تھا کہ وُلوسٹ کے معاملات مین دخل دیتے - اِس تدبیر ہنرمندانہ کے نتائج سے بڑی بڑی امیدین لوگون کے دلون مین تھین مگر امیدین پوری نہین ہوئین - اور اب بعض مشہور اور نامی آدمیون کے قول سے بھی انکا طرز تمدن کسانون کی موجودہ ناقابل تسکین حالت کا خاص باعث ہے -

ہر شخص جو انصاف سے غور کریگا وہ تسلیم کریگا کہ کسانون کی سلطنتِ خودمختاری قابل تسکین حالت مین ہرگز نہین ہے - جو کسان زیادہ تر جفاکش اور مرفہ حال ہین وہ حتّی الوسع کوشش کرتے ہین کہ دفتر کے عہدون کے لیے اُنکا انتخاب نہونے پائے اور انتظام ملکی کو اُن لوگون پر چھوڑ دیتے ہین جو کم معزز ہوتے ہین - معمولی انتظام مین کسی قسم طرز تمدن کی بھی شہادت نہین ہوتی - اور جب کبھی کوئی عام مصیبت پڑتی ہے مثلاً آتش زنی یا مویشی کی وبا تو حکّام بے قابو اور بے پروا نظر آتے ہین - اکثر ایسا ہوا ہے کہ وُلوسٹ کا سرغنہ اُس روپے سے تجارت کرتا ہے جو اُسنے لگان یا ٹکس مین وصول کیا تھا - اور بعض اوقات جب اُسکا دوالا نکل جاتا ہے تو کسانون کو ٹکس اور زر لگان باردوم پھر دینا پڑتا ہے - وُلوسٹ کی عدالت پر وُوڈکا اور اور اقسام کی رشوت کا اکثر اثر پڑتا ہے اور بہت سے اضلاع مین عدالتون کا ذرا بھی اعتبار نہین رہا ہے - اور کسانون کا قول ہے کہ جو شخص جج ہو جاتا ہے اُسکی روح گرفتار مصیبت ہوتی ہے - گانؤن کے جلسے بھی زمانۂ غلامی خانہ زاد کی نسبت بدتر حالت مین ہین - ناظرین کو یاد ہوگا کہ اُس زمانے مین گھر کے سرغنون ہی کی راے پر فیصلہ ہوتا تھا - اور وہ لوگ معدودے چند ہوتے تھے مگر محنتی اور مرفہ حال - اور سست اور بے قاعدہ ممبرون پر اُنکا بڑا دباؤ رہتا تھا - اب چونکہ بڑے بڑے خاندانون کے کئی گروہ ہو گئے اور قریب قریب ہر ایک بالغ کسان اپنے گھر کا رئیس ہے لہذا جس جماعت نے سب سے زیادہ غل مچایا اُسی کی راے کے مطابق فیصلہ کیا جاتا ہے - اور اگر کسیقدر شراب سرغنہ کو دے دی جائے تو اِس عوض

ہر معاملہ مین خاطر خواہ فیصلہ ہو جاتا ہے۔ مین نے بوڑھے کسانون کو اکثر یہ امور بیان کرتے سُنا ہے اور اس بیان کو وہ اس قسم کے مقولے پر ختم کرتے ہین کہ "اب کوئی انتظام بھی نہین ہے۔ لوگ غارت ہو گئے۔ جب مالکان اراضی کے ہم غلام تھے تب ہی ہم لوگ عمدہ اور اچھی حالت مین تھے۔

یہ نقص اصلی ہین اور میری خواہش یہ ہرگز نہین ہے کہ مین اُنکو خفیف کر دون مگر اس امر کا مجھے یقین ہے کہ یہ نقص ایسے زیادہ نہین ہین جیسا لوگ عموماً تصور کرتے ہین۔ مالکان اراضی کی ہجو کرنے والون سے عوام کی رائے پر زیادہ اثر پڑتا ہے جو کسی ذاتی شکایت کے سبب سے اُنکے خلاف ہوتی ہین۔ اور اب وہ شکایتین پہلے ضوابط سرسری سے رفع نہین ہو سکتین۔ مین نے اکثر سنا ہے کہ مالکان اراضی تسلیم کرتے ہین کہ اب دیہات مین زندگی بسر کرنا محال ہے اور اب اسکی ضرورت ہوگی کہ جنگی قلعے بنا کر رہین اور اسی قسم کی اور باتون کی بھی ضرورت ہوگی۔ مگر گو مین دیہات مین اکثر رہا ہون تاہم مین نے ایسی کوئی بات نہین دیکھی جس سے اس بیان مبالغہ آمیز کی ذرا بھی صداقت کی علامت ظاہر ہوتی ہو۔ اکثر لوگ کسانون کی گورنمنٹ سے اُن امور کی خواہش کرتے ہین جو کسی گورنمنٹ سے حاصل نہین ہو سکتے۔ لہذا جو شکایتین عام طور پر کی جاتی ہین اُنمین اکثر بالکل بے بنیاد ہین۔ اِن مالکان اراضی کی خواہش پوری ہونے کے لیے یہ امر ضروری ہے کہ وُلوسٹ کے مکھیا اور سرغنون کو یا کسی اور عہدہ دار کو وہ اختیارات عطا کیے جائین جو پیشتر مالکان ارضی کو حاصل تھے اور ایسا کرنا گویا پُرانے انتظام کے بدترین جزو کو از سر نو شائع کرنا ہے۔

یہ سچ ہے کہ صرف مالکان اراضی یہ شکایتین نہین کرتے۔ بوڑھے کسان بھی یہ کہا کرتے ہین کہ اب سابق کی نسبت بدنظمی زیادہ ہے۔ مگر ان بیانات کو بالکل صحیح نہ سمجھ لینا چاہیے۔ بوڑھے آدمیون کا قاعدہ ہے کہ اگلے وقتون کو یاد کرکے افسوس کرتے ہین خصوصاً اگر نئے تبدل سے وہ اختیارات سے کسیقدر محروم رکھے گئے ہون۔ اس عام قاعدے سے رُوس کے کسان بھی مستثنی نہین ہین۔ وہ حالت موجودہ کی مشکلات سے مقابلہ کرنے مین گذشتہ زمانے کی بُرائیان بھول گئے ہین یا اُس زمانے کی سختیون کو خود بخود خفیف

سمجھنے لگے ہین - مجھے اِسکا عقیدہ ہے کہ بوڑھے آدمی جو کبھی کبھی حال کے موضعون کے جلسون کی شکایتین کرتے ہین اُن مین بہت مبالغہ ہے صرف عام طور کے خیالات ہی سے نہین بلکہ ایک بہت بڑے موثر امر سے میری یہ راے قائم ہوئی ہے - اگر مجلس دیہی کے سُست اور نالائق ممبرون کے سپرد اصل مین معاملات موضع ہوتے تو شمالی حصۂ زراعتی مین زمین موضع کی سالانہ یا ششماہی تقسیم ضرور رہتی جسمین پانس ڈالنے کی زیادہ ضرورت ہے - اور از سرِ نو تقسیم ثانی سے سست کسانون کو موقع ملتا کہ اپنی اُس اراضی کے عوض مین جو کمزور ہوگئی ہے ایسی زمین پا جائین جسمین خوب پانس ڈالی گئی ہو - جہان تک مجھے تجربہ ہے مین نے اِس قسم کی کوئی بات نہین دیکھی - کُل جماعتون مین یا قریب قریب کُل جماعتون مین جنسے مین ملک کے اِس حصے مین ملا تھا مجھے معلوم ہوا ہے کہ غلامی خانہ زاد کے بعد سے برابر زمین کا بٹوارہ از سرِ نو ہوا ہے - اِس امر کا دریافت کرنا بہت دلچسپ ہوگا کہ اِس امر مین میرا تجربہ اصلی حالت کو کہان تک ظاہر کرتا ہے مگر افسوس ہے کہ اِس امر کی نسبت کوئی ایسا ثبوت نہین جو نقشون سے ظاہر ہوا ہو -

اگر یہ بھی تسلیم کیا جائے کہ کسانون کی گورنمنٹ خود مختاری مین اُسیقدر نقص ہے جسقدر لوگ عموماً تصور کرتے ہین تو بھی یہ نتیجہ نہین نکلتا کہ اُن لوگون کی راے کے مطابق عملدرآمد ہونا چاہیے جو اُسکے شکست کرنے کی تجویزین پیش کرتے ہین - غور کامل کے بعد کسیقدر تبدّل ہونا بہتر ہے - مگر مجھے اِسکا عقیدہ ہے کہ اگر سختی کے ساتھ انقلاب عمل مین آیا تو کوئی فائدہ نہوگا - ابھی سے اِن نئی انتظامی تجویزون کو بُرا کہنا ٹھیک نہین ہے - اور یہ کوشش بھی خلاف عقل تھی کہ اُنکو دور کردین - کسانون نے دفعتہً غلامی سے حکومت پائی اور صرف پندرہ برس سے وہ اِس حالت کے عادی ہوے ہین - اِسقدر تھوڑے زمانے مین کامل طور کی گورنمنٹ خود مختاری کا پیدا ہونا محال ہے - پیدا ہونے کا لفظ مین نے عمداً کہا ہے کیونکہ گورنمنٹ خود مختاری اصل مین قوانین کے ذریعے سے نہین ہوسکتی - قانون سے صرف یہی ہوسکتا ہے کہ جو امور سدباب اصلاح ہین اُنکو دُور کردے اور کچھ طریقے بتادے - مگر اُن طریقون کے مطابق سعی گرمی سے

عملدرآمد ہونے کا جوش رعایا کے دلون مین پیدا ہونا چاہیے اور یہ صرف بہت بڑے تجربے سے حاصل ہو سکتا ہے۔ گذشتہ پندرہ برسون کے تجربے روسیون کے واسطے بیکار نہ تھے اُن مین سے اکثر آدمی موجودہ بُرائیون کو خوب سمجھتے ہین اور اُنکو دلی خواہش ہے کہ اُن بُرائیون کی بیخ کنی ہو۔ یہ بھی رفاہ و اصلاح کا ایک بڑا زینہ ہے کیونکہ اس نقص کے علاج کا ذریعہ بہت ہی آسان ہے۔ مثلاً جب کسانون کو معلوم ہوتا ہے کہ وُلُوسٹ کے سرغنہ نے خزانے مین وہ روپیہ برابر نہین جمع کیا جو ٹکس اور لگان مین وصول کیا تھا۔ اور اسی سبب سے اُنکو اپنا ٹکس اور زر لگان بار دوم ادا کرنا پڑتا ہے تو آیندہ وہ ضرور تاکید کرکے خزانے کی رسیدین معائنہ کرینگے جو سرغنے نے پائی ہونگی۔ روسی کسان عام اخلاق کے بارے مین بہت کچھ کارروائی نہین کرنا چاہتا مگر جب اُسکو معلوم ہوتا ہے کہ طرز تمدن کے عیب سے اُسکے روپیہ کو خاص کر ضرر پہونچتا ہے تو جس بے پروائی کا وہ عادی ہوتا ہے وہ بہت ہی کم ہو جاتی ہے۔ پس مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسانون کو اُنہین کی رائے پر چھوڑ دینا بہتر ہے اور اُنکو اجازت دی جائے کہ وہ تجربے سے وہ سبق سیکھین جو کسی اور طریقے سے حاصل نہین ہو سکتا۔

یہ جو اکثر مشہور ہے کہ زمانۂ حال کے طرز نظم سے تربیت یافتہ طبقون کے شائستہ کرنے والے اثر کا خوفناک سدّباب ہوتا ہے۔ وہ لوگ اتفاق نہ کرینگے جنکو رُوس کے دیہاتی طرز معاشرت سے بخوبی واقفیت ہے۔ جو مالک اراضی اس لائق ہوتا ہے کہ اپنے غیر تربیت یافتہ ہمسائے پر شائستگی کا اثر ڈالے اُسکو منتظمان ملکی سے مدد لینے کی ضرورت نہین ہے کہ اُسکے کام مین اعانت ملے اور جن لوگون کو یہ رُعب اُنکی ذاتی کوششون سے حاصل نہین ہو سکتا وہ غالباً ہر قسم کے اختیارات کو بُرے طرز سے استعمال مین لائینگے جو اُنکو دیے جائینگے۔ مالکان اراضی کے اختیارات اُنکے غلامانِ خانہ زاد پر کئی نسل سے غیر محدود تھے مگر نہین کہا جاسکتا کہ اُنکا شائستہ کرنے والا اثر بہت زیادہ تھا یا نہین۔ اصل یون ہے کہ یہ مقولہ اُن لوگون کا ہے جنکو خیال ہے کہ اِس قسم کا اثر عمدہ ہوگا مگر وہ لوگ اِسقدر دقت نہین اُٹھاتے کہ اصلی اور ٹھیک طرز سے حاصل کرین۔ رُوس مین اِس بدبختی کے

میلان طبع کی کثرت ہے کہ قوانین و آئین اور طرز تمدن پر زیادہ تر بھروسا کرین اور ذاتی کوشش اور قوت بازو پر بھروسا نہ کرین۔

موجودہ طرز تمدن و نظم ملکی مین دفعتہً انقلاب عظیم پیدا ہونا میرے نزدیک صرف بیکار ہی نہوگا بلکہ اِس سے بہت بڑے بڑے اور ضرر رسان نتیجے نکلینگے۔ اِسکی مثال مین مین وُلُوسٹ کی عدالتون کو پیش کرتا ہون جو بہت سے مقامون مین مواضع کے طرز نظمی مین سب سے بدتر ہین۔

غلامی خانہ زاد کے زمانے مین مجلس دیہی کے ممبرون مین سے ججون کو منتخب کرتے تھے مگر علاقے اکثر ایسے تھے جنمین جھگڑون کا فیصلہ مالک اراضی یا اُسکا گماشتہ کرتا تھا اور فوجداری کے مقدمات خفیفہ کی بھی وہی سزا دیتا تھا۔ آزادی غلامی کے زمانے سے وُلُوسٹ کی عدالتین قائم ہوئین جنمین مزارعین جج تھے اُن عدالتون کی حالت ناقابل تسکین ہے اور جو ذریعے اُنکی ترقی کے لیے ہین اُنمین بڑی سرگرمی سے بحث کی جاتی ہے۔ بہت سے رفارمر ایسے ہین جنکے نزدیک یہ بحث نہایت ہی آسان ہے ہر شخص کی زبانی یہ سنتے ہین کہ عدالتین اِس کام کے قابل نہین ہین اور رشوت کی گرم بازاری ہے اور یہ کہ جسٹس آف دی پیس سے اِسکے برعکس جج لوگ عموماً خوش ہین وہ بلا غور مزید تجویز کرتے ہین کہ وُلُوسٹ کی عدالتین شکست ہونی چاہیین اور اُنکے اختیارات جسٹس حکام کو دے دینے چاہیین۔ گو اِس مشکل مسئلے کے حل کرنے کا یہ طریقہ آسان ہو مگر اِس سے تکملہ محال نہین ہے۔ وُلُوسٹ کی عدالتون کی کارروائی صرف رسوم آبائی اور عام فہم کے مطابق ہوتی ہے مگر جسٹس آف دی پیس کو قوانین کے مطابق کارروائی کرنی ہوگی۔ قوانین مذکور سے مزارعین ناواقف ہین اور اُنکے اُمور متعلقہ سے مطابقت نہین رکھتے۔ جسٹس حکام کو مزارعین کے طرز معاشرت کے تفصیلی حالات سے واقفیت تامہ نہین ہے کہ جو مقدمات وُلُوسٹ عدالتون کے روبرو پیش کیے جائین اُسقدر اُنکو انصاف کے ساتھ فیصل کرسکین۔ اور اگر کسی حاکم کو کافی واقفیت ہو بھی تو مزارعین کے اخلاقی اور قانونی خیالات کو وہ اختیار نہین کرسکتا۔ یہ لوگ

اکثر طبقہ ہاے اعلیٰ سے بہت ہی مختلف ہوتے ہین۔ مثلاً فسخ عقد کے معاملے مین تربیت یافتہ آدمی کی خواہ مخواہ یہ راے ہوتی ہے کہ اگر نان ونفقہ کا جھگڑا ہے تو شوہر بیوی کو خرچ دیا کرے۔ مگر اسکے برعکس مزارعین کی خواہ مخواہ یہ راے ہوتی ہے کہ بیوی میان کو نان و نفقہ دیا کرے۔ اور اگر بیوی میان کو نہ دے تو خاندان کے سرغنے کو دے۔ اور یہ اُس محنت کے نقصان کا معاوضہ سمجھا جاتا ہے جس سے اُسکا میان اُسکے علٰحدہ ہونے سے محروم رہتا ہے۔ مزارعین کے خیالات قانونی کی ایسی بہت سی انوکھی باتین ہین۔

پیٹر اعظم کے گروہ کے رِفارمر کہتے ہین کہ جو اعلیٰ اصول نصفت تربیت یافتہ طبقون کے قانون تحریری مین رکھے گئے ہین وہی مزارعین کی حالت مین کیون نہین رکھے جاتے ہین۔ میری راے مین یہ خاص خطرے کی بات ہے اِسلیے کہ اگر تحریری قانون کے مطابق دفعتہً اُن لوگون کے ساتھ کارروائی کی جائے جنہین اب تک کُل امور رسم کے موافق ہوتے تھے تو کسانون کے اخلاقی خیالات مین ایک انقلاب پیدا ہوجائے اور اُنکے خیالات نیکی و بدی کے بالکل ہی از سرتاپا بدل جائین اور اسمین اب بھی بہت کچھ ترقی ہوگئی ہے۔ اسمین ذرا بھی شک نہین ہوسکتا کہ رُوس کے طبقہ ہاے ادنیٰ مین جو بداخلاقی ہے وہ کسیقدر اُن اصلاحات عظیم کا نتیجہ ہے جو گذشتہ دو صدی مین تاریخ رُوس مین اکثر عمل مین آئین۔ اگر عدالتہاے وُلوسٹ کے سرسری شکست ہونے اور امور متعلقۂ مزارعین کی کارروائی قانون مطبوعہ کے ذریعے سے ہونے کے انقلاب کو نہ بھی شامل کرین تو بھی فہرست انقلابات مطوّل ہے۔

اب ہم لوگون کی رایون پر نظر ڈالینگے جنکی راے ہے کہ مزارعین کی اصلی ترقی کا سدِ باب خاص کر صرف اِسی وجہ سے نہین ہے کہ مجالس دیہی کی کارروائی فضول ہے بلکہ مجالس دیہی کے طرز تمدن کے خاص خاص اصول مانع ترقی ہوتے ہین۔ جن لوگون کے یہ خیالات ہین وہ کہتے ہین کہ غلامی خانہ زاد صرف براے نام موقوف ہوئی ہے۔ پیشتر مزارعین مالکان اراضی کے غلام تھے اور اب کُل مجالس دیہی کے غلام ہین۔ اب تک اُنکو اراضی سے تعلق ہے اور تھوڑے زمانے کے لیے بھی بغیر اجازت باضابطہ مجلس دیہی کے

وہ اپنا وطن نہین چھوڑ سکتے اور اِس اجازت کے لیے اُنکو اکثر اوقات رقم کثیر دینی پڑتی ہے جب قصبون یا ملک کے اور کسی حصے مین اُنکو کوئی ایسا پیشہ ملجاتا ہے جس سے اُنکو نفع ہو تو مجلس دیہی کو اختیار ہے کہ جس دم چاہے ادنیٰ سے ادنیٰ حیلے سے اُنکو حکم دے دے کہ اپنے وطن کو واپس آجائین اور اگر وہ عدول حکمی کرین تو اسطرح گرفتار ہو کر لائے جاتے ہین جیسے قیدی۔ اُنکو اراضی مجلس دیہی کا ایک حصہ ملتا ہے مگر اُسکی ترقی دینے کی اُنکو کوئی خواہش نہین ہوتی کیونکہ اُنکو معلوم ہے کہ مجلس دیہی جب چاہے اراضی کا مکرر بٹوارہ کردے اور اگر یہ ہوا تو جو محنت اُنھون نے اپنے حصۂ اراضی پر کی تھی وہ بیکار ہو جائیگی۔

مجالس دیہی کی جائداد متحدہ کے فوائد و نقصان کی نسبت مین اِس مقام پر بحث نہین کرسکتا۔ مگر مین کوشش کرونگا کہ جس پیچیدگی مین یہ بحث پڑی ہوئی ہے اُسکو کسیقدر صاف کردون۔ جو لوگ اِس امر کی نسبت لکھتے اور بحث کرتے ہین وہ ہمیشہ اِس ضروری امر کو بھول جاتے ہین کہ مجلس دیہی کے فرائض اور طریقے ہر مقام پر یکسان نہین ہین۔ حصۂ اراضی اسود کا جسمین سالانہ آمدنی اراضی کے لگان مقررہ سے کم ہے مجلس دیہی سے تعلق ہونا گویا ایک رعایت خاص ہے۔ اور شمالی حصۂ زراعتی مین اِسکے برعکس لگان مقررہ سے سالانہ آمدنی زیادہ ہے لہذا مجلس دیہی سے تعلق ہونا ایک بار ہے یہ تسلیم کرنا چاہیے کہ شمالی ملکون مین مجلس دیہی اصل مین اُن مالکان اراضی کی جانشین ہے جنکے پاس غلامان خانہ زاد تھے اور اُسکے ممبر ایک قسم کے نصف غلام ہین۔ مگر یہ بھی انصافاً کہنا ضرور ہے کہ مجلس دیہی کو اسکا الزام نہین دیا جاسکتا۔ چونکہ مجلس دیہی کُل آمدنی اور ٹکس کی ذمہ دار قرار دی گئی ہے اور یہ منافع سے زائد ہوتا ہے لہذا اُسکو مجبور ہو کر ممبرون کو زبردستی قائم کرنا پڑتا ہے عام اِس سے کہ اُنکو زمین پر قبضہ کرنے کی خواہش ہو یا نہو۔ الغرض مجالس دیہی اِس حصۂ ملک مین مثل ٹکس وصول کرنے والون کے ہے اور اُسکو مجبور ہو کر سخت سخت تدبیرین کرنی پڑتی ہین کیونکہ ٹکس بھاری ہین اور وہ ذمہ دار ہے کہ ٹکس ادا ہو جائے۔ پس جسکو لوگ مجلس دیہی کی تعدی کہتے ہین وہ اُسکی زیادتی نہین ہے اسلیے کہ مجلس دیہی اس بارے مین منتظمان مالی کے بس ہین ہے بلکہ زیادتی کا

سبب وہی آزادی غلامی ہے جس سے اِس ملک کے غلامان خانہ زاد مجبور ہو کر اپنی آزادی اِس بہانہ سے حاصل کرتے ہین کہ جو زمین اُنکی مرضی کے بغیر اُنکو دی گئی ہے اُسکا مطالبہ ادا کرین۔ حصۂ اراضی اسو دمین جہان سالانہ آمدنی اصلی لگان سے زیادہ نہین ہے اور جہان اِسی سبب سے مجلس دیہی زیادہ تر مثل ایسی جماعت کے ہے جو ممبرون کی ذاتی خوشی سے قائم ہوئی ہو اُسمین مجلس دیہی کی تعدی کی کوئی شکایت نہین ہے۔ اِس حصے مین اگر کسی ممبر کی خواہش ہو کہ وہ کبھی غیر حاضر ہو جائے تو وہ اپنے حصۂ اراضی اور اُسکے کُل امور متعلقہ کو اپنے کسی ایسے ہمسائے کے نام منتقل کر سکتا ہے جو اپنی اراضی مقبوضہ سے زیادہ زمین لینا چاہتا ہے۔ اگر اُسکی خواہش ہو تو وہ مجلس دیہی کو بالکل ہی چھوڑ دے سکتا ہے اور کسی اور قصبے مین آزادانہ طور پر جا کر رہ سکتا ہے کیونکہ اور ممبر خوشی سے راضی ہو جاتے ہین کہ جس حصۂ اراضی کو اُسنے چھوڑ دیا ہے اُسکی مالگزاری دیا کرین۔ پس ظاہر ہے کہ بہت سے جلسون کو جو عموماً مجلس دیہی کے خلاف ہوتے ہین اِس طرز وصول مالگزاری کے خلاف ہونا پڑتا ہے جو گورنمنٹ نے قائم کیا ہے۔ ٹکس چاہے کیسا ہی قابل نفرت یا سنگین ہو مگر ٹکس وصول کرنے والا حاکم عقلاً ملزم قرار نہین پا سکتا کہ اُسنے اپنا فرض کیون ادا کیا خصوصاً اگر وہ اپنی مرضی کے خلاف ٹکس کلکٹر مقرر کیا گیا ہو۔

اب ایک اور مشکل مسئلہ یہ ہے کہ اراضی مین مجلس دیہی کے استحقاق اور سالانہ یا ششماہی بٹوارۂ اراضی سے کسان کو اپنی زمین کے جوتنے مین کہان تک روک ٹوک ہوتی ہے جسکے سبب سے محنت کرنے کا ولولہ اُسکے دل مین باقی نہین رہتا۔ اور کہان تک وہ اُس ترغیب سے محروم رہتا ہے جو اُسکو اپنی زمین کی ترقی دینے مین ہوتی۔ جہان تک یہ مسئلہ متعلق ہے یہ بحث بہت دلچسپ ہے اور آیندہ اُسکو بیشک بہت بڑی ترقی ہوگی۔ مگر آج کل میرے نزدیک اُسکو وہ عظمت نہین حاصل ہوئی جو اُس سے تعلق کی جاتی ہے۔ اِسمین ذرا بھی شک نہین ہو سکتا کہ اراضی کے تنگ قطعون کے بڑے بڑے حصون مین زراعت کرنا جنمین بہت سے ٹکڑے بڑے بڑے فاصلے پر واقع ہون اِس امر سے زیادہ مشکل ہے کہ ایسی زمین مین زراعت کی جائے جو ایک ہی جگہ واقع ہو اور مزارعین اپنی

خوشی کے مطابق اُسکو منقسم کرین اور کام مین لائین - اور اِسمین بھی شک نہین ہوسکتا
کہ کسان اپنی زمین کو غالباً ترقی دے سکیگا اگر اُسکا پٹہ خطرے سے خالی ہوگا یا اگر اُسکو
یقین ہو جائے کہ خارج ہونے کی حالت مین اُسکو اپنی محنت اور سرمائے کا موزون معاوضہ
ملیگا - یہ کُل امور اور اِسی قسم کی اور باتون کو از سرتاپا صحیح تسلیم کرنا چاہیے - مگر جو امر
زیر بحث ہے کہ عملاً کارروائی ہونی چاہیئے اس سے اِن امور کو زیادہ تر تعلق نہین ہے -
ہمکو اِسوقت یہ بحث نہین ہے کہ آیا یہ بہتر ہوگا کہ کسان بہت بڑے سرمائے اور کُل
جدید عملی آلون وغیرہ سے زراعت کرے بلکہ سوال صِرف یہ ہے کہ وہ کُل امور کیا ہین
جو آج کل کسان کو اُسکی اصلی حالت مین ترقی کرنے کے مانع ہوتے ہین - لہٰذا اصل بحث
غور طلب سے ہمکو تجاوز نہ کرنا چاہیے -

خیال کیا جاتا ہے کہ مجلس دیہی کا دو طرز سے ایسا اثر پڑتا ہے کہ ترقی کا مانع ہے -
اولاً اچھی طرح زراعت ہونے کا مانع ہوتا ہے اور جو طرز زراعت اصل مین مستعمل ہے وہ
نہین ہونے دیتا - ثانیاً مزارعین کو استمراری ترقی اور اعلیٰ زراعت سے محروم رکھتا ہے -
بہتر ہوگا کہ اِن دونون مسئلون کو تجربے کی کسوٹی پر کسین -

یہ امر کہ مجلس دیہی مزارعین کو اعلیٰ زراعت کے مختلف طریقون کے اختیار سے
باز رکھتی ہے ایسا نہین ہے کہ اِسپر غور و تعمق کیا جائے - اِس قسم کے کسی تغیر کا کسانون کو
ابھی تک خیال بھی نہین ہے اور اگر خیال ہے بھی تو اُنکے پاس نہ اِسقدر ضروری سرمایہ
نہ واقفیت کہ اُسکے مطابق کارروائی کرین - بہت سے موضعون مین چند امیر اور
ذکی الطبع مزارعین نے زمین خریدی ہے اور اپنی مرضی کے موافق اُسکو جوتتے ہین اور
مجلس دیہی کی روک ٹوک سے بالکل آزاد ہین - اور مین نے ہمیشہ دیکھا ہے کہ وہ
اِس جائداد غیر منقولہ کو ٹھیک اُسی طرح جوتتے ہین جس طرح اپنے حصّے کو جو متعلق مجلس دیہی
ہوتا ہے - گو اعلیٰ درجے کی زراعت کرنے کی اُن لوگون نے کوشش نہین کی مگر اِسمین
شک نہین کہ اُنکے اور ہم پیشہ لوگون نے تو ابھی تک یہ خیال بھی کبھی نہین کیا کہ زراعت مین
ترقی کرنی چاہیے - یہ لوگ اُنکی نسبت جفاکش اور تیز طبیعت اور کام انجام دینے مین

مستعد ہوتے ہین۔ ممالک متوسطہ اور صوبہ جات مغربی وجنوبی مین چند ہی سال مین نیشکر کی پیداوار نے بڑی ترقی کی ہے اور شمالی ملکون مین مجالس دیہی کے ذریعہ سے سن کی اب بہت بڑی پیداوار ہوتی ہے۔ پیشتر صرف اپنی ہی ضرورت کے مطابق سن تیار کرتے تھے۔ جب کسان ایسی تدبیر سوچتے ہین کہ استمراری فائدہ اور ترقی ہو مثلاً آبپاشی وغیرہ تو مجالس دیہی سے اُنکو مدد ملتی ہے کہ اِس تدبیر سے فائدہ اُٹھائین۔ حالت موجودہ مین صرف ایک امر سے استمراری ترقی متصور ہے وہ یہ کہ جو زمین افتادہ ہے اُسکو جوتین۔ ایک مقام پر مین نے خود تجربہ کیا ہے کہ قلیون کے ذریعہ سے بہت بڑے حصۂ اراضی افتادہ مین تردد کیا گیا ہے۔ اسمین کوئی اعتراض نہین کرسکتا۔ شمالی صوبون کی اکثر مجالس دیہی مین یہ رسم برابر جاری ہے کہ اگر کوئی کسی مجلس کی افتادہ زمین کو جوتے بوئے تو وہ اُسپر اِسقدر سال تک قبضہ رکھ سکتا ہے جسقدر اُسنے محنت کی ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا مجالس دیہی عمدہ زراعت کی ترقی کی مانع نہین تھین۔

جو لوگ اپنے کو حکم سمجھتے ہین اُنکی یہ راے ہے کہ کسان عموماً کھیتون مین پانس بالکل نہین ڈالتے۔ مگر یہ بڑی غلطی ہے۔ مانا کہ جن ملکون مین زرخیز سیاہ مٹی کی اصلی قوت زرخیزی ابھی تک باقی ہے وہان پانس کو جلانے کی لکڑی کے عوض استعمال کرتے ہین یا پھینک دیتے ہین کیونکہ کسانون کے نزدیک کھیتون مین پانس ڈالنا ٹھیک نہین ہے۔ اُنکا یہ عقیدہ کسیقدر صحیح بھی ہے مگر شمالی حصۂ زراعتی مین جہان بے پانس کے غلہ پیدا ہی نہین ہوتا کُل کسان کھیتون مین پانس ڈالتے ہین۔ اگر کافی پانس نہ ڈال سکین تو اِسکا سبب یہ ہے کہ اُنکے پاس مویشی کم ہین لہذا کافی پانس اُنکو مل نہین سکتی۔ مگر جن ملکون مین زمین کی قوت کم ہوگئی ہے وہان بھی کسان پانس بیکار پھینک دیتے ہین۔ حالانکہ اگر کھیتون مین پانس ڈالین تو بڑا فائدہ ہو۔ یہ اُنکی ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔ مجالس دیہی سے اِسکو کوئی بحث نہین ہے۔ اِن مقامون پر اکثر زمیندار بھی ایسی ہی حماقت کرتے ہین۔ جب کسانون کو یقین ہوجاتا ہے کہ اگر پانس ڈالینگے تو جو زائد محنت

انکو کرنی پڑیگی اُس سے بڑا ہی فائدہ کثیر اُٹھائینگے تو وہ پانس ڈالنے لگتے ہین۔اور اگر اِس سے انکو فائدہ ہوا تو برابر پانس ڈالتے ہین۔

بعض لوگ کہتے ہین کہ شمالی صوبون کے کسانون کو اگر مجلس دیہی کی بے ایمانی کا خوف نہو تو وہ اپنی مویشی کی تعداد کو ترقی دین اور کھیتون مین پانس زیادہ ڈالین۔

اب یہ دریافت کرنا چاہیے کہ مجالس دیہی کی بے ایمانی کے کیا معنی ہین۔خیال کیا جاتا ہے کہ کسان کو دو باتون کا خوف ہے۔ایک یہ کہ اُسکی کچھ مویشی تو سرکاری پولیس اِس علت مین نیلام کر ڈالتا ہے کہ لگان اُسکے ذِمّے چاہیے گو وہ اپنا پورا لگان اور ٹکس دے چکا ہو۔دوسرے مجلس دیہی کو اختیار ہے کہ تقسیم اراضی مکرر کرے اور جن کھیتون مین ایک کسان نے کئی برس محنت کرکے پانس ڈالی تھی وہ کسی اور کو حوالے کر ڈالے۔

پہلا امر تو کبھی واقع ہوتا ہے۔اور جو کسان اپنی مویشی کی تعداد بڑھانا چاہتے ہین اُنپر اسکا اثر یہ پڑتا ہے کہ اِسمین چندان سرگرم نہین رہتے۔مگر یہ مجلس دیہی کا قصور نہین ہے بلکہ صیغۂ مال کی ابتری اِسکا باعث ہوتی ہے۔رُوس خُرد مین بھی مجلس دیہی بقیۂ لگان کی علت مین رعایا کی جائداد ضبط کر لیتی ہے۔دوسرے امر کا خوف اُن لوگون نے دلا دیا ہے جو مجالس دیہی کے برباد اور شکست ہونے کے خواہان ہین۔مگر کسانون پر انکا اِسقدر اثر نہین پڑتا جسقدر لوگ سمجھتے ہین۔مین اُن لوگون سے متفق ہون جنکی راے ہے کہ مجالس دیہی نیک نیّت نہین ہین بلکہ اُسکے ممبرون کی ہمیشہ یہی کوشش ہوتی ہے کہ اپنے فائدے کے لیے رعایا سے زیادہ ستائی کرین۔اب دیکھنا چاہیے کہ واقعات سے کون امر ظاہر ہوتا ہے۔شمال کے صوبون مین جب پانس کی ضرورت ہوتی ہے تو ہر سال تقسیم اراضی ہوتی ہے۔جون جون اُتر جائیے گا تو آپ کو معلوم ہوگا کہ وہان تقسیم اراضی کئی سال کے بعد ہوتی ہے اور ٹھیٹھ اُتر مین تو کوئی اِس تقسیم کا نام بھی نہین جانتا ہے۔شلاً ایک صوبے مین اراضی مجلس دیہی دو حصّے ہین جس حصّے مین پانس پڑتی ہے وہ گانوُن کے پاس ہے اور جسمین پانس

نہین پڑتی وہ گاؤن سے دُور ہے۔جو حصہ گاؤن سے دُور ہے صرف اُسی مین مکرر تقسیم اراضی ہوتی ہے۔پانس کے حصّے مین پٹہ شاذ ونادر ہی بدلا جاتا ہے۔اور جب کسی نئے خاندان کو حصّہ دینا ہوتا ہے توکسی فریق کا حق اِس سے مطلق زائل نہین کیا جاتا۔

جن لوگون کی راے ہے کہ میر گاؤن والون کی ترقی کا سدباب ہوتا ہے وہ لوگ دو قسم کے ہین اور جائداد مجالس کے وہ دو مختلف علاج بتاتے ہین۔ایک طبقے کے لوگون کی راے ہے کہ جائداد مجالس دیہی کے اصول فوراً شکست ہونے چاہئین۔اور دوسرے طبقے کی راے ہے کہ بالفعل مجالس دیہی برقرار رکھی جائین مگر اُسکے اختیارات قانون کی رو سے محدود کر دیے جائین۔

مگر دونون رائین غلط ہین۔اگر مجالس دیہی کے اختیارات دفعتہً زائل کر دیے جائین تو ایک انقلاب پیدا ہو جائے اور اِسقدر انقلاب ہو کہ آزادی غلامان خانہ زاد کے زمانے جوش کو بھی مات کر دے۔جن لوگون کی راے ہے کہ مجالس دیہی کے سبب سے کبھی پرولیٹیریٹ قائم نہین ہو سکتی اُنسے مجھے اتفاق نہین ہے۔میری راے ہے کہ اراضی کی تقسیم مکرر غالباً موقوف ہو جائیگی۔مگر ابھی سے پوری پوری پیشین گوئی کرنا محال ہے۔واللہ اعلم کیا اتفاق ہو۔اِس امر مین کسان ہی کوئی راے قائم کر سکتے ہین۔کیونکہ اِس کام کو وہ خود کرتے ہین اور اُن ہی کو اِس سے واقفیت تامہ ہے۔ہر ایک مجلس دیہی کو اختیار ہے کہ زمین کے مختلف حصّے کرے اور ہر خاندان کو ایک ایک حصّہ تقسیم کر دے۔مگر اِس اختیار کو بہت ہی کم مجلسین کام مین لاتی ہین۔

یہ بھی کچھ کم قابل اعتراض نہین ہے کہ مجالس دیہی کا انتظام قانون کی رو سے ہو۔وہ وقت بیشک آنے والا ہے جب پرانے خیالات کی عظمت لوگون کے دلون سے نکل جائیگی اور قانون کے ذریعے سے زیادہ کارروائی ہوگی۔مجلس دیہی کو کسی خارجی شئے کی مدد کی ضرورت نہین ہے۔مجلس مذکور اپنے فوائد خوب سمجھ سکتی ہے اور جنکو اُسکے قوانین وضع کرنے کا دعویٰ ہے اُنسے کہین زیادہ وہ واقفیت رکھتی ہے۔طرز انتظامی مین اپنے فوائد کے مطابق مجلس مذکور تبدل وتغیر کر سکتی ہے۔یہ تو ظاہر ہے کہ مجلس مذکور امراے عظام کی

آنکھون مین کھٹکتی تھی کیونکہ رُوس مین صرف یہی ایک مجلس نظمی ہے جو حکام سرکار کی تعدی سے محفوظ ہے اور صرف یہی ایک مجلس نظمی ہے جو بلا امداد گورنمنٹ آزادی اور جوش سرگرمی کام کرتی ہے اور گورنمنٹ کی مدد کی محتاج نہین ہے۔ مگر تعجب یہ ہے کہ جو لوگ اپنے کو انتظام خود مختاری کا حامی سمجھتے ہین وہی اِس مجلس کی بیخ کنی کرتے ہین حالانکہ رُوس کی اور کسی مجلس نظمی کو اسقدر اختیارات انتظام خود مختاری نہین حاصل ہین۔ اور جن جن مجالس کو اختیارات خود مختاری حاصل تھے وہ صرف براے نام تھین جیسے اندر این کا پہل۔ جسکی قوت سے وہ قائم ہوئی ہین وہ اُنکو شکست بھی کرسکتا ہے۔ اور اسطرح پر شکست کرسکتا ہے کہ طوائف الملوکی اور بدنظمی نہونے پائے۔ رعایا کے عادات اور خیالات مین مجلس دیہی کی ابھی تک بہت وقعت ہے اور مین پھر کہتا ہون کہ اِس بارے مین کسان حَکم ہوسکتے ہین۔ اور اگر وہ خدا سے دعا مانگین کہ یا خدا ہمارے جو فروش وگندم نما دوستون اور حامیون سے ہمکو محفوظ رکھ تو جاے استعجاب نہین کیونکہ جو لوگ اُنکی دوستی کا دم بھرتے تھے وہی اُنکے حق مین کانٹے بوتے تھے۔

اب ہم معترضون اور آیندہ کے مصلحان ملکی کا حال لکھتے ہین یعنی وہ لوگ جنکا خیال ہے کہ گورنمنٹ کی دست اندازی سے کسان اپنی ترقی بہبو نہین کرسکتے اور جنکی راے ہے کہ مال کی حالت موجودہ کا سب سے بہتر علاج یہ ہے کہ رفاہ و صلاح ہو اور ایسے صوبون مین جاکر رہین جہان آبادی کم ہو اور زرخیز زیادہ ہون۔ بطریق جملہ معترضہ مجھے یہ بھی بیان کردینا چاہیے کہ عوام کی راے زیادہ تر یہی ہے اور ہونا بھی ایسا ہی چاہیے۔ اِسکے علاوہ ایک خصوصیت اِسمین ہے کہ جسکے سبب سے روسیونکو یہ بہت پسند ہے۔ جو لوگ اسکو اختیار کرتے ہین وہ گورنمنٹ کو ملزم قرار دیتے ہین اور گورنمنٹ سے چاہتے ہین کہ اِس نقص کو رفع کردے۔

اب سوال یہ ہے کہ موجودہ حالت مالی سے عموماً اور ٹکس وصول کرنے سے خصوصاً کسانون کا کسقدر نقصان ہوتا ہے۔ اِسکے جواب کے لیے ایک دفتر لکھنے کی ضرورت ہوگی۔ اِسکی نسبت مین تھوڑا ہی سا بیان کرونگا تاکہ لوگون کو کسیقدر واقفیت ہوجائے

کسانون کو دو ٹکس دینے پڑتے ہین۔ایک تو معمولی ٹکس۔دوسرے سالانہ لگان۔یہ دونون مختلف قسم کے ہوتے ہین۔

پہلے ٹکس کے تین درجے ہوتے ہین۔شاہی۔لوکل اور ٹکس متعلق مجلس دیہی۔ انمین سے پہلا ٹکس سرکار مقرر کرتی ہے۔دوسرا ٹکس زمسٹوو سے تشخیص ہوتا ہے۔ تیسرے ٹکس کا تقرر مجالس دیہی کے تعلق ہے۔یہ سب ملا کر ساڑھے نو روبل فی مرد دینا ہوتا ہے۔اب اگر فی خاندان مثلاً ڈھائی مرد سمجھا جائے تو ہر خاندان پر ٹکس کوئی پونے تیئیس روبل ہوگا یعنی تقریباً پینتیس روپیہ۔اور کسانون کے لیے یہ بڑی بھاری رقم ہے۔

لگان کو ٹکس نہین کہہ سکتے کیونکہ اُسکے عوض مین کسان کو کسیقدر زمین ملتی ہے۔ مگر یہ امر قابل تسلیم ہے کہ وہ بھی ایک قسم کا ٹکس ہے۔کیونکہ لگان بتراضی طرفین نہین باندھا گیا تھا بلکہ کسان مجبور کیے گئے تھے کہ زمین لین اور لگان دین۔ملک کے بعض حصّون مین یہ لگان مفید رعایا ہے اور اُسکو وہ ایک قسم کی رعایت خاص سمجھتے ہین اور بعض مین بار سمجھا جاتا ہے۔بعض مقامون مین کسان زمین واپس کر دیتے ہین اور لگان سے بری ہو جاتے ہین۔اور بعض مین اسطرح براءت حاصل ہونی محال ہوتی ہے کیونکہ ایسی شرطون پر نہ مجلس دیہی اُسکی زمین خوشی سے قبول کریگی نہ کوئی اور کسان۔ اگر ایک کسان اپنی زمین کا لگان مجلس دیہی کو اٹھارہ روبل دیتا ہے حالانکہ اُس زمین کے لیے دس ہی روبل کافی ہین تو یہ آٹھ روبل گویا اُسپر ٹکس ہوا۔

جنوبی حصۂ زراعتی مین یہ زیادہ ستانی نہین ہے۔وہان جو لگان زمین کے لیے باندھا جاتا ہے اُس سے زیادہ لگان کی زمین ہوتی ہے پس اِس لگان کو ٹکس کسی طرح نہین کہہ سکتے۔اگر کسان اپنے کو لگان سے بچانا چاہے تو وہ آسانی کے ساتھ اسطرح بچ سکتا ہے کہ اپنی اراضی مجلس دیہی کے حوالے کردے یا کسی کسان کو دے دے۔اِسکے برعکس شمالی حصۂ زراعتی مین چند ہی مقامات ایسے ہونگے جنمین کسان لگان سے بری ہون اور اِس لگان کا ایک حصہ گویا بالکل بمنزلہ ٹکس ہوتا ہے۔اب اگر اصل ٹکس مین لگان کا

وہ جزو بھی شامل کر دیا جائے جو زمین کی حیثیت سے زیادہ ہے تو بڑی رقم ہو جائے۔ اور جو لوگ صرف زراعت ہی پر بسر کرتے ہین اُنکے لیے یہ رقم بہت ہے۔ جب تک سالانہ ادا کیا جائیگا تب تک ممکن نہین کہ کسانون کی حالت ترقی پائے۔ بلکہ اسکے برعکس اُنکی حالت بدتر ہے کیونکہ سرکاری نقشون سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان ملکون مین مویشی کی تعداد کم ہوتی جاتی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ مویشی کی تعداد کم ہونے سے پانس اور پیداوار بھی کم ہوگی۔

پس یہ قول صحیح ہے کہ رُوس اور خاص کر شمالی حصۂ رُوس مین کسان اس ٹکس کے ہاتھون تباہ ہین۔ مگر کیا اور ملکون مین یہ سبب نہین موجود ہے۔ بیشک ہے۔ مگر اصلیت یہ ہے کہ کسانون کی حالت ہی اسی قسم کی واقع ہوئی ہے کہ وہی حالت اُنکی ترقی کا سدِّ راہ ہوتی ہے۔ اب اسکی تشریح کرونگا۔

غلامی کے زمانے مین کسانون کے خاندان بڑے بڑے ہوتے تھے اُنکے ممبر علیحدہ علیحدہ نہین رہتے تھے۔ مگر جب مالکان اراضی کی حکومت جاتی رہی تو خاندان کے ممبر علیحدہ علیحدہ رہنے لگے۔ ہر شخص آزادی کا دلدادہ ہو رہا تھا۔ تھوڑے ہی عرصے مین قریب قریب سب متاہل کسان اپنے اپنے خاندانون سے جُدا ہو کر علیحدہ علیحدہ مکانون مین رہنے لگے۔ یہ تو مین بیان ہی کر چکا ہون کہ مجالس دیہی کے انتظام خود اختیاری پر اسکا بڑا اثر پڑا مگر کسانون کی حالت پر اسکا اثر اُس سے بھی زیادہ خراب پڑا۔ اول تو ایک مکان کے عوض دو دو تین تین مکان بنانے پڑے اور اُنکی تعمیر اور مرمت مین زائد روپیہ خرچ ہونے لگا۔ اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اگر بڑا خاندان ہوگا تو چھوٹے خاندان کی نسبت آفات ارضی وسماوی سے دیر مین تباہ ہوگا۔ اِس سے بدتر ایک بات اور ہوئی جسکا حال قانون آزادی سے صاف ظاہر ہو جائیگا۔

قانون آزادی سے کسانون نے اِسقدر زمین نہین پائی جسقدر وہ چاہتے تھے پس جن کسانون کو قانون کی رو سے حصۂ زمین ملا اُنکو نہ تو کام کافی ملتا ہے نہ آمدنی کافی ہوتی ہے۔ اگر خاندان بڑا ہو تو یہ دقت بآسانی رفع ہو جائے۔ فصل پر ایک کسان اپنی جورو اور بھاوجون اور ایک قلی کی مدد سے کل خاندان بھر کی اراضی کو جوت بو سکتا ہے۔ اور باقی لوگ اور پیشے کرنے لگتے ہین اور ٹکس اور ضروری اخراجات کے لیے روپیہ دیتے ہین۔

جب مضبوط آدمی ایک آزاد خاندان کا سرغنہ ہوتا ہے تو یہ طرز غیر ممکن ہوجاتا ہے۔ خاندان کا ہر سرغنہ مجبور ہوتا ہے کہ یا گھر پر رہے یا اپنے حصۂ کاشت کو اپنی بیوی کے سپرد کردے۔ اگر گھر پر رہے تو بہت سا وقت سُستی مین ضائع ہو۔ ہان یہ ممکن ہے کہ کسی معقول لگان پر کسی پڑوس کے کسان کے سپرد کردے۔ اور اگر بیوی کے سپرد کردے تو فصل کم ہو کیونکہ عورت کو گو گرہستی کا کام نہ بھی کرنا ہوتا ہم وہ ہرگز مرد کے برابر جوت بو نہین سکتی۔ اکثر مقامون مین کسان کو مجبور ہوکر لگان انتہا سے زیادہ دینا پڑتا ہے کیونکہ کسانون کو ضرورت ہوتی ہے کہ گانون کے قرب وجوار مین قابل زراعت اراضی ملے۔

مین نہین کہہ سکتا کہ یہ نقص کیونکر بخوبی رفع ہوسکتے ہین مگر مجھے یقین ہے کہ اگر مالی حالت پر زیادہ توجہ کی جائے اور خاص کر لگان پر تو بڑا فائدہ ہو۔ اِسکے علاوہ بہتر ہو اگر لوگ کثرت سے خارج البلد ہون اور کسیقدر کسان شمال اور مغرب کی اُوسر زمین سے مشرقی صوبون کی زرخیز زمین مین جاکر رہین۔

آیندہ حالت کی نسبت مجھے صرف ایک لفظ کہنا ہے۔ میرے نزدیک مایوسی کی اِسقدر امید نہین ہے جسقدر خیال کی جاتی ہے۔ آج کل رُوس مین بہت بڑا انقلاب ہورہا ہے اور وہ عیوب اُسمین ہین جو ایسے زمانے مین لازم وملزوم ہوتے ہین جب کوئی انقلاب عظیم ہوتا ہے۔ غلّامانِ خانہ زاد کی آزادی کے مسئلے کو جس جرأت اور کامیابی سے اُسنے حل کیا اُس سے ہم ضرور امید کرسکتے ہین کہ وقت موزون پر وہ امور زراعت کی اُن دقتون پر غالب آجائیگا جو ابھی تک رُوس مین پیش آتی ہین۔

باب اٹھائیسوان

نئی عدالتین

اگلے وقت کے ضوابط قانونی - اُسکے نقص - رفاہ و اصلاح - نیا طرز - جسٹس آف دی پیس - صاحبان جج کی عدالتین - عدالت نظر ثانی - تجویز و بل کے تغیر و تبدل - کارروائی کیسی ہوتی ہے - عدالت - وکلا - جوری - جو مجرم اقبال جرم کرین انکی رہائی - کسانون - سوداگرون - امرا کی جوری - نئی عدالتون کی آزادی

غلامان خانہ زاد کی بحث کے بعد مصلحانِ ملک کو نظم امور نصفت و عدالت کی جانب توجہ مبذول کرنے کی زیادہ تر ضرورت تھی - ارباب نصفت اسدرجہ مرتشی اور نالائق تھے کہ حیطۂ بیان سے خارج ہے -

مثل اور ملکون کے جو ناشایستگی کی حالت مین ہوتے ہین رُوس مین بھی ابتدا ابتدا کے زمانے مین دادرسی کے بالکل ناشایستہ طریقے تھے سلطنت بالکل گویا حالت طفولیت مین تھی اور رعایا کی جان و مال اور حقوق کی حفاظت رعایا ہی کے ذمے تھی ضوابط سرکار اسی پر مبنی تھے کہ رعایا خود اپنی حفاظت کرے - سرکار صرف رعایا کو یہ مدد دیتی تھی کہ اپنے حقوق کی حفاظت کرسکے اور اگر کوئی شخص دیدہ و دانستہ ان حقوق پر دست تعدی دراز کرتا تو اُس سے سرکار بدلہ لیتی -

مگر جون جون بادشاہ کی خود مختاری اور جبر کی قوت زیادہ ہوتی گئی یہ سب باتین بدل گئین شاہ خود مختار نے کوشش کی کہ شوغل کل کو اپنی ہی قوت سے بلا مدد غیرے چلاسے اور ترتیب دے اور رعایا کی جانب سے جو کارروائی خود بخود ہوتی تھی اُسکو شک اور حسد کی نظر سے دیکھتے تھے - پس دادرسی اور انصاف خاص حکام صدر کے اختیار مین تھا اور حکام جزو ارا کین سلطنت تھے مگر عوام کو دادرسی کے معاملے مین کوئی دخل نہ تھا -

تھمِسؔ* نے بازار عام سے کنارہ کشی کی اور اپنے کو ایک تیرہ و تار کمرے مین بند کر دیا اور سختی کے ساتھ تاکید کر دی کہ فریق مخالف اور عوام مین سے خبردار کوئی میرے روبرو نہ آئے۔ معتمدین اور پیش دست جو اُسکو گھیرے رہتے تھے مدعی اور مدعیٰ علیہ کے دعوون اور حقوق کو جس طرح مناسب سمجھتے تھے پیش کرتے تھے۔ تھمِسؔ اپنے خاص معتمدین کے دلائل پیش کردہ کو اپنی راے کے مطابق جانچتی تھی۔ اور خلوت سے جلوت مین صرف اسلیے آتی تھی کہ وہ فیصلہ سُنائے جو اُسنے پہلے ہی سے سوچ لیا تھا اور اُن لوگون کو سزا دے جو اُسکے نزدیک مجرم ہین۔

گو یہ تبدل کسیقدر ضروری تھا مگر اسکے نتائج بہت خراب پیدا ہوے۔ عدالتون نے فریقین مخالف اور عوام کے اختیار سے آزاد ہوکر ویسی ہی کارروائی کی جیسی انسان کی عادت مین داخل ہے سب بے انصافی زبردستی رشوت ستانی کی کوئی انتہا ہی نہین تھی اور گورنمنٹ کو ان بُرائیون کا اس سے بہتر علاج اور کوئی نہ معلوم ہوا کہ پیچیدگی کے ساتھ قانونی برتاو کرے اور بلطایف الحیل اُنکو دفع کرے جوڈیشیل حکام پر انتہا سے زیادہ قوانین وضوابط کا بار ڈالدیا گیا تھا اور وہ اسقدر کثرت سے تھے اور پیچیدہ کہ اگر نہایت ہی نامنصف جج بھی ہوتا تو حق پرستی کے دائرے سے باہر قدم رکھنا ممکن نہ تھا۔ امر حق کی تحقیقات اور شہادت کی جانچ کے لیے صاف صاف اور مشرح قواعد نافذ کیے گئے تھے۔ ہر قانونی دلیل اور ذراسی شہادت بھی جسپر فیصلہ مقدمہ مبنی تھا درج کرلی جاتی تھی اور فیصلہ کرنے کی پیچیدہ کارروائی کے کل امور مین ایک باقاعدہ دستاویز بنائی جاتی تھی اور مختلف رجسٹرون مین درج ہوتی تھی پھر دستاویز اور رجسٹر پر مختلف افسرون کے دستخط ہوتے تھے ہر فیصلے کا اپیل عدالت اعلیٰ مین ہوسکتا تھا اور حکام بالادست کے ذریعے سے حکم نافذ ہوتا تھا۔ الغرض ایک بہت ہی پیچیدہ قسم کا باضابطہ قانون واضعان قوانین نے مدوّن کیا اور اُنکو یقین تھا کہ اس سے بے ایمانی اور بے ضابطگی کا سدباب ہوگا ناظرین کو اگر یہ خیال ہو کہ اس طرز انتظام سے کسی ملک مین بھی قابل اطمینان نتیجہ

* تھمِس قدیم یونانیون کی اُس دیبی کا نام ہے جسکے سپرد وضع قوانین کا کام تھا۔ اس کل فقرے کے یہ معنی ہین کہ عدل مین انصاف اُس زمانہ مین بالاطاق [illegible]

حاصل نہین ہو سکتا تو صحیح ہے - تجربے سے ہمیشہ ظاہر ہوتا ہے کہ جن عدالتون مین یہ خیال نہین ہے کہ انکی شہرت ہو انہین انصاف بخیر - اور بہت سی برائیان اس طرح سے پیدا ہو جاتی ہین کہ عرصے تک قائم رہتی ہین - یہ لوگ بڑے کاہل وجود ہوتے ہین اور وقت پر کام کرنا چاہتے ہی نہین اور بے ایمانی کر کے شرماتے نہین - اور اب تک کوئی ایسا طریقہ نہین جاری کیا گیا ہے جس سے یہ نقص رفع ہو جائین - یہ کوشش کہ ان عیوب کو ضوابط کی ترقی اور عدالتہاے اپیل و نظر ثانی کے ذریعہ سے بالکل رفع کرین کارروائی قانونی کو اور بھی مطول کرتی ہے اور عوام کے اختیار سے انکا دفعیہ اور بھی زیادہ محال ہو جاتا ہے فریقین کے درمیان جو آزادانہ بحث ہوتی ہے اگر وہ بحث نہونے پائے تو جج کا کام اور بھی مشکل ہو جاے - اگر اس طرز کو کسی صورت مین کامیابی حاصل ہو سکتی ہے تو لازم ہے کہ لائق اور ذکی اور تربیت یافتہ و تجربہ کار اہل جوری کی جماعت مقرر کیجاے اور وہ رشوت وغیرہ عیوب سے بری رہین -

روس مین ائین سے کوئی حالت پوری نہین ہوتی - بعوض اس کے کہ تربیت یافتہ اور تجربہ کار اہل جوری کی جماعت قائم کیجائے گورنمنٹ نے زیادہ تر یہ کوشش کی کہ لوگون کی راے سے تھوڑے دن کے لیے عام انتخاب سے جج منتخب کیے جائین جنکو جوری کی کبھی تعلیم نہین دی گئی اور نہ کسی اور قسم کی تعلیم پائی ہے - جج کے عہدے کی تنخواہ بہت ہی کم تھی اور لوگ اس نظر حقارت سے دیکھتے تھے کہ بے ایمانی کی ترغیب کا روکنا مشکل تھا یہ کوشش جو کی گئی کہ عدالتون کے جج رعایا کی کثرت راے سے منتخب کیے جائین تو اس سے یہ منشا تھا کہ عدالتین ویسی ہی ہر دل عزیز ہو جائین جیسی پیشتر تھین مگر اس کوشش مین کامیابی نہین ہوئی اور اس کے اسباب بر ظاہر ہین عدالتون کے انتظام مین رعایا کی راے سے انتخاب کرنا اسی حالت مین فائدہ مند ہوگا جب کہ عدالتین سرکاری اور ضوابط سیدھے سادے ہون - اسکے برعکس اگر ضوابط تحریری غایت درجہ کے پیچیدہ ہوے تو بہت مضر ہونگے - پس روس مین اسکا ثبوت مل گیا - منتخبہ ججون نے جو اس کام کے لیے زیبا نہ تھے اور جو تھوڑے عرصے کے بعد بدل جاتے تھے

قوانین وضوابط کی واقفیت براے نام ہی حاصل کی۔ ان مین اکثر آدمی مفلس اور سست زمیندار تھے جو اس سے زیادہ اور کوئی کارروائی نہین کرتے تھے کہ مستقل افسر جو فیصلے لکھکر بھیجدین اُنپر دستخط کردین۔ اگر جج کو کسیقدر قانونی لیاقت ہوتی بھی تھی تو اسکو اُسکے استعمال کا کم موقع ملتا تھا۔ کیونکہ جس مصالح سے فیصلہ لکھا جا سکتا تھا اُسکو فی نفسہ وہ کبھی شاذ ہی جانچتا تھا کل ابتدائی کارروائی جو اصل مین سب سے ضروری تھی سکرٹیری عدالت کی ہدایت کے موافق چھوٹے چھوٹے افسر کرتے تھے مثلاً فوجداری کے مقدمون مین سکرٹیری تحریری شہادت کو جانچتا تھا اور کل شہادت درج کیجاتی تھی۔ امور ضروری کا خلاصہ لے لیتا تھا اور بطور مناسب اُنکو ترتیب دیتا تھا۔ اور جو قوانین اُسکے نزدیک مقدمے کے متعلق تھے اُنکا حوالہ دیتا تھا اور اس سب کی ایک رپورٹ لکھکر ججون کے سامنے پڑھتا تھا۔ اب اگر ججون کو اُس مقدمے مین کوئی ذاتی غرض نہوتی تھی تو سکرٹیری کی راے کو مقدمے کی نسبت وہ قبول کر لیتے تھے۔ ورنہ کل ابتدائی کارروائی وہ از سرنو خود کرتے تھے۔ اور یہ کام ایسا تھا کہ شاذ ہی جج اسکے انجام دینے کے قابل تھے اور شاذ ہی جج خوشی سے کام کرنا چاہتے تھے۔ خلاصہ یہ کہ فیصلہ اصل مین سکرٹیری کی راے پر تھا اور چھوٹے چھوٹے افسرون کی راے پر جنکے سپرد ترتیب مقدمہ تھی اور عموماً نہ سکرٹیری نہ چھوٹے چھوٹے افسر یہ اختیار پانے کے قابل تھے۔ جو چالاکی اور تدبیرین وہ اپنی تنخواہ کے بڑھانے کے لیے کرتے تھے اُنکی تشریح کی یہان ضرورت نہین ہے اور نہ اسکی تشریح کی حاجت ہے کہ وہ عموماً کس طرح سے دونون فریقون سے رشوت لے لیتے تھے۔ یہی کہنا کافی ہے کہ عدالتون مین عموماً دغاباز اور بدمعاش لوگ بھرے تھے۔

یہ نقص اور عیوب اسقدر زیادہ پھیلے ہوے تھے کہ خود شہنشاہ نکولس تک کو اُنکا حال معلوم ہوگیا اور اُسنے تدبیر سوچی کہ جوڈیشل طرز انتظام مین بکلی اصلاح کرے۔ اس غرض سے مجاریہ قوانین جمع کیے گئے اور ترتیب دیے گئے اور مجموعۂ قوانین کے طرز سے طبع ہوے۔ اسکے ساتھ ہی قوانین کی پیچیدگیان دور کرنے کی تدبیرین کی گیئن مگر اسکی کارروائی سستی کے ساتھ ہوئی اور یہ یکسان حالت بدستور رہی۔ گروفتۂ رفاہ و اصلاح کی

سرگرمی سے جو عملداری حال کی ابتدا مین شروع ہوئی اُس آگ کو بھڑکا دیا - جب کہ غلامی خانہ زاد کی آزادی کی بحث قصبون کی کمیٹی مین شروع ہوئی تو جلسہ مشیران شاہی سے اس بحث تاریخی اور علمی اور مسائل کے مطابق اُمور پر نظر ڈالی اور نتیجہ نکالا کہ موجودہ طرز انتظام جوڈیشیل مین تغیر کلی ہونا چاہیے -

جو کمیشن اس غرض سے مقرر ہوئی تھی کہ اس ضروری امر کی نسبت غور کرے اُس نے ایک مطول تحریر اعتراضات موجودہ طرز کے خلاف پیش کی اور اصلی اور خاص پچیس ۲۵ نقص سے کم نہین ظاہر کیے - انکے دور کرنے کے لیے اُسنے تجویز کیا کہ جوڈیشیل طرز نظمی کو سیاست مدن کی اور فروعات سے بالکل جدا کر دینا چاہیے - اور عدالتون مین عوام کی راے اور فوجداری کے مقدمات مین جوریان مقرر ہونی چاہیین - چھوٹے چھوٹے اُمور کے لیے جسٹس آف دی پیس کی عدالتین مقرر ہونی چاہیین اور معمولی عدالتون مین مطالب قانون کو بہت کچھ صاف کر دینا چاہیے -

یہ ضروری اور خاص خاص اصول فرمان خسروی سے ۲۹ ستمبر سنہ ۱۸۶۲ع کو آزادی غلامی کے فرمان کے ڈیڑھ برس بعد طبع ہوے تھے اور ۲۰ نومبر سنہ ۱۸۶۴ع کو نئی مجلس قانونی کے نام جو انھین اصول سے قائم ہوئی ہے شاہنشاہی حکم سے اُسکی تصدیق ہوگئی - نئے طرز نظمی اور اصول کے مطابق ایک دفعہ پھر سادگی اور موزونیت آگئی ہیئت مجموعی اسکا ڈھچر بالکل فرانسیسی طور پر ڈالا گیا تھا مگر کہین کہین انگریزی طرز کا اثر بھی بین ظاہر ہوتا تھا مگر یہ کسی پرانے طرز کی ایسی نقل نہین ہے جو خواہ مخواہ تتبع کے لیے اختیار کی گئی ہو - انصافاً یہ بھی کہہ سکتے ہین کہ گو ہر ایک جزو اس ڈھچر کا مالک غیر سے لیا گیا تھا لیکن کُل پر نظر ڈالنے سے جدت پائی جاتی تھی - اگر اسکو عمارت قرار دین تو اُسکا نیچے کا حصہ دو بڑے ٹکڑون پر شامل ہے جو ایک دوسرے سے مختلف اور علیحدہ قسم کا ہے یعنے ایک جسٹس آف دی پیس کی عدالت دوسری ججون کی عدالتین - ان دونون مین ایک معمولی عدالت ابتدائی تھی اور ایک عدالت اپیل - اس عمارت کا اوپر کا حصہ جسمین مساوی طور پر دونون ٹکڑے ہین سینیٹ ہے یعنے اعلے عدالت نظر ثانی -

اِن دونون مختلف جزون کا فرق بادی النظر مین ظاہر ہو سکتا ہے - عدالتہاے جسٹس آف دی پیس کا کام تھا کہ اُن چھوٹے چھوٹے مقدمون کا فیصلہ کرین جو پیچیدہ قانونی اصول پر مبنی ہین اور اگر ممکن ہو تو اُن چھوٹے چھوٹے جھگڑون اور بحثون کا بھی جو روزمرہ کے طرز معاشرت سے پیدا ہوتی ہین تبراضی طرفین فیصلہ کردین - اور ججون کا کام یہ تھا کہ اُن مقدمات اہم کی تحقیقات کرین جن مین متنفس اشخاص یا خاندانون کا اعزاز یا دولت کم و بیش متعلق ہے یا جنکے سبب سے رعایا کے امن مین بڑا خطرناک نقصان پہونچتا ہے - یہ دو قسم کی عدالتین انھین اغراض مجوزہ کے مطابق مقرر کی گئی تھین - پہلی مین قوانین صاف ہین اور عدالتون کے اختیارات چھوٹے چھوٹے مقدمون پر محدود ہین اور جج رعایا کے انتخاب سے مقرر کیے جاتے ہین عموماً اس مقام کے باشندون مین سے دوسری عدالتون مین قانون کی سطوت زیادہ تر جلوہ گر ہے - قانون مین سختی زیادہ ہے اور مقدمات کی حیثیت کے مطابق عدالت کے اختیارات غیر محدود ہین او جج لوگ اسی قسم کے تربیت یافتہ جوری ہوتے ہین جنکو شہنشاہ مقرر کرتا ہے -

عدالتہاے جسٹس آف دی پیس کے اختیارات مین وہ کُل معاہدے اور دیوانی کے تاوان جن مین پانچ سو روبل یعنے تقریباً چھیاسٹھ پونڈ سے زیادہ رقم نہو اور کُل فوجداری کے معاملات جن مین قانونی سزا مین سو روبل یعنے چالیس پونڈ سے زیادہ نہو یا ایک سال کی قید ہو شامل ہین - جب کبھی کسی کو کوئی شکایت کرنی ہوتی ہے تو اُسکو جسٹس آف دی پیس کی عدالت مین جاکر بذریعۂ تحریر یا تقریر مطلب کہنا ہوتا ہے - اگر وہ شکایت عمدہ اصول پر مبنی سمجھی جاتی ہے تو جسٹس فوراً سماعت مقدمہ کے لیے ایک دن مقرر کرتا ہے اور فریق ثانی کو اطلاع دیتا ہے کہ وقت مقررہ پر حاضر ہو - جب وقت مقررہ آجاتا ہے تو مقدمے کی بحث زبانی کیجاتی ہے خود فریقین ہون یا وہ اپنی طرف سے کسی وکیل کو مقرر کردین - اگر دیوانی کا مقدمہ ہے تو جسٹس کارروائی اس طرح پر شروع کرتا ہے کہ فریقین کو حکم دیا جاتا ہے کہ فوراً باہمی تصفیے سے مقدمے کو ختم کردین اور جس فیصلے کو وہ مناسب سمجھتا ہے وہ بیان کردیتا ہے - اکثر مقدمون کا فیصلہ اس سیدھے سادے طرز سے

ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر فریقین مین سے کوئی فریق باہمی فیصلے پر راضی نہو تو کامل طور پر بحث ہوتی ہے اور جسٹس باضابطہ فیصلہ تحریری سُناتا ہے اور اسمین وہ وجوہ درج کرتا ہے جسپر فیصلہ مبنی ہو۔ مقدمات فوجداری مین مدت سزا کا فیصلہ ہمیشہ سے ایک خاص الخاص مجموعۂ ضابطۂ فوجداری کے حوالے سے کیا جاتا ہے۔

اگر رقم مقدمہ متدائرہ تیس رُوبل یعنے چالیس پونڈ سے زیادہ نہو یا اگر سزا پندرہ رُوبل یعنے بیس پونڈ کے جرمانے سے یا تین دن کی قید سے زیادہ نہو تو جسٹسون کی جماعت کی عدالت مین اپیل کیا جائیگا۔ اس امر مین فرانسیسیون کی نسبت انگریزون کا زیادہ تتبع کیا گیا ہے۔ ماہواری سشن مین ضلع کے کُل جج شامل ہوتے ہین اور اُنکے اجلاس مین ایک ایک جج ضلع کے فیصلے کا اپیل سُنا جاتا ہے۔ ضابطۂ قانون پیچیدہ نہین ہوتا جیساکہ عدالتہاے ماتحت مین ہے مگر گورنمنٹ کے ایک اسسٹنٹ کو عدالت مین ہمیشہ حاضر رہنا چاہیے۔ یہ عہدہ دار دیوانی کے بعض اور فوجداری کے کُل مقدمون مین فوراً بحث کے بعد اپنی راے دیتا ہے اور عدالت فیصلہ کرنے مین اُسکی راے پر لحاظ کرتی ہے۔

صاحبان جج کے لیے بھی اُسی طرح ابتدائی عدالتین اور اپیل کی عدالتین ہین ہر معمولی عدالت کی حد اختیارات بہت سے اضلاع مین ہوتی ہے اور ہر عدالت اپیل کی حد اختیارات مین اکثر صوبے شامل ہوتے ہین۔ مگر عدالتہاے اعلی اور عدالتہاے ادنیٰ کے تعلقات ان دونون حالتون مین یکسان نہین ہین۔ صاحبان جج کی عدالتون مین کل مقدمات دیوانی کا اپیل ہو سکتا ہے۔ چاہے رقم مقدمات متدائرہ کیسی ہی خفیف کیون نہو مگر مقدمات فوجداری کا فیصلہ آخری عدالت ماتحت بہ امداد جوری کرتی ہے۔ ایک عدالت کا نام پلینیس دی جسٹس ہے اسکی مرضی کے بغیر عدالتہاے ماتحت کوئی کارروائی نہین کرسکتین۔ چونکہ ناظرین کو ضوابط دیوانی کے امور تفصیلی مین کوئی لطف حاصل نہوگا لہذا مین اس بحث کی نسبت صرف اسقدر کہونگا کہ ان دونون عدالتون مین مقدمات کا فیصلہ ہمیشہ کم سے کم تین جج کرتے ہین اور اجلاس عام ہوتا ہے۔ اور سرکاری طور پر جو وکلاے مقبولہ ہین اُنکی بحث زبانی اس کارروائی مین

جزو ضروری سمجھی جاتی ہے - مگر مین جرأت کرکے اس تبدل کی نسبت جو مجموعۂ ضابطۂ فوجداری مین واقع ہوا ہے کسی قدر اور امور بھی بیان کرونگا اور یہ بحث ناواقف آدمیون کے لیے زیادہ دلچسپ ہے -

جب تک عدالتون کی نئی اصلاح نہین ہوئی تھی تب تک مقدمات فوجداری کی کارروائی مخفی ہوتی تھی - اور تحقیقات زیادہ کیجاتی تھی - مجرم کو اپنے مقدمے کی پیروی کرنے کا موقع ہی نہین ملتا تھا اگرچہ سرکار بڑی کوشش اور کد کرتی تھی کہ بے گناہ آدمی ہرگز ہرگز سزا نہ پا جائین لیکن اس طرز کا نتیجۂ عملی یہ ہوتا تھا کہ بے گناہ اشخاص سالہا سال اُسوقت تک قید خانے مین رہتے تھے جب تک کہ حکام کو اُنکی بے گناہی کا یقین نہو جاتا تھا اور ممکن تھا کہ کوئی چالاک مجرم اپنے جرم کی تحقیقات کو غیر محدود زمانے تک ملتوی کرا دیتا -

جن لوگون کے سپرد یہ کام ہوا تھا کہ امور اصلاح کی طرف توجہ کرین اُن پر ظاہر ہوگیا کہ قریب قریب ہر ملک یُورُپ مین وہی بُرائیان پیدا ہوگئی ہین جنکی رُوس کو شکایت ہے - اور یہ کہ ہر ملک کو یکے بعد دیگرے یہ عقیدہ ہوگیا ہے کہ اُن نقصون کے دور کرنے کا سب سے بہتر ذریعہ یہ ہے کہ مدعی اور مجرم کو عمدہ موقع ملے اور کوئی رعایت نہ کیجائے اور اُنکو اجازت دی جائے کہ جو قانونی بحث وہ مناسب سمجھین اُسکی رو سے بحث کرین - یہ بھی ظاہر ہوگیا تھا کہ ممالک غیر کے مستند آدمیون کے قول کے مطابق بہتر ہے کہ جُوڈِیشَل بحث کے طرز جدید مین معزز باشندون کی جوری کی راے پر فیصلہ چھوڑ دیا جاے - پس جو تجویزین رُوس اختیار کرنے کو تھا وہ اور قومون کے تجربے پر مبنی تھین اور یہ امر تجویز ہوگیا کہ اُن تجاویز کے مطابق فوراً عملدرآمد شروع ہو جانا چاہیے - جو لوگ مجرم سمجھے جاتے تھے اُنکے فوجداری سپرد کرنے کا اختیار نہ ججون کو تھا نہ پُولِیس کو - ہان اگر کوئی شخص مدعی ہوکر کسی کو فوجداری سپرد کرتا تو پُولِیس اور جج البتہ مداخلت کرسکتے تھے نہ کہ از خود - ایک شخص کا سرکار کی جانب سے مقدمات فوجداری مین مدعی ہونا اور قیدی کے وکیل سے بحث کرنا اور گواہون کی شہادت زبانی لینا اور مکرر سوالات جرح کرنا یہ

قاعدے جاری کیے گئے۔اور فوجداری کے مقدمات مین جوری جزو اعظم تھی۔

جب کبھی کوئی دیوانی یا فوجداری کا مقدمہ کسی عدالت مین فیصل ہوتا تھا تو اُسکا اپیل ہونا محال تھا مگر قانونی بے ضابطگی کی دلیل پر اُسکی نظر ثانی کی درخواست البتہ ہو سکتی تھی گو اپیل نہ ہوتی مگر نظر ثانی ضرور ہوتی۔اگر قانون کی نسبت ظاہر ہو کہ غلط سمجھا گیا تھا یا برے طرز سے اُسکا استعمال ہوا تھا یا اگر کوئی امر فروگذاشت ہوجاتا یا ضروری اُمور قانونی کے خلاف عمل مین آتا یا اگر عدالت نے قانونی اختیارات کے دائرے سے باہر قدم رکھا تو جس فریق کو نقصان پہونچتا وہ درخواست کرسکتا تھا کہ مقدمہ کی نظر ثانی اور از سر نو تحقیقات ہو۔مگر فرانسیسیون کے خیالات امور عدالت کے مطابق یہ اپیل نہین ہے۔جس عدالت مین نظر ثانی ہوتی ہے وہ مقدمے کے اصلی امور پر نظر نہین ڈالتی بلکہ صرف اس بحث کا فیصلہ کرتی ہے کہ آیا ضروری قانونی باتون کا لحاظ ہوا یا نہین اور آیا قانون کے سمجھنے اور استعمال کرنے مین تو کوئی غلطی نہین ہوئی۔اور اگر نظر ثانی مین معلوم ہو کہ فیصلہ ناجائز قرار دینے کے کچھ وجوہ ہین تو وہ عدالت مقدمے کا فیصلہ نکریگی بلکہ صرف یہ حکم دیگی کہ از سر نو تحقیقات کیجائے۔رُوس کے نئے طرز نظمی کے مطابق صرف سینیٹ ہی عدالت نظر ثانی ہے جنبش آف دی پیس اور جج دونون کی عدالتون کے لیے۔

پس سینیٹ کل جوڈیشل نظمی کی مصلح ہے مگر اُسکا کام صرف ترتیب نظر ڈالنا ہے۔وہ صرف اُن اُمور پر جانچ کریگی جو اُسکے روبرو پیش ہون اور اس انتظام کی کُل کو وہ کوئی قوت از خود نہین دیتی۔اگر کوئی عدالت ماتحت سُستی سے کام کرے یا کام کرنا بالکل ہی چھوڑ دے تو سینیٹ کو اُس سے ذرا بھی اطلاع نہوگی اور سرکاری طور پر کوئی تدارک ہرگز نکریگی پس یہ امر ضروری سمجھا گیا کہ عدالتہاے ماتحت کی رگ ادائے فرائض خود بخود جوش ہو اور اس غرض سے ایک جوڈیشل جماعت نظمی مقرر کی گئی جسکا افسر اعلیٰ وزیر بصفت منسٹر آف جسٹس مقرر ہوا۔یہ وزیر پروکیورر جنرل ہے اور ہر عدالت مین اُسکا ایک ماتحت رہتا ہے۔اس جماعت نظمی کا ابتدائی کام یہ ہے کہ قانون کے منشاء کے مطابق کارروائی برقرار رہے اور جوڈیشل طرز انتظام مین کوئی نقص اگر ہو تو اُسکو دیکھے اور

رفع کرے اور سینٹ کے فوائد کو محفوظ رکھے اور جو لوگ سرکاری طور پر اس قابل نہین سمجھے جاتے کہ اپنے خاص کامون کا بندوبست کرین اُنکے فوائد کی حفاظت کرے اور فوجداری کے مقدمات مین سرکار کی جانب سے وکیل ہو۔ علاوہ برین کسیقدر قوت قانونی اور کسیقدر واقعات کے وجوہ کی اُسکو ایک اور خدمت بھی سپرد ہوئی ہے جسکی نسبت مین تب ذکر کرونگا جب آزادی اور اختیارات عدالت کے بارے مین بیان مفصل طور سے کیا جائیگا۔

بہیئت مجموعی اگر اس عظیم الشان جوڈیشل تعمیر پر دور سے نظر ڈالیے تو یہ من کل الوجوہ سڈول معلوم ہوتی ہے مگر جو قریب سے اور بغور معائنہ کیجیے تو ظاہر ہے جو چیزین موزون نظر آتی تھین وہ اصل مین بند دریچے اور مصنوعی دروازے اور اور ایسی باتین ہین جنسے بھونڈا فریب ظاہر ہوتا ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ یہ نقص ظاہر ہوگا کہ حالت تعمیر مین طرز تعمیر بدل دیا گیا۔ گو یہ کام چھ برس کے قریب تک جاری رہا مگر اوپر کے حصۂ عمارت کا طرز تعمیر نیچے کے حصے کے طرز سے مختلف ہے۔ بعینہ جیسے قوم گاتھک کے معابد مین ہوتا ہے جو کئی صدی کے عرصے مین بنتے گئے ہین۔ اس مین کوئی امر تعجب خیز نہین ہے کیونکہ اس تھوڑے ہی زمانے مین حکام کی راے مین بہت بڑا تبدل واقع ہوگیا ہے۔ اصلاح اُسوقت مین تجویز کی گئی جب کہ شائستگی کے خیالات آزادہ کی نسبت بڑا جوش تھا اور سائنس کی ہدایت پر غیر محدود عقیدہ جما ہوا تھا۔ عوام کی راے پر بے شبہہ بھروسا تھا اُسوقت یہ یقین کیا جاتا تھا کہ عوام بخوشی خاطر وہ امر کرینگے جس سے عوام کا فائدہ متصور ہے۔ بشرطیکہ حکام کی روک ٹوک اور طرز تمدن کی جن زنجیرون سے وہ ابتک مقید تھے اُن سے آزاد کر دیے جائین نکولس کی سخت عملداری سے وہ ابتک کانپتے تھے اور اُنکو عوام کے امن برقرار رکھنے سے زیادہ یہ خیال تھا کہ اپنے اپنے ذاتی حقوق کو محفوظ رکھین۔ اور جو خیالات سوشلسٹ اُس زمانے مین شایع تھے اُنکے مطابق مجرم اس قابل سمجھے جاتے تھے کہ وہ بدبخت سوسائٹی مین برابری کرنے یا انصاف مساوی پانیکے مستحق نہین ہین۔ اس زمانے کے آخر مین یہ سب امور بدلنے لگے۔ اکثر آدمی یہ خیال

کرنے لگے کہ آزادی کا نتیجہ آسانی کے ساتھ غایت درجہ آوارگی کی آزادی ہوگا اور عوام کی جو مستعدی خود بخود ہے وہ صرف زبانی داخلہ رہ جائیگی۔ اور نظم ملکی کے لیے ضرور ہے کہ پرانے زمانے کے مطابق مذہبی وآب اخلاق کا بھی خیال رہے۔ پس ۱۸۶۴ء مین یہ ظاہر ہوا کہ جو عام اصول ۱۸۶۲ء مین قائم اور طبع ہوے تھے اُنکے مطابق پورا پورا عملدرآمد کرنا محال ہے۔ قانون کے اُن حصون مین بھی جنکے مطابق اصل مین کارروائی ہوتی تھی یہ امر ضروری متصور ہوا کہ کسی نہ کسی خفیہ طرز سے تبدل کیا جائے مثال کے طریق پر ایک امر بیان کیا جاتا ہے۔ ۱۸۶۰ء مین فوجداری کی تحقیقات پولیس کے ہاتھ سے نکال لی گئی اور ججون کے سپرد کی گئی جنکو سرکاری وکیل سے کوئی سروکار نہ تھا اور جب تک ججون کی عدالت اُنکو کسی قانونی بے ضابطگی کی نسبت سے مجرم نہ قرار دیتی تبتک وہ موقوف نہین کیے جاسکتے تھے۔ پہلے تو اس انتظام سے بڑی خوشیان اور بڑی امیدین ہوئین کیونکہ پولیس کے ظلم کا اس سے سدباب ہوگیا اور حکام اعلیٰ کے جابرانہ اختیارات سے حفاظت ہوگئی مگر اسکے نقص بہت ہی جلد ظاہر ہوگئے۔ اکثر جج اپنے کو آزاد پاکر اور یہ جان کر کہ جب تک کوئی بڑا قانونی جرم سرزد نہو گا تب تک اُن پر مقدمہ دائر نہو سکیگا سست ہوگئے اور کاہلی مین اپنا وقت ضایع کرنے لگے۔ ایسی حالت مین یہ امر ہمیشہ مشکل اور کبھی کبھی غیر ممکن تھا کہ ججون کو متہم کرتے کیونکہ سستی اُسوقت تک داخل جرم نہین ہوسکتی جب تک اعلیٰ ترین درجے کو نہ پہونچ جائے لہذا وزیر کو یہ تدبیر کرنی پڑی کہ بلا منظوری خسروی اُسنے چندروزہ جج مقرر کرنے شروع کردیے جنکو وہ جب چاہتا موقوف کردیتا۔

مگر یہ امر ضروری ہے کہ مسائل مجوزہ کی اُن غلطیون کی صراحت کیجاے۔ فائدۂ عام کے لیے ضروری سوال یہ ہے کہ جو حالت اُن مقامون کی ہے جہان یہ اصلاح جاری کی گئی تھی وہان اُس سے یہ کام نکلا۔

یہ سوال صرف رُوس ہی نہین بلکہ کُل طلبار سوشل سائنس کے لیے دلچسپ ہے کیونکہ اس سے اس مشکل بحث مین کچھ نہ کچھ ظاہر ہوتا ہے کہ ایسے انتظامی امور کا اگر ایک ملک سے دوسرے ملک مین تتبع کیا جائے تو کہان تک کامیابی حاصل ہو۔ اکثر بعض کا

بدلائل خیال ہے کہ پیشتر سے کسی قاعدۂ نظمی کی کارروائی اچھی نہین ہوسکتی۔ اب اس مقام پر ہمکو اچھا موقع ہے کہ اس مسئلے کو تجربے کی کسوٹی پر کسین۔ یہ نیا انتظام عدالت ممالک غیر کے طرز واصول کے مطابق ہوا ہے۔ تاریخی امور کی نسبت جو کچھ اُن لوگون نے مبالغے کے ساتھ کہا وہ صرف باتین ہی باتین تھین۔ اصل مین اُنھون نے اُسی طرز نظمی مین کسیقدر تبدل وتغیر کردیا تھا جو پیشتر مروج تھا گو عام زبانی قانون اور جوریون کی تحقیقات کرنے کا طریقہ پُرانا طرز تھا لیکن باستثناے چند خاص آدمیون کے اور سب اُسکو بھول گئے تھے مگر جو امور اصل مین موجود تھے اُنکی ترقی دینے مین کوئی بڑی کوشش نہین کی گئی۔ قانون مین زبانی ضابطہ کا طرز تو البتہ قائم رکھا گیا مگر اُسکے مطابق عملدرآمد مطلق نہین ہوتا تھا اور نئے طرز نظمی کے مدّاح اُسکو بالکل بھولے ہوے تھے۔

مجھے اُن قواعد نظمی کی خوبی مین عموماً عقیدہ نہین ہے جو ظالم وخودمختار واضعان قانون اپنے دماغ سے پیدا کرکے نافذ کرتے تھے۔ لہذا مجھے امید تھی کہ یہ جدید جوڈیشل طرز نظمی جو تحریر مین ایسا اچھا نظر آتا ہے اصل مین قریب قریب بیکار ہوگا۔ مگر تجربے سے میری یہ امیدین پوری نہین ہوئین۔ اسکے برعکس مجھے معلوم ہوا کہ گو اُن نئے قواعد نظمی نے مضبوط جڑ نہین پکڑی ہے اور عمل ہونے سے نزلون دور ہین تاہم اُنکی کارروائی بہیئت مجموعی قابل تعریف ہے اور ملک پر اُن سے بے انتہا فائدہ پہونچ چکا ہے۔

گو ابھی دس برس بھی نہین گذرے کہ امور رفاہ واصلاح ملکی شروع ہوگئے تھے اور گو سلطنت کے بہت سے حصّون مین ابھی تک وہ امور رفاہ جاری بھی نہین ہوے ہین تاہم جسٹس آف دی پیس کی عدالتین جو شاید اُن قواعد نظمی مین سب سے زیادہ جدید ہین اس طرح پر قائم ہوگیئن کہ گویا کئی پشت سے قائم تھین۔ ان عدالتون کے اصلی فرض سے نہ تو پہلے پہل صاف صاف واقفیت رکھتے تھے نہ رعایا۔ اکثر کسان جسٹس کو ویسا ہی سمجھتے تھے جیسا اگلے وقتون کے مالکان اراضی کو۔ اور اس امید پر اپنی فریاد اور شکایتین اُسکے روبرو پیش کرتے تھے کہ وہ اُنکی کسیقدر اصلاح کردیگا۔ خانگی اور شادی بیاہ کے جھگڑے اکثر اُسکے روبرو پیش کرتے تھے جس کی کوئی عدالت ہرگز سماعت نہین کرتی تھی اور بعض

اوقات وہ اُن شرائط کے پورا ہونے کی درخواست کرتے تھے جو نہ صرف تحریری قانون مجاریہ کے خلاف تھے بلکہ معمولی اخلاق کے بھی خلاف تھے۔ بعض بعض جَسٹِس اوسی قسم کی بیضابطگیان کرتے تھے۔ اُنکو خیال تھا کہ اُن کا کام یہ ہے کہ جو عادات اور خیالات غلامی خانہ زاد کی وجہ سے لوگون کے دلون مین جاگزین ہوے تھے اُن کی بیخ کنی کرین لہذا وہ اپنے اختیارات کو بُرے طور پر کام مین لاتے تھے اور غلامون کی صورت سے نفرت تھی۔ وہ بدی کے ساتھ اُن بیچارون کے نازک دل دُکھاتے تھے اور جن لوگون کی نسبت اُنکی راے تھی کہ ابطال حق کرتے ہین اُنکو نقصان پہونچاتے تھے۔ آقا اور ملازمون مین جو جھگڑے ہوتے تھے یا مالک اور مزدورون مین اُن جھگڑون مین اِس فرقہ کے جَسٹِس اپنا فرض سمجھتے تھے کہ سرمایہ دارون کے ظلم کا سدباب کرین اور اپنے فرضی منصب مصلحان قوم کی حالت مین وہ یہ بھول جاتے تھے کہ اُن کا سرکاری منصب جج کا ہے۔ مگر الحمدللہ کہ لوگون کے یہ خیالات باطلہ اور ججون کی یہ بیضابطگیان جلد جلد مفقود ہوتی جاتی ہین اور غالبًا چندہی روز مین کالعدم ہو جائینگی

ججون کی عدالتین بھی اسی طرح بہت ہی قلیل عرصے مین مضبوطی سے قائم ہو گئین جج عمومًا کسی طرح عالم قوانین نہین ہین اور جو سہولت اور متانت ہم اپنے ہان کی عدالتون مین دیکھنے کے عادی ہین وہ رُوس کے ججون مین نہین پائی جاتی مگر ایماندار تعلیم یافتہ تو ضرور ہوتے ہین اور عمومًا قانون سے بھی اچھی واقفیت رکھتے ہین۔ انکے خاص خاص نقص کے اسباب یہ ہین کہ جسقدر ضرورت تربیت یافتہ ججون کی ہے اُس سے کہین کم دستیاب ہوتے ہین اور گورنمنٹ کو مجبور ہو کر بہت سے ایسے آدمی بھرتی کرنے پڑتے ہین جو معمولی حالتون مین کبھی خیال بھی نکرتے کہ امیدواری کی درخواست کرین۔ شروع سنہ ۱۹۰۷ع مین ججون کے بتیسوین [۳۲] انتخاب مین جو اُس زمانے مین تھا دو سو ستائیس [۲۲۷] جج تھے اور اُنمین سے چوالیس [۴۴] نے اہل جوری کے پیشے کی کبھی تعلیم ہی نہین پائی تھی مجلس تک کسی قانونی منصب کے تربیت یافتہ نہین ہین۔ اسمین شک نہین کہ عدالتین اسوقت تک بخوبی اثر نہین ڈال سکتین جب تک کل جج اُس قسم کے آدمی نہون جنھون نے

خاص عمدہ تعلیم پائی ہوا ور عدالتون کی کارروائی سے بھی واقف ہون۔ اسمین شبہہ نہین کہ
یہ امر وقت پر منحصر ہے اور اب بھی بھروسے کے ساتھہ پیشین گوئی کیجا سکتی ہے کہ ججون
کی دوسری نسل پہلی نسل سے زیادہ تیار اور لائق ہوگی۔

عدالت کے بعد وکلا کی نسبت ہم کو اور بھی کم وجہ تشفی کی ہے۔ نئے قاعدے
کے مطابق کارروائی کرنے مین کامیابی نہین ہوسکتی جب تک لائق وکلا کی جماعت کثیر
نہو جو ابھی تک قائم نہین ہوئی ہے۔ فوجداری کے مقدمات مین جسکا دل چاہے وکیل
بنجائے مگر دیوانی مین دو قسم کے وکلا ہین۔ بیرسٹر اور وہ وکلا جنکو اجازت دی گئی ہے
بیرسٹر ہمیشہ وہ لوگ ہوتے ہین جو مدرسۂ قانونی کا امتحان دے چکتے ہین۔ مگر وکلا کے لیے
کسی علمی لیاقت کی ضرورت نہین۔ صرف ایک امتحان دینا ہوتا ہے اور یہ صرف برائے نام
ضابطے کی پابندی ہے۔ ان دونون طبقون مین معدودے چند ہی ایسے ہوتے ہین
جو فرایض منصبی کے ادا کرنے کی لیاقت رکھتے ہون بیرسٹرون مین بھی بہت سے
ایسے ہین جنکو ابھی تک قانونی بحث کے ابتدائی اصول تک نہین آتے اس سبب سے
زیادہ ضرورت اسکی ہے کہ بیرسٹرون کو یہ سکھایا جائے کہ بیان مین اختصار کا زیادہ
خیال رکھین۔ یہ اکثر واقع ہوتا ہے خصوصاً اُن مقدمون مین جن مین عوام کی زیادہ تر
توجہ ہوتی ہے۔ وکیلون کو اسکا بڑا شوق ہوتا ہے کہ فرانس اور جرمنی اور انگلستان کے
ضوابط قانونی کا حوالہ دین اور لوگون کو اپنا تازہ تازہ سیکھا ہوا علم دکھائین مگر ضوابط مذکورہ
سے مقدمۂ متدائرہ مین ذرا بھی مدد نہین ملتی۔ یہ میلان طبع اکثر اوقات اُن وکلا کا ہے جو بالکل
جوان ہین اور جوری کے پیشے کی تعلیم پا چکے ہین بعوض اسکے کہ قانون ملکی کو بخوبی سمجھائین
پروفیسر لوگ اکثر مہمل اعتراضات اور قانونی تحقیقات کیجانب توجہ کرتے ہین اور ممالک
غیر کے قوانین کے اکثر حوالے دیتے ہین اور اکثر طلبہ اپنے قانونی کورس مجاریہ کو ختم
کرکے چند عام اصول اور منتشر خیالات بے معنی اور ممالک غیر کے قوانین اور عدالتون
کے فلسفے اور سیاست مدن کے اصول سیکھتے ہین۔ مگر روس کے اصلی قانون اور ضوابط
سے بالکل ہی برائے نام واقف ہوتے ہین۔

اخلاق کے اعتبار سے بھی وکلا کی حالت کچھ زیادہ تعریف کے قابل نہین ہے
اُن لوگون کے خیالات سے مجھے ذرا بھی اتفاق نہین ہے جو بیرسٹرون کو اس وجہ
سے بہت خراب آدمی سمجھتے ہین کہ وہ اپنے موکلون کے مقدمون کے خلاف جن
امور کو پاتے ہین اُنکو مخفی رکھتے ہین اور عدالتون مین جعل اور فریب سے کام لیتے ہین
مگر میری راے ہے کہ بیرسٹرون کو اپنے معزز پیشے کا خیال رکھنا چاہیے اور جہان تک
ممکن ہو اس پیشے کی نیک چلنی کو ترقی دینی چاہیے - مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رُوس
کے بیرسٹرون کا چال چلن ابھی تک بالکل ابتدائی حالت مین ہے اور بلا استثنیات اسکے
کُل ممبرون کو فرداً فرداً طمع اور جلب فوائد ذاتی کی حرص بہت ہے - وکیل اکثر موکل کے
ساتھ باضابطہ ٹھیکہ کر لیتے ہین اور اسی کے مطابق مقدمہ جیتنے کی حالت مین اُنکو بڑی رقم
شُکرانے مین ملتی ہے اور اگر ہار گیا تو یون ہی سا محنتانہ پاتا ہے - فوجداری کے مقدمون
مین اکثر صاف صاف وعدہ ہو جاتا ہے کہ جسقدر سخت سزا ہوگی اُسی قدر کم محنتانہ ملیگا -
مثلاً بڑی ٹھائین ٹھائین کے بعد قیدی وعدہ کرتا ہے کہ اگر رہا ہو گیا تو دس ہزار رُوبل
دونگا اور ایک سال کی قید ہوئی تو پانچہزار - اور اگر پندرہ سال کے لیے سیبیریا جلاوطن
کیا گیا تو ایک ہزار - اور وکیل بڑی ہوشیاری سے اس رقم کا ایک معتدبہ حصہ پیشگی لے لیا کرتا ہے
اس سے بدتر یہ بات ہے کہ بیرسٹر اپنی خدمت کو حتی الوسع بہت گران فروخت کرتے ہین
بلکہ بعض اوقات زیادہ محنتانہ پانے کے لیے بے ایمانی بھی کرتے ہین - ایک عام طریقہ یہ ہے
کہ موکلون کو سبز باغ دکھا کر مبالغے کے ساتھ بیان کرتے ہین کہ بھئی تم بڑے خطرون مین
پڑنے والے ہو پس اُنکو بہت ڈراتے ہین - دوسرا طریقہ یہ ہے کہ دوران مقدمہ مین بہت
بڑی رقم اُن سے یہ کہکر وصول کر لیتے ہین کہ خفیہ کامون کے لیے چاہیے یعنے عمال و
حکام کو رشوت دینے کے لیے - موکلون کی بدقسمتی سے بیرسٹرون کو اِن دونون تدبیرون مین کامیابی
ہوتی ہے - یہ پُرانا عقیدہ اُنکے دلون پر ابھی تک جا ہوا ہے کہ مقدمے کی پیروی اور ضابطۂ فوجداری
بڑی ٹیڑھی کھیر ہے - اسمین سرخرو وہی ہوگا جو آٹھون گانٹھ کمیت ہو - جو انصاف اور ایمان کو
پچھے پر رکھے اور جسکو یقین کامل ہو کہ رشوت کے بغیر مطلب نکلنا معلوم - رعایا خصوصاً غیر تربیت یافتہ

تاجرون مین اندھون کی طرح لڑکپن کا سا عقیدہ ہے کہ وکلا مقدمے کے خدا ہوتے ہین۔ اور بعض وکلا نے اُنکے اس عقیدے سے اپنا خاص مطلب بڑی چالاکی سے نکالا اور تھوڑے ہی سے زمانے مین اتنی دولت کثیر جمع کر لی کہ یقین نہین آتا۔ اسمین شک نہین کہ وکلا اور موکلون کا باہمی انتظام عموماً مخفی رکھا جاتا ہے۔ مگر جب کبھی یہ بات کھل بھی جاتی ہے اور اُنکے معاہدے کے عیوب اتفاقیہ ظاہر بھی ہو جاتے ہین کہ فلان شخص نے بے ایمانی کی تب بھی لوگون کی توجہ اُنکی طرف سے کم نہین ہوتی اور کسی کو اس فعل پر غصہ نہین آتا۔ وکلا نے بغیرتی پر کمر باندھی ہے اور اُنکا قول ہے کہ اگر صریحی بے ایمانی کھل بھی جائے تب بھی وکالت کے پیشے کو اتنا بڑا دھبا نہین لگتا۔ معاذ اللہ انگلستان مین تو وکلا نکال دیے جائین اور ذلیل ہون۔ اسمین شک نہین کہ بعض بعض باتون سے اب ایسا ظاہر ہونے لگا ہے کہ حالت موجودہ مین عمدہ تبدل ہونے والا ہے سینٹ پیٹرسبرگ اور ماسکو مین بیرسٹرون نے ایک جلسہ قائم کر لیا ہے اور جلسۂ مشیران شاہی کے ذریعہ سے اُسکا انتظام ہوتا ہے جسکو یہ اختیارات حاصل ہین کہ بیرسٹرون کو متنبہ کرے یا جسکو چاہے وکالت سے خارج کر دے یا خارج البلد کر کے قصبون مین بسنے کا حکم دے۔ مگر کوئی یہ امید نہ رکھے کہ ان ذریعون سے کوئی نیک اثر پیدا ہوگا۔

امور عدالت مین سب سے زیادہ دلچسپ شائد جوری کا حال ہوگا۔

رفاہ کے وقت جو اہل جوری عدالتون مین داخل کیے گئے تو تربیت یافتہ طبقون مین ایک ہمدردی کا جوش پیدا ہوا۔ عدالتون کے انتظام کی نسبت مشہور تھا کہ آزاد ہے۔ اُسپر بادشاہ کی روک ٹوک نہین ہے اور یہ بھی مشہور تھا کہ حال کے وہ عالم لوگ جو فوجداری کے قوانین و آئین مین مستند سمجھے جاتے تھے اُسکو پسند کرتے ہین۔ اس سے لوگون نے بھی اُسکو ازبس پسند کیا اور اُس کے اثر فیض بخش کی بڑی بڑی امیدین ہوئین۔ دس برس کے تجربے نے اس جوش سرگرمی کو بالکل ٹھنڈا کر دیا اور اب لوگ علانیہ کہتے ہین کہ جوری کا تقرر بڑی غلطی تھی۔ اب بہتون کی راے یہ ہے کہ روس کی رعایا ابھی ایسے امور اہم کے قابل نہین ہوئی ہے۔ اس راے کی تائید مین

بہت سے قصّے بیان کیے جاتے ہین۔ مثلاً ایک جوری نے کہا کہ ملزم پر جرم نہین ثابت ہے ایک جوری کی سمجھ مین نہین آتا تھا کہ کیا راے دے لہذا اُسنے ایک بت بغو زنا کے اوپر قرعہ ڈالا اور اُسی کے مطابق راے دی۔ علاوہ برین جب کہ مجرم عدالت کے روبرو پورا اور باضابطہ اقبال جرم کرتا ہے تو اہل جوری اکثر راے دیتے ہین کہ مجرم بے قصور ہے۔

واللہ اعلم یہ قابل مضحکہ قصّے کہانتک صحیح ہین مگر مین جرأت کر کے کہتا ہون کہ ایسے سوانح اگر اصل مین واقع ہوتے بھی ہین تو اسقدر شاذونادر کہ اُن سے کسی خاص حکم کی بنیاد نہین قائم ہوتی۔ مگر اسمین ذرا بھی شک نہین ہوسکتا کہ اہل جوری اکثر اُن قیدیون کو رہا کر دیتے ہین جو علانیہ طور پر اقبال جرم کرتے ہین لہذا اُس پر بہت بڑا لحاظ کرنا چاہیے اس سے اکثر انگریز غالباً یہ نتیجہ نکالین گے کہ رُوس ابھی ایسے امور اہم کے لیے تیار نہین ہے مگر ایسا نتیجہ مستخرج کرنے کے قبل بہتر ہوگا کہ امور متعلقہ مجموعۂ ضابطۂ فوجداری رُوس کو زیادہ غور کے ساتھ جانچین۔

انگلستان مین عدالت کو تعداد و مقدار سزا معین کرنے کی بڑی وسعت ہوتی ہے پس اہل جوری صرف واقعات مقدمہ پر اپنے کو محدود کرتے ہین اور جرم کی سزا جج کی راے پر چھوڑ دیتے ہین۔ رُوس مین جوری کی حالت مختلف ہے۔ روسی مجموعۂ ضابطۂ فوجداری نے ہر قسم کے جرائم کی سزا بالتصریح مقرر کی ہے اور جج کی راے پر کوئی کارروائی نہین چھوڑی ہے۔ اہل جوری کو معلوم ہے کہ اگر وہ ملزم کو مجرم کہدین تو قیدی قانون کے مطابق ضرور بالضرور سزایاب ہوگا۔ اب سنیے کہ مجموعۂ قوانین مین ممالک غیر کے قوانین سے بہت کچھ لیا گیا ہے اور وہ اُن خیالات پر مبنی ہے جو روسیون کے خیالات سے بالکل مختلف ہین اور اکثر حالتون مین اُن جرائم کے لیے سخت سزائین مقرر ہین جو روسیون کی راے مین صرف یون ہی سے خفیف قصور ہین اور جس کا مرتکب ہونا خلاف انصاف نہین ہے۔ جن باتون مین رُوس کا قانون انصاف اور عقل پر مبنی ہے اُن مین بھی اکثر ایسے ایسے واقعات ہوتے ہین جو صریح ظلم پر مبنی ہین۔ مثلاً فرض کیجیے کہ ایک

گانوؤن مین آگ لگ گئی اور گانوؤن کا مکھیا بعض نوجوان گانوؤن والون کی کاہلی اور سستی دیکھکر بے صبر ہوگیا اور دائرۂ قانون سے باہر قدم رکھا اور انکو بیوجہ گالیان دینے لگا اور جہلا کے بعضون کی گھونسون سے بھی خبر لی پس کسانون کی راے مین اس قسم کا آدمی بیشک کسی بڑے سنگین جرم کا مجرم نہین لیکن اگر مقدمہ دائر کیا جاے اور جرم ثابت ہو جاے تو دس برس کی مدت مدید کے لیے وہ جلا وطن کر دیا جائے۔ انگلستان مین اہل جوری انکو مجرم قرار دیتے مگر اور امور کا فیصلہ ججون کی راے پر چھوڑ دیا جاتا مگر روس مین وہ ایسی کارروائی نہین کر سکتے کیونکہ انکو معلوم ہے کہ جج مجموعۂ ضابطۂ فوجداری کے مطابق سزا دینگے۔ اب اس مشکل کے دور کرنے کا صرف ایک طریقہ رہگیا ہے۔ وہ یہ کہ رہائی کی راے دیجاے اور اُسی جوری کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ بے سمجھے بوجھے یہ فتوے دیدے کہ رہا کردو پس انھین خاص مقدمون مین جن مین جوری پر سختی کے ساتھ لعن طعن ہوتی ہے اہل جوری فوجداری کے قوانین مین اصلاح کرتے ہین سچ ہے کہ کبھی کبھی وہ اس دھرّے سے ذرا تجاوز کر جاتے ہین مگر اس قسم کے مقدمے میرے نزدیک بہت شاذ و نادر واقع ہوتے ہین۔ مجھے صرف ایک مقدمے کا حال معلوم ہے جسکی بخوبی تصدیق ہوئی ہے۔ ایک قیدی پر کوئی بڑا سخت جرم ثابت ہوگیا مگر اُس دن مذہبی تہوار تھا اہل جوری سوچے کہ اگر قیدی کو معاف کردین اور وہ رہائی پا جائے تو ہم سے بڑھکر نیک عیسائی کون ہوگا۔

قانون کے رو سے بیشک یہ کارروائی خلاف ہے۔ قانون کے واضعون نے کوشش کی کہ حتی الوسع جوری سے وہ سزا مخفی رکھین جو مجرم کو دیجائیگی۔ مگر یہ صرف نا کام ہی نہین ہوتی بلکہ بعض اوقات اسکا اثر مختلف طور کا پڑتا ہے۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ اہل جوری کو معلوم نہین ہوتا کہ سزا کسقدر دیجائیگی اور وہ ڈرتے ہین کہ مبادا جرم سے بہت زیادہ سزا دیدین لہذا مجرم کو رہا کر دیتے ہین۔ اگر انکو سزا کی مقدار معلوم ہوگئی ہوتی تو شائد رہا نہ کر دیتے۔ اور جب اہل جوری دھوکے مین آجاتے ہین اور انکو معلوم ہوتا ہے کہ جسقدر سزا انھون نے خیال کی تھی اُس سے سخت سزا کا جرم تھا

تو آیندہ مقدمون مین اُسکا بدلہ لے لیتے ہین - ایک مرتبہ ایک جوری نے ایک مجرم کا جرم خفیف سمجھکر اُسکی کم میعاد کی حالانکہ اصل مین حسب منشاء قانون اُسکی میعاد سات برس کی تھی - اسپر اہل جوری اسقدر متحیر اور خائف ہوے کہ اُسدن جتنے مجرم آئے سب کی بڑی بڑی میعادین کردین -

طرز موجودہ کے اصلی اور فرضی دونون قسم کے نقص عموماً اُسپر محمول کیے جاتے ہین کہ اہل جوری مین کسانون کی مقدار زیادہ ہوتی ہے اور رعب بھی زیادہ ہوتا ہے اور اُنکی راے کو لوگ اسقدر مسلم الثبوت تصور کرتے ہین کہ اُسکی تصدیق کی ضرورت نہین سمجھی جاتی کسان اکثر امور مین سب سے زیادہ نادان طبقے کے لوگ ہین لہذا یہ راے قائم کی گئی ہے کہ وہ بالکل اس قابل نہین ہین کہ گواہون کے اختلاف بیانات کو جانچ سکین گو یہ دلیل ظاہر اصاف اور مُسکت نظر آئے مگر میرے نزدیک یہ غلط ہے - اسمین شک نہین کہ کسانون کو تعلیم نہین دی جاتی مگر اُنکی معمولی عقل کچھ کم نہین ہوتی اور بہت سے ججون اور سرکاری وکیلون نے مجھسے کہا ہے کہ تجربے سے ظاہر ہوا ہے کہ جس جوری مین کسان ہون اُسپر عموماً زیادہ بھروسا کرنا چاہیے بہ نسبت اُس جوری کے جسمین تربیت یافتہ آدمی ہون مگر یہ بھی تسلیم کرنا چاہیے کہ کسانون کی جوری مین چند خصوصیتین ہوتی ہین اور اُن خصوصیتون کا دریافت کرنا ازبس دلچسپ ہے -

پہلے تو جو جوری کسانون کی ہوگی وہ عموماً زراعت کے معاملات مین عمدہ کاروائی کریگی اور تحقیقات مقدمے کے وقت جو دلائل اور شہادت دیجائیگی اُس پر اپنے کو ہمیشہ محدود نرکھے گی - ممبرون کی راے ویسی ہی قائم ہوتی ہے جیسے اُنکا روزمرہ کا طرز معاشرت ہے - اور اگر کسی ممبر کو قیدی سے ذاتی واقفیت ہو تو اہل جوری پر اُس ممبر کی راے کا زیادہ اثر پڑیگا - اگر بہت سے اہل جوری اُسکو خراب چال چلن کا آدمی سمجھتے ہین تو اُسکو رہائی کی امید ذرا بھی نرکھنی چاہیے گو اُسکے خلاف شہادت کامل نہ بھی ہو - کسان کہتے ہین کہ ایک بدنام بدمعاش کو صرف اسوجہ سے رہا کرنا کہ شہادت کافی نہین ہے کون سی دانائی ہے - اسمین شک نہین کہ اُنکے خیالات مجموعۂ ضابطۂ فوجداری کی نسبت

عموماً بالکل ابتدائی حالت کے ہین۔ مجالس دیہی جس طرح مجرمون کے ساتھ برتاؤ کرتی ہین وہ اُنکے خیالات کے مطابق بہترین طریقہ شایستہ سوسائٹی کا ہے مجلس دیہی کی ڈگری کی روسے جلسہ میر کو اختیار ہے کہ بلا تحقیقات کسی ممبر کو سائبیریا کو جلا وطن کردے قانون کا یہ سرسری اور بے ضابطہ طرز کسانون کے نزدیک بہت قابل اطمینان ہے وہ یہ نہین سمجھ سکتے کہ ایک مشہور اور نامی مجرم کو کیونکر اجازت دیجاتی ہے کہ وہ اپنی برارت کے لیے ایک وکیل مقرر کرے اور وہ وکیل جو کرائے پر آتا ہے اُسکی فصاحت وبلاغت کو ذرا بھی نہین سمجھ سکتے۔ عدالت مین بھی اور عدالت کے باہر بھی مین نے اِن لوگون کو اکثر یہ کہتے ہوئے سُنا کہ کرائے پر وکیل کرنا یعنے محنتانہ دیکر وکیل کرنا ایسا ہی ہے جیسا جج کو رشوت دینا۔

دوسرے یہ کہ مزارعین جب اہل جوری کا کام کرتے ہین تو جائداد کے مجرمون پر بڑی سختی کے ساتھ پیش آتے ہین۔ اسمین اُنکو صرف اپنی حفاظت کا خیال آتا ہے سال مین وہ ہمیشہ چورون اور بدمعاشون کے شکار بنے رہتے ہین وہ ایسے چوبی مکانون مین رہتے ہین جن مین ذرا ہی سے مین آگ لگ جاتی ہے۔ اُنکی دیوارون کو توڑ کر ایک بچہ گھس جا سکتا ہے۔ شب کو گانون کی چوکیداری صرف ایک بوڑھا آدمی کرتا ہے اب بتائیے کہ اکیلا آدمی کہان کہان رہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اُسکی آنکھ ذرا لگ جائے جب کوئی جرم اصل مین سرزد ہوتا ہے تب تو پولیس افسر کی صورت نظر آتی ہے ورنہ نہین چند گھوڑے کے چور منسے بہت سے خاندان تباہ ہو جاتے ہین اور جو شخص آگ لگانے کا عادی ہو وہ اپنے دشمن سے بدلا لینے کی خواہش مین کُل گانون کو چاہے تو محتاج کر ڈالے اسی قسم کے خیالات سے مزارعین چوری اور ڈکیتی اور آتش زنی کے مجرمون کے ساتھ بڑی سختی کرتے ہین اور سرکاری وکیل کی جب خواہش ہوتی ہے کہ کسی ایسے مجرم پر جرم ثابت کرا دے جو اُن جرائم مین سے کسی مین ماخوذ ہوا ہے تو وہ کوشش کرتا ہے کہ ایسی جوری مقرر ہو جسمین کسانون کے طبقے کے لوگ زیادہ تر ہون۔

جعل فریب کی نسبت مزارعین ایسے زیادہ سخت نہین ہین اور یہ غالباً اس وجہ سے

کہ تجارتی معاملات مین ایمانداری اور بے ایمانی کے کاروبار کا اُنکے دلون پر ابھی صاف صاف فرق نہین ہونے پایا ہے۔ مثلاً اگر کسانون کو اس بات کا عقیدہ جما ہے کہ بغیر کسیقدر چالاکی اور فریب کے تجارت کامیابی کے ساتھ نہین کیجا سکتی۔ لہذا دغابازی کو ایسا جرم سمجھتے ہین جو قابل عفو ہے۔ جو روپیہ فریب سے لیا گیا ہے اگر اُسکے مالک کو واپس دیدیا جاے تو سمجھا جاتا ہے کہ جرم کا بالکل معاوضہ ہوگیا۔ مثلاً جب کبھی کسی مجلس انتظامی کا سرغنہ سرکاری روپے کو اپنے تحت تصرف مین لاتا ہے اور قبل تحقیقات مقدمہ اگرادا کردیتا ہے تو وہ رہا ہوجاتا ہے۔ اور کبھی کبھی از سرنو وہی پھر منتخب ہوتا ہے۔

مزارعین اُن جرائم کی نسبت بھی اسی قسم کی رعایت کرتے ہین جو انسان کے جسم کے متعلق ہین مثلاً حملہ یا بیرحمی وغیرہ۔ جسکا سبب دریافت کرنا مشکل نہین ہے جب تک اخلاق کو ترقی نہین ہوتی اور اعلیٰ درجے کے خیالات لوگون کے دلون مین جاگزین نہین ہوتے تب تک جسمانی سزا سے کم پرہیز کیا جاتا ہے مگر رُوس کے کسانون مین یہ دونون باتین نہین ہین۔

جس کسی نے کسانون کی حالت پر غور کیا ہوگا وہ اکثر اوقات متحیر ہوا ہوگا کہ لوگ تکلیف جسمانی کو کس بے پروائی سے دیکھتے ہین چاہے شراب کے لینے مین جھگڑین سر پھوٹین لوگ زخمی ہوجائین مگر تماشائی ذرا دخل نہ دینگے۔ ایسے جھگڑون کی نسبت سرکار کے تدارک کو مزارعین ضروری نہین تصور کرتے اور نہ یہ ہرگز اُنکی راے ہے کہ جو فریق باہم لڑرہے ہین اُنکو سائبیریا بھیجدو۔ ہان اگر کوئی لڑکر مرجاے تو سرکار البتہ تدارک کرے۔ اُنکی راے ہے کہ اگر زخم خفیف ہین تو زخمی کو کوئی سخت ایذا نہ پہونچے گی اور زخم خود بخود اچھے ہوجائینگے پس جو شخص زخمی کرتا ہے اُسکو وہ سزا نہ دینی چاہیے جو بڑے مجرم کو دی جاتی ہے۔ ورنہ ایک خاندان کا خاندان مفلس ہوجائیگا۔ غالباً یہ دلیل جو کسان پیش کرتے ہین اس سے رحمدل آدمیون کو نفرت ہوگی مگر اس سے اُنکا سیدھا پن ضرور ثابت ہے۔

ہر قسم کی بیرحمی اور ظلم مین سخت ترین جرم شایستہ قومون کے نزدیک یہ ہے کہ میان بیوی پر ظلم کرے۔ اس سے شایستہ آدمیون کو ضرور نفرت ہوجائیگی مگر رُوس کے کسان

اُسکو جرم نہین سمجھتے۔ اُنکے وہی پُرانے خیال ہین کہ اگر شوہر ظلم کرے تو اُسکو اختیار رہے۔ وہ عورتون کے درجے کو گھٹا ہوا سمجھتے ہین اور عام کے مسئلون مین بھی یہی مشہور ہے یہ انوکھے خیالات روسیون کی قومیت یا پیدایش کی کسی خصوصیت سے نہین قائم ہوے ہین کیونکہ یہ بات تاجرون مین نہین پائی جاتی حالانکہ تجار قریب قریب سب کسانون ہی کی نسل کے ہین۔ اسکے برعکس تجار ضرب اور مارپیٹ کے جرمون کی نسبت جرائم متعلقہ جائداد کے ساتھ زیادہ رعایت کرتے ہین۔ اسکا سبب ظاہر ہے۔ سوداگرون کو اپنی جائداد کی حفاظت کے بہت سے ذریعے ہوتے ہین اور اگر اتفاق سے اُنکے ہان چوری ہو جاتی تو غالباً اس سے اُنکا بہت بڑا بھاری نقصان نہوگا۔ اسکے برعکس ضرب اور مارپیٹ کے جرائم سے اُنکے دلون پر ایک عجب اثر پیدا ہوتا ہے کیونکہ گو کسانون سے زیادہ اخلاقی اور علمی تعلیم اُنکو نہین حاصل ہوتی ہے مگر وہ آرام اور جسمانی راحت کے عادی ہوتے ہین اور اسی سے جسمانی تکلیف کا خیال اُنکے دل پر زیادہ موثر ہوتا ہے۔

جعل و فریب کی نسبت تجار کو بھی اسیقدر رعایت ہوتی ہے جسقدر کسانون کو ہے شاید ناظرین کو اس سے تعجب ہو کیونکہ فریب کی کارروائی سے آخرالامر تجارت کو ضرور نقصان عظیم پہونچتا ہے مگر روسی تاجرون کے دلون مین ابھی تک اس قسم کے خیالات نہین پیدا ہوے ہین اور وہ اپنے طبقہ کے بہت سے بڑے بڑے متمول آدمیون کا اس امر کے ثبوت مین حوالہ دے سکتے ہین کہ فریب سے اکثر دولت لاانتہا حاصل ہوتی ہے۔

چونکہ اسباب خارجیہ کا اثر تجار اور مزارعین دونون کے خیالات مذہبی پر برائے نام بھی نہین ہوا ہے لہذا دونون طبقے اُن جرائم کے ساتھ سختی سے پیش آتے ہین جو بارگاہ کبریائی کے خلاف متصور ہوتے ہین۔ اسی سبب سے اگر اہل جوری مین زیادہ تر تربیت یافتہ آدمی نہ ہوے تو توہین مذہب اور کفر وغیرہ جرائم کے مقدمات مین مجرم کبھی رہائی نہین پاتا اور اگر تربیت یافتہ طبقون کے لوگ اہل جوری ہوے تو معمولی خیالات کے مثل اُنکے فیصلون اور راے مین علم الٰہیات کے خیالات کا اثر ذرا بھی نہ پڑیگا۔ بعض اوقات ایک اور قسم کے خیالات کا اُنپر اثر ہوتا ہے مثلاً ایک جوری جسنے

کسی بڑے دارالعلم مین تعلیم پائی ہے ممکن ہے کہ اُسکے دل مین شہادت کی وقعت کی نسبت ایک خاص قسم کے خیالات ہون یا یہ خیال اُسکے دل پر جم گیا ہو کہ ہزارون مجرمون کا سزا سے بچ جانا اس سے بہتر ہے کہ ایک بے جرم سزا پاجاے یا خیالی اور فرضی ہمدردی انسانی کے خیال سے اُسکا دل ملو ہو سیا اُسکو یہ عقیدہ ہو کہ سزا دینا بیکار ہے کیونکہ نہ تو اس سے مجرم کی اصلاح ہوتی ہے اور نہ اور مجرم جرم سے باز آتے ہین۔ الغرض کسی نہ کسی طریقے سے اُسکے دل پر ضرور اُس اخلاقی حالت پریشان نے اثر کیا ہوگا جو رُوس مین آج کل گذر رہی ہے۔ اِنگلستانؔ یا فرانسؔ یا جرمنیؔ مین ایسے شخص کی باتون کا اُسکے خواجہ تاش اہل جوری پر اثر نہین پڑیگا کیونکہ ممالک مذکور مین بہت ہی تھوڑے آدمی اس قسم کے ہین جو ایسے نئے نئے خیالات و توہمات باطلہ کو اپنے خیالات قدیم پر ترجیح دین مگر رُوسؔ مین ابتدائی خیالات اخلاقی تک مین تلون ہوتا ہے لہذا اس قسم کا ایک اکیلا آدمی بھی کل اہل جوری پر غالب آجایگا۔ مین نے کئی بار کسانون کو فخر کرتے سُنا ہے کہ ہمنے اپنے ساتھ کے اہل جوری کو ترغیب دی کہ ہر قیدی کو جو اُنکے روبرو لایا جاے رہا کر دین اور یہ اس وجہ سے نہین کہ اُنکے نزدیک قیدی کا جرم نہ تھا یا شہادت کافی نہ تھی بلکہ اس سبب سے کہ اُنکے نزدیک کل سزائین بیکار اور وحشیانہ ہوتی ہین۔ اِس قسم کے واقعات پر نظر ڈال کر مین اُن لوگون سے اتفاق نہین کرسکتا جنکی یہ راے ہے کہ اِنگلستانؔ کی طرح رُوسؔ مین بھی یہ رسم جاری ہونی چاہیے کہ اہل جوری سب متفق الراے ہون۔

آخر مین مین اُن نئی عدالتون کی آزادی اور پولٹکل مقاصد کی نسبت بھی کسی قدر مختصر بیان کرونگا۔ جب عدالتون کی اصلاح کی بحث عام طور پر چھیڑی گئی تو بہت سے آدمیون کو امید تھی کہ نئی عدالتین پولٹکل آزادی کی بنیاد قائم کرینگی۔ اس عجیب و غریب زمانے کی یہ امیدین بھی پوری نہین ہوئین۔ اسمین شک نہین کہ مسائل کے رو سے بہت بڑی آزادی دی گئی تھی۔ قانون نے یہ اصول مقرر کیا کہ کوئی جج اُسوقت تک موقوف نہوگا جب تک کسی خاص جرم کا مجرم نہ قرار پائے۔ عدالتون کو لازم

ہے کہ کل خالی عہدون کے امیدوارون کو پیش کرین۔ مگر ایسے ایسے حقوق سے
عملاً کوئی نتیجہ نہین نکلتا۔ اگر وزیر کسی جج کو موقوف نہین کرسکتا تو ضرور وہ اُسکو ترقی اور
خطاب اور تمغون وغیرہ سے محروم کرسکتا ہے اور کسی نہ کسی پیرایئے مین اُسکو مجبور
کرسکتا ہے کہ اپنا استعفا بھیجدے۔ اگر یہ کہا جائے کہ عدالتون کو یہ اختیار ہے کہ خالی
عہدون کے لیے امیدوار پیش کرے تو وزیر کو بھی یہ اختیار ہے کہ وہ اپنے ہی امیدوارون کو
مقرر کریگا۔ پرُوکیوُرز کو وہ قوت ہے کہ عدالتون کے پیر مجلسون سے زیادہ ذی رعب عہدہ دار
ہو گئے ہین اور ججون کی آزادی برائے نام ہے۔

عدالتون کی آزادی اور اختیارات جو اس طرح پر محدود کر دیے گئے تو
لوگ عموماً خیال کرنے لگے کہ گورنمنٹ جوش ترقی و آزادی کے خلاف ایک سنگین
جرم کی مرتکب ہوئی ہے۔ شاید کسیقدر صحیح بھی ہو مگر مجھکو یقین نہین ہے کہ یہ امر
قابل افسوس ہے۔ سِلف گورنمنٹ یعنے انتظام خود اختیاری بیشک فی نفسہ
ایک عمدہ شئے ہے اور رُوس مین اُسکی خاص کر ضرورت ہے مگر یہ کوئی اکسیر اعظم
نہین ہے اور نہ اس سے کوئی حیرت خیز کام ہو سکتا ہے اور اگر ان لوگون مین دفعتہً
اس قسم کی گورنمنٹ جاری کیجائے جو مدت سے اُسکے عادی نہین ہین تو شاذ ہی
اس سے عمدہ نتیجے نکل سکتے ہین۔ رُوس مین جو اب تک اسکا تجربہ کیا تو اسمین حوصلہ
بڑھنے والا نتیجہ نہین نکلا خصوصاً دارالعلوم مین جو اکثر امور مین عدالتون سے مطابقت
رکھتے ہین۔ جو لوگ گذشتہ چند برسون کی تاریخی حالت دارالعلوم سے واقفیت رکھتے
ہین وہ ضرور شک کرینگے کہ اگر عدالتہاے ماتحت کو زیادہ تر آزادی اور اختیارات
دے دیے جائین تو اُنکی کارروائی زیادہ موثر ہوگی۔ جس وقت تک گورنمنٹ عالیہ وہ
ضابطہ مدنی کام مین لاسکتی ہے جسکا اوپر ذکر ہوچکا ہے تب تک اُنکی آزادی کو کوئی پولٹکل
وقعت نہین حاصل ہو سکتی۔ جب تربیت یافتہ طبقون کو کسیقدر زیادہ سچی آزادی حاصل
ہوجائیگی اور جب عام راے کا زیادہ اثر اور رعب ہو جائیگا تب کافی وقت ہوگا کہ لوگ کل
عدالتون کو حکام بالادست کے اختیارات و نگرانی سے آزادی دیجائے۔

باب انتیسوان

وسعت ملک اور مسئلہ مشرقی

رُوس کی ترقی ارضی - زراعت پیشہ لوگون کا میلان طبع - روسی اِسلیو و بین شمالی جنگل اور اِسٹپی - نوآبادی - مغرب کی جانب ترقی ارضی - جو ملک ملحق کیے گئے اُنکے باشندون سے میل جول - آیندہ کی ترقی - روسیون کا حملہ ہندوستان پر - قسطنطنیہ کیجانب بڑھنے کا میلان طبع - مذہب حال کا میلان طبع - روسی گورنمنٹ کی حکمت عملی - نتیجہ -

رُوس نے جو اسقدر جلد ترقی کی یہ زمانۂ حال کی تاریخ مین ایک بہت عجیب وغریب واقعہ ہے - ایک ایسی قوم یا کئی قومون نے جو ایک ہزار برس اُدھر دریاے نیپر اور مغربی ڈوِنا کے مخرن کے قریب ایک چھوٹے سے ضلع مین رہتی تھین اسقدر ترقی کی کہ اب ایک بہت بڑی قوم ہوگئی جسکی سلطنت بحر بالطک سے شمالی بحر پاسفک اور بحر قطبی سے ٹرکی اور فارس اور افغانستان اور چین تک پھیلی ہوئی ہے اُسمین ایک بات قابل تحقیقات ہے - اور چونکہ وہان ترقی جلد جلد ہو رہی ہے اور روسیون کا خیال ہے کہ اُنکے قومی فوائد کو اِس سے خطرہ ہے لہذا اس تحقیقات مین ہمکو اور علمی تحقیقاتون سے زیادہ لطف ہونا چاہیے - اب سوال یہ ہے کہ اس ترقی ملک کا کیا اسرار ہے - آیا یہ صرف وسعت ملک کی وحشیانہ حرص ہے یا اسمین کچھ معقول غرض بھی ہے - اِس کارروائی کا طرز اور طریقہ کیا ہے - کیا ملک کے الحاق کرنے کے ساتھ ہی ساتھ اقوام فاتح ومفتوح کی طرز اور حالت بھی بالکل یکسان ہوگئی - یا ممالک مفتوحہ کا پُرانا چال چلن بدستور رہا - کیا سلطنت رُوس کے کُل حصے موجودہ حالت مین ہر امر مین بالکل یکسان اور ایک ہی قسم کے ہین - یا صرف مختلف قومون کی چال چلن اور وضعین ایک مین غلط ملط ہوگئی ہین - اگر ان سوالون کے

جواب خاطر خواہ ملجائین تو صاف معلوم ہو جاے کہ الحاق ممالک سے رُوس کو کس قدر یک مضبوطی یا کمزوری ہوئی اور کسیقدر صحیح اندازہ بھی ہو سکے کہ یہ وسعت و ترقی کی کاروائی کب اور کیونکر اور کہان پر ختم ہوگی -

اگر سیاست مدن کے لحاظ سے تاریخ رُوس پر نظر ڈالین تو اس وُسعت و ترقی کا ایک بہت بڑا سبب آسانی سے ظاہر ہو جاے -

زراعت پیشہ قومون کا جو بالکل ابتدائی زمانے کے طرز سے زراعت کرتی ہین ہمیشہ بڑا میلان طبع ہوتا ہے کہ اپنی سرحد کو وسیع کرین - جو ترقی آبادی قدرتی طور پر ہوتی ہے اُسکے لیے ضرور ہے کہ غلے کی پیداوار بھی ہمیشہ زیادہ ہوتی جاے لیکن اگر زراعت اصول ناشایستہ پر کیجائے تو زمین کمزور ہوجائیگی اور اُسکی پیدا کرنے کی قوت برابر گھٹتی جائیگی - اس ترقی کی نسبت مالتھس کا یہ قول کہ غلہ کا مہیا ہونا اِسقدر جلد نہین ترقی کرتا جسقدر جلد آبادی ترقی کرتی ہے اکثر صحیح نہین نکلتا - اگرچہ یہ بھی ممکن ہے کہ آبادی کی ترقی کے ساتھ ہی ساتھ غلہ نہ صرف بمقابلہ ترقی آبادی بلکہ اصل مین کم پیدا ہو - جب کوئی قوم اپنے کو اس نازک حالت مین پاتی ہے تو اُسکو ان دو تدبیرون مین سے ایک تدبیر اختیار کرنی پڑتی ہے - یا تو آبادی کی ترقی کو روکے یا غلّے کی پیداوار کو ترقی دے - اگر آبادی کی ترقی کو روکے تو یہ رسم قانوناً جاری کردیجاے کہ بچون کو پیدا ہوتے ہی کہین پھینک دین جیسا قدیم زمانے مین یونان مین کیا گیا تھا - یا بہت سی جوان جوان عورتون اور بچّون کو بیچنا شروع کردین جیسا کہ ابھی تک سرکیشیا مین کیا جاتا تھا - یا یہ کیا جاے کہ جسقدر آدمی زیادہ ہوگئے ہون اُسقدر ممالک غیر کو چلے جائین جیسا اہل اِنگلینڈ نیو اِنگلینڈ یا نے اُنیس صدی مین کیا تھا یا جیسا ہم خود آج کل کرتے ہین مگر ایک سہولت کے ساتھ - دوسری تدبیر اسطرح پر ہوسکتی ہے کہ یا تو زراعت کا رقبہ بڑھا دیا جاے یا طرز زراعت کو ترقی دیجاے -

چونکہ روسی اِسلَیوو نِہیَن زراعت پیشہ قوم ہین لہذا اُنکو بھی مشکل واقع ہوئی مگر اُنکی یہ مشکل بہت سخت نہ تھی - اُنکا ملک اس حالت مین واقع تھا کہ اس مشکل سے محفوظ

رہنے کی تدبیر بلا دقت صاف نکل آتی - اُنکے ملک مین اونچے اونچے پہاڑ اور ایسے سمندر تھے جنمین طوفان آتے ہون - جنوب اور مشرق مین گویا اُنکے دروازے ہی پر ایک غیر محدود ملک تھا جسمین آبادی کم تھی اور زراعت نہین ہوئی تھی - وہ زمین گویا منتظر تھی کہ کسان اِسمین تردد کرین - اور اُس سے بڑا فائدہ ہوتا - مزارعین نے اپنے لڑکون اور لڑکیون کو تو نہین بیچا مگر جنوب اور مشرق کیطرف بڑھ گئے - یہ سب سے زیادہ دانشمندی کی تدبیر تھی کیونکہ آبادی اور پیداوار غلہ کے مساوی کرنے اور رقبۂ زراعت کے ترقی دینے کی کُل تدبیرین سب سے زیادہ آسان اور انتہا کی موثر ہین - اگر طرز زراعت کو ترقی دیجاتی تو بھی وہی نتیجہ حاصل ہوتا - مگر عملاً یہ امر غیر ممکن تھا - جب تک خارج البلدی مین آسانی ہوتی ہے تب تک زراعت کیطرف کم توجہ کی جاتی ہے - اعلیٰ درجے کی زراعت ایسی شئے ہے کہ اگر زمین کی قلت ہو تو اُسپر فخر کرنا چاہیے مگر ایسے مقام پر اسکی کوشش کرنا فضول ہے جہان قرب و جوار مین غیر مزروعہ زمین بکثرت ہو -

اس کارروائی کو اور اور اقسام کی وجہ سے بھی ترقی ہوتی گئی - خاص کر سترھوین اور اٹھارھوین صدیون مین - افسرون کی تعداد اور ٹکسون کے بڑھانے اور حکام اور اُنکے ماتحتون کی سفاکانہ زیادہ ستانی اور مزارعین اور آزاد صحرا نوردون کو زبردستی غلام بنا لینا اور مذہبی رفاہ و اصلاح اور مختلف کلیساؤن کے تعصبات اور پیٹر اعظم نے جو رفاہ سختی کے ساتھ جاری کیے تھے اور فوج مین لوگون کو زبردستی بھرتی کیا تھا اِن تعدیون اور ایسی ہی جبر کی باتون سے ہزارہا آدمی مجبور ہو کر گھر چھوڑ چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے اور آزاد ملکون مین جا کے پناہ گزین ہوئے جہان نہ افسر تھے نہ ٹکس وصول کرنے والے نہ مالکان اراضی - مگر سلطنت کیجانب سے افسرون اور ٹکس وصول کرنے والون کی جماعت کثیر سے اِن مفرور آدمیون کا تعاقب کیا جاتا تھا - اور جو لوگ اپنی آزادی برقرار رکھنا چاہتے تھے وہ دور دور بھاگ جاتے تھے - گو حکام نے کوشش کی کہ جو لوگ جہان اصل مین رہتے تھے اُنکو وہین رکھین مگر نئے ملکون کے آباد کرنے کا جوش برابر بڑھتا ہی گیا -

اقوام نو آباد کو جو وسیع ملک مل گیا اُسمین دو حصے برابر جا بجا واقع تھے اور اُن

دونون کے درمیان مین کہسار یا رود بار نہ تھے مگر اور اکثر امور مین اُنمین بڑا ہی اختلاف تھا۔ ایک مین مشرقی ایشیا اور یورپ کا کُل شمالی حصہ بلکہ اِسکنڈینیویا تک شامل تھا اور جنگل بہت تھے اور اُنمین دریا کثرت سے تھے اور جھیلین اور ترائی بہت تھی۔ دوسرا حصہ جنوب کیجانب بحر اسود تک تھا اور مشرق کی جانب وسط ایشیا تک۔ اسمین زیادہ تر وہ میدان ہے جسکو روسی اِسٹپی کہتے ہین اور اہل امریکا پریری۔

اِن دونون حصون مین سے ہر حصے مین اقوام نوآباد کو خاص خاص امور سے زراعت کرنے کی رغبت ہوتی تھی اور خاص خاص امور سدّ باب بھی تھے۔ غلّہ پیدا کرنے کی آسانی جہانتک متعلق تھی جنوبی ملک واقعی قابل ترجیح تھا۔ اسمین گھنے گھنے جنگل تھے۔ پس قبل اسکے کہ تخم ریزی کیجائے اسکے صاف کرنے مین بڑا وقت صرف ہوتا اور بڑی محنت کرنی پڑتی۔ اسکے برعکس جنوب مین اقوام نوآباد کو درختون کے کاٹنے کی حاجت نہ تھی اور نہ صفائی کی ضرورت تھی۔ زمین اُنکے لیے قدرتی صاف اور نہایت سیاہ اور بہت زرخیز تھی۔ اب لوگ یہ سوال کرینگے کہ پھر مزارعین شمالی جنگلون کو زرخیز میدان اِسٹپی پر کیون ترجیح دیتے تھے جہان زمین اُنکے لیے تیار تھی۔

گو ظاہرا یہ امر خلاف ہے مگر اسکی وجہ معقول تھی کہ اُن اچھے اگلے وقتون مین بھی کسانون کو محنت کا دلی شوق نہ تھا اور نہ وہ واقف تھے کہ میدان اِسٹپی مین زراعت کرنا اسقدر آسان ہے۔ مگر وہ زراعت ہی کا لحاظ نہین کرتے تھے بلکہ یہ بھی خیال تھا کہ شمالی جنگلون مین جفاکش فِنِش قومین رہتی ہین جو صلح جو ہین اور اگر کوئی اور قوم جاکے وہان بستی ہے تو اُسکو یہ لوگ دق نہین کرتے ہین بشرطیکہ اقوام نوآباد اُنکو دق نکرین اور میدان اِسٹپی مین لوٹیرے صحرانوردون کے گروہ رہتے ہین جو ہمیشہ صلح جو زراعت پیشہ لوگون پر حملہ آور ہوتے اور لوٹ مار کرتے اور اُنکو غلام بنانے کے لیے قید کر لیجاتے ہین۔ اقوام نوآباد اِن امور اور زراعت کی حالتون سے خوب واقف تھین اس واقفیت سے اُنکو اور بھی زیادہ شوق ہوا کہ اُن میدانون مین آباد ہون۔ گو وہ عموماً نڈر تھے اور قسمت پر انتہا کے شاکر تاہم میدان اِسٹپی کے خطرون سے بالکل غافل نہین ہوسکتے تھے اور اُنمین سے اکثرون نے جنگلون مین

سخت محنت کرنا بہتر سمجھا۔ ان دونون ملکون کی آبادی اور لوگون کے چال چلن کے اختلاف سے اقوام نوآبادی کے چال چلن پر بھی اثر ہوا۔ گو شمالی ملکون مین بڑے کشت وخون کے بعد اقوام نوآباد بسین مگر بہیئت مجموعی صلح اور امن ہی رہا لہذا اُس زمانے کے مورخون نے اُسکی جانب چندان توجہ نہین کی اُسکے برعکس میدان اِسٹیپی کے آباد کرنے مین اہل کاسک کی مدد کی ضرورت تھی اور جیسا کہ مین نے پیشتر بیان کیا ہے یورپ کی تاریخ مین اس سے زیادہ خونریزی کا ذکر بہت ہی کم نظر آئیگا۔

پس ظاہر ہے کہ یہ وسعت وترقی جانب شمال ومشرق وجنوب زراعت پیشہ قومون کے سبب سے ازخود ہوتی گئی مگر اسمین شک نہین کہ گورعایا نے اسمین ابتدا کی مگر گورنمنٹ نے بھی بہت کچھ شرکت کی۔

ابتدا کے زمانے مین جب رُوس مین بہت سی مختلف خودمختار بادشاہتین علحدہ علحدہ تھین تو آزاد والیان ملک پر ملکی اور اخلاقی دونون امور کے لحاظ سے فرض تھا کہ اپنی رعایا کی حفاظت کرین اور یہ فرض اُنکی اس اصلی خواہش سے بالکل مطابق تھا کہ اپنی سلطنت کو بڑھائین جب پندرہ صدی مین ماسکو کے بادشاہان عظام نے بہت سی بادشاہتون کو ایک مین ملحق کیا اور اپنے کو زار مشہور کردیا تو اُنھون نے اِسکو فرض قرار دیا کہ رعایا کی حفاظت کیجاے اور سلطنت کی وسعت دینے کی اُنھون نے اور بھی بڑی بڑی تدبیرین سوچین۔ شمال اور مشرقی شمال کی جانب کوئی سخت کوشش نہین کی گئی۔ نوو گورڈ کی سلطنت جمہوری نے آسانی سے شمالی رُوس پر کوہ یورال تک قبضہ کرلیا اور کاسکون کے ایک تھوڑے سے گروہ نے سیبیریا کو بلا اجازت شاہان ماسکو فتح کرلیا۔ پس زارون کو صرف یہ کرنا رہگیا کہ ملک مفتوحہ کو بھی ملحق کرلین۔ جنوبی حصے مین گورنمنٹ نے جو مدد دی وہ اور ہی قسم کی تھی۔ زراعت پیشہ لوگون کو ایک بہت بڑی سرحد پر ہمیشہ حفاظت مین رکھنا پڑتا تھا۔ ہر مقام پر صحرانورد قومون کے حملون کا خوف تھا۔ حملہ آوری سے محفوظ رہنے کے لیے یہ امر ضروری تھا کہ فوج رہے مگر جو لوگ سرحد پر رہتے تھے اُنکی حفاظت اِس ذریعے سے نہین ہوسکتی تھی۔ صحرانورد قومین اکثر ہمیشہ کے لیے جوق جوق اُمنڈ آتی تھین اُنسے مقابلہ کرنے

اور اُنکو شکست دینے کے لیے بڑے جرار لشکر کی ضرورت تھی اور بعض اوقات ملک کی کل فوجی قوت بھی مقابلہ کرنے کے قابل نہین ہوتی تھی۔ تیرہ اور چودہ صدی مین تاتاریون کے گروہ ملک پر حملہ آور ہوئے۔ گانوُن اور قصبون کو جلا دیا اور جہان کہین گئے ملک کو غارت کر دیا۔ اور دو صدی سے زیادہ تک کے عرصے مین اُنھون نے خوانین کو بہت بڑا بھاری خراج دیا۔

شاہان ماسکو رفتہ رفتہ اُس اطاعت سے آزاد ہو گئے جس سے اُنکی زندگی تلخ تھی آئیوان شاہ اعظم نے جنوبی حصہ دریاے والگا کے تین خوانین کی ریاستون کو ملحق کر لیا۔ یعنی قازان۔ کپچک۔ اور استراخان۔ پس یہ خطرہ دور ہو گیا کہ کسی غیر قوم کی اطاعت کرنی ہوگی مگر اس سے اُن صوبون کی استمراری حفاظت نہین ہوئی جو باہر واقع تھے۔ جو چوپانی قومین سرحد کے قریب رہتی تھین اُنکے حملے برابر قائم رہے اور قرمیہ کے بازار مین جہان غلام بکتے تھے رُوس اور پولینڈ کا یہ جیتا جاگتا سودا یعنی غلام خریدے جاتے تھے۔

ایک کھلی ہوئی سرحد کو چوپانی قومون کے حملون سے بچانے کے تین طریقے ہین اول تو ایک بہت بڑی دیوار بنائی جاے۔ دوسرے۔ ایک زبردست فوج رہے تیسرے حملہ آور ڈاکو ہمیشہ کے لیے مطیع کر لیے جائین۔ ان تدبیرون مین سے پہلی تدبیر کے لیے جو اہل رُومن نے برطانیہ مین اور چینیون نے اپنی سرحد شمالی و مغربی مین اختیار کی ہے انتہا سے زیادہ روپے کا صرف ہے اور رُوس سے ملک مین غیر ممکن محض۔ دوسری تدبیر کی جب کبھی آزمایش کی گئی ہمیشہ ناکامی ہی ہوئی۔ صرف تیسری ہی تدبیر سے مطلب نکل سکتا ہے۔ گو گورنمنٹ نے اب عرصے سے یہ راے قائم کی ہے کہ اوسر اور کم آباد میدان اِسٹپی کے شامل کرنے سے فائدہ بالاے طاق اور اُلٹا بار پڑتا ہے مگر اپنی حفاظت کے لیے وہ مجبور ہو کر ملکون کو برابر الحاق کرتی جاتی ہے۔

سلطنت کے وسعت دینے مین جو مستعدی گورنمنٹ نے ظاہر کی اُسکا نتیجہ یہ ہوا کہ پولیٹکل امور کو بھی بڑی ترقی ہوئی۔ مثلاً ٹرکی کی لڑائیون کے بعد اور ملکہ کیتھرائین ثانیہ کے وقت جو ملک فتح اور شامل ہوتے گئے تو جنوبی رُوس کا ایک بہت بڑا حصہ آباد نہ تھا لہذا اس نقص کو یون دور کرنا پڑا کہ انتظام کے ساتھ لوگ وہان جاکے بسین۔ ایشیا کے صوبون مین

اب تک زمین کے ایسے ایسے بڑے بڑے قطعے ہین جنپر کسی کا قبضہ نہین اور اُنمین بعض ایسے بھی ہین کہ اگر آباد کیے جائین تو بڑا نفع حاصل ہو۔

اب اگر ہم مشرق سے مغرب کی جانب متوجہ ہون تو ہمکو معلوم ہو گا کہ یہ وسعت بالکل ہی مختلف قسم کی تھی۔ جہان ابتدا ابتدا مین روسی اور اسلاؤ وینی قومین آباد ہوئی تھین اسکے مغرب کی جانب جو ملک واقع ہے اُسکی زمین کمزور تھی اور آبادی زیادہ تھی۔ لہذا کسیکو وہان جا کے بسنے کی رغبت نہین ہوتی تھی۔ اِسکے علاوہ اسمین جنگجو زراعت پیشہ قومین بستی تھین جو صرف اسی قابل نہ تھین کہ اپنے ملک کی حفاظت کرین بلکہ اُنکا بہت میلان طبع تھا کہ اپنے مشرقی ہمسایون پر حملہ کر کے مُلک چھین لین پس مغرب کیجانب کچھ زراعت پیشہ لوگون کے باعث سے ملک نہین بڑھا۔ بلکہ گورنمنٹ نے کچھ جنگی قوت اور کچھ حکمت عملی سے کام لیا۔

رُوس نے پندرہ صدی مین تاتاریون کی حکمرانی سے تو اپنے کو آزاد کر دیا مگر اسکی پولٹیکل آزادی اور قومیت کو مغرب کیجانب سے بڑا صدمہ پہونچنے کا خوف تھا اسکے مغربی ہمسایون کا بھی یہی میلان طبع تھا کہ قوم کو ترقی ہو جیسا کہ مین نے اوپر ذکر کیا ہے۔ اور کچھ دن تک یہ نہین سمجھ مین آتا تھا کہ اُن وسیع اور عظیم میدانون پر کون آخرکار قابض ہو گا جسکو ہم سلطنت رُوس کہتے ہین اُسکے خاص خاص دعویدار زار ماسکو اور شاہان پولینڈ تھے۔
کچھ دن تک شاہان پولینڈ کے شہنشاہ ہونے کی زیادہ تر امید تھی۔ چونکہ مغربی یوروپ سے بہت ہی قریب تھے لہذا اُنھون نے بہت سے جدید جدید امور صلاحی اختیار کیے جو فن جنگ مین تازہ تازہ ایجاد کیے گئے تھے علاوہ اِن سب کے دریاے نیپر کا زرخیز میدان تو اُنکے پاس تھا ہی۔ ایک بار آزاد کاسکوُون کی مدد سے اُنھون نے کل ماسکو کو فتح کر لیا اور پولینڈ کے بادشاہ کو زار ماسکو منتخب کیا اُنھون نے بڑی جلدبازی اور بے پروائی سے اِس کام کو انجام دینا چاہا لہذا مذہب اور حب الوطنی کے جوش دیوانگی مین لوگون نے مخالفت سخت کی اور نو مفتوحہ ملکون سے بہت جلد نکالدیے گئے۔ مگر ملک کی حالت بالکل ایک طرح پر نہین رہی اور اُسکے اُن حکمرانون کو جو اورون کی نسبت عالی دماغ تھے صاف معلوم ہو گیا کہ اِس جھگڑے کو کامیابی کے ساتھ قائم کرنے کی غرض سے اُن پر فرض ہے کہ اُس مغربی شائستگی کا

کچھ چربا اُتارین جس سے اُنکے مخالفون نے اسقدر فائدے اُٹھائے سنہ ۱۵۵۳ء مین ایک انگریز ناخدا چین اور ہندوستان کا راستہ ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے اتفاق سے بندرگاہ آرچینجل کیطرف گذرا جو ساحل بحر ابیض پر واقع ہے اور اُسوقت سے زارانِ روس نے اِنگلِستان سے تجارت کا سلسلہ قائم کیا۔ مگر یہ راستہ ہر زمانے مین طول طویل اور خطرناک ہے اور سال کے ایک بڑے حصے مین برف سے بند ہوجاتا ہے۔ اِن دقتون کے سبب سے شاہنشاہ رُوس نے کوشش کی کہ ملک غیر کے کاریگرون کو بحر بالطِک کی راہ سے بُلوائین مگر اُنکی کوششین لُووِین کے حکم سے بیکار ہوگئین۔ لُووِین کے پاس اُسوقت مشرقی ساحل بحر تھا۔ اُسکی راے تھی کہ بعض عاقبت اندیش آدمیون کی آج کل مغربی ساحل بحر افریقہ پر راے ہوا کرتی ہے کہ وسط افریقہ کے وحشی باشندون کو آلات حرب اور گولہ بارود دنیا چاہیے

پولینڈ کے بعد رُوس کا سب سے زیادہ خوفناک رقیب سوِیڈن تھا اِس سلطنت نے ابتدا ابتدا مین بحر بالطِک کے مشرق مین بہت بڑا ملک حاصل کیا تھا۔ جسمین دریاے نیوا کے دہانے شامل تھے۔ جہان اب سینٹ پِٹیرسبرگ واقع ہے اور عرصہ تک اُسکو دلی شوق تھا کہ فتوحات مزید کی تدبیرین عمل مین آئین۔ مشکلات کے وقت مین جب کہ پولینڈ کے باشندون نے ملک کو تاخت و تاراج کیا تو سوِیڈن نے شمال و مغرب کیطرف سے ماسکو کو فتح کرلیا اور ملک مفتوحہ کے ایک حصے پر قابض ہونے کی امید تھی چارلس دوازدہم مجنون طبع بادشاہ تھا اسی قسم کی کوششین اُسکی بھی مشہور ہین مگر اُن کوششون کے بیان کی حاجت نہین ہے

اُن دونون رقیبون کے مقابل مین رُوس کل امور متعلقہ فن جنگ مین کمزور تھا مگر دو امور مین اُسکو ترجیح تھی۔ ایک تو اُسکی آبادی بہت بڑی تھی دوسرے گورنمنٹ مضبوط اور مستقل تھی جو ہر کام کے لیے قومی فوج جمع کرسکتی تھی۔ اِس مقابلے مین کامیابی حاصل کرنے کے لیے اُسکو صرف اِسکی ضرورت تھی کہ یورپین طرز پر اُسکا لشکر آراستہ ہو۔ پِیٹر اعظم نے اِسی قسم کی فوج تیار کی اور اُس سے فائدہ بھی خوب اُٹھایا۔ اسکے بعد پولینڈ کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے لگے اور جب اس بدبخت ملک کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے تو رُوس نے خواہمخواہ بہت بڑا حصہ اس لوٹ مین اپنے قبضے مین کرلیا۔ سوِیڈن بھی پولِٹکل امور مین ایک ناچیز ملک ہوگیا

اور رفتہ رفتہ اُسکے وہ مقبوضات جاتے رہے جو آزوے بحر بالٹک تھے۔ اُن ملکون مین عظیم الشان ریاست فنلینڈ پر جو خلیج فنلینڈ سے بحر قطبی تک واقع ہے رُوس نے صلح فریڈرشیم کے رُو سے ۱۸۰۹ء مین قبضہ کر لیا۔

اِن فتوحات کی وسعت ملکی ایک نقشے سے بخوبی ظاہر ہو سکتی ہے۔ ذیل کے نقشے سے وہ وسعت و ترقی ظاہر ہوتی ہے جو آیئون ثالث کے وقت مین ہوئی تھی جسوقت کہ خود مختار ریاستین ایک مین ملحق اور تاتاریون کی اطاعت سے آزاد ہو گئی تھین۔ پیٹر اعظم کے عہد ۱۶۸۲ء تک کا حال اِس نقشے سے ظاہر ہوتا ہے۔

شمار سنہ	زار ماسکو کے زیر نگین		روسی میل مربع
۱۵۰۵ء مین	"	"	۳۷۰۰۰
۱۵۳۳ء مین	"	"	۴۷۰۰۰
۱۵۸۴ء مین	"	"	۱۲۵۰۰۰
۱۵۹۸ء مین	"	"	۱۵۷۰۰۰
۱۶۷۶ء مین	"	"	۲۵۷۰۰۰
۱۶۸۲ء مین	"	"	۲۶۵۰۰۰

اِن دو لاکھ پینسٹھ ہزار روسی میل مربع زمین مین قریب اسّی ہزار کے یُورپ مین تھی اور قریب ایک لاکھ پچاسی ہزار کے ایشیا مین گو پیٹر اعظم ایک مشہور فاتح تھا مگر اُسنے اسقدر ملک اپنی سلطنت مین شامل نہین کیے جسقدر اُسکے اکثر جانشینون اور بزرگون نے شامل کیے تھے ۱۷۲۵ء مین اُسکی وفات کے وقت سلطنت مین سب ملا کر بیاسی ہزار میل مربع زمین یُورپ مین اور ایک لاکھ ترانوے ہزار میل مربع ایشیا مین تھی ذیل کے نقشے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اُسکے بعد کسقدر وسعت و ترقی ہوئی سلطنت رُوس مین۔

شمار سنہ	یُورپ مین روسی میل مربع	ایشیا مین روسی میل مربع
۱۷۲۵ء مین	۸۲۰۰۰	۱۹۳۰۰۰
۱۷۶۰ء مین	۸۴۰۰۰	۲۱۰۰۰۰

شمار سنہ	یورپ مین روسی میل مربع	ایشیا مین روسی میل مربع
سنہ ۱۸۰۰ء مین	۹۵۰۰۰	۲۱۰۰۰۰
سنہ ۱۸۲۵ء مین	۱۰۵۰۰۰	۲۱۰۰۰۰
سنہ ۱۸۵۵ء مین	۱۰۶۶۶۳	۲۴۵۰۰۰
سنہ ۱۸۶۷ء مین	۱۰۶۹۵۱	۲۸۴۰۰۰

اس نقشے مین وہ ملک نہین شامل ہے جو امریکا کے حصہ شمال و مغرب مین واقع تھا اور جسمین زمین قریب چوبیس ہزار دوسو دس روسی میل مربع ہے اور جو روس نے سنہ ۱۷۹۹ء مین شامل سلطنت کرلیا تھا اور سنہ ۱۸۶۷ء مین امریکا کے ممالک متحدہ کے ملحق ہوگیا تھا۔ وسط ایشیا مین جو ملک حال مین روس نے فتح کیا ہے اُسکی نسبت مجھے کوئی ایسی واقفیت نہین ہے جو نقشون کے روسے ٹھیک معلوم ہوئی ہو۔

جب روس ایک بار کسی ملک پر قابض ہو جاتا ہے تو دفعۃً اُسکو چھوڑتا نہین۔ مگر پیٹر اعظم کی وفات کے بعد اُسنے چار موقعون پر ملک مفتوحہ کو شامل سلطنت غیر کردیا سنہ ۱۷۲۹ء مین اُسنے استرآباد اور مازندران فارس کو دیدیا اور سنہ ۱۷۳۵ء مین کوہ قاف کا ایک بڑا حصہ دے ڈالا سنہ ۱۸۵۶ء مین صلحنامہ پیرس کی روسے اُسنے دریاے ڈینیوب کے دہانے اور بسّرابیا کا ایک حصہ دے ڈالا اور سنہ ۱۸۶۷ء مین اُسنے اپنے مقبوضات امریکا ممالک متحدہ امریکا کے ہاتھ بیچ ڈالے۔ انمین اگر وہ حصۂ ملک بھی شامل کرلین جو اُسنے حال مین اہل خیوا سے فتح کیا تھا اور امیر بخارا کو دے ڈالا تھا تو مضائقہ نہین۔

فتوحات ملکی سے جو آبادی بڑھی اور مردم شماری سنہ ۱۷۲۲ء کے روسے ظاہر ہوئی وہ نقشہ ذیل مین درج ہے۔

شمار سنہ	سلطنت روس مین		روسی میل مربع زمین
سنہ ۱۷۲۲ء مین	〃	〃	۱۴۰۰۰۰۰
سنہ ۱۷۴۲ء مین	〃	〃	۱۶۰۰۰۰۰
سنہ ۱۷۶۲ء مین	〃	〃	۱۹۰۰۰۰۰

شمار سنہ	سلطنت رُوس مین		روسی میل مربع زمین
سنہ ۱۷۸۲ء مین	"	"	۲۸۰۰۰۰۰۰
سنہ ۱۷۹۶ء مین	"	"	۳۶۰۰۰۰۰۰
سنہ ۱۸۱۲ء مین	"	"	۴۱۰۰۰۰۰۰
سنہ ۱۸۱۵ء مین	"	"	۴۵۰۰۰۰۰۰
سنہ ۱۸۳۵ء مین	"	"	۶۰۰۰۰۰۰۰
سنہ ۱۸۵۱ء مین	"	"	۶۸۰۰۰۰۰۰
سنہ ۱۸۵۸ء مین	"	"	۷۴۰۰۰۰۰۰

رُوس کا ملک وسعت رُوز بہ پاتا گیا۔ مگر اقوام مفتوحہ پر رُوس کا اثر کم پڑا اور اُنھون نے اپنی وضع اور طرز معاشرت قائم رکھا۔ صوبجات بالٹک یعنی پولینڈ و فنلینڈ کے ملحق کرنے مین اُنسے انتظام مدنی کا ایک بہت بڑا حصّہ وہان کے باشندون کے اختیار مین کھا حال مین فنلینڈ کے حکام خود وہان ہی کے باشندے ہین اور وہان ہی کا سکہ رایج ہے اور وہان ہی کے چُنگی کے کارخانے ہین اور روسی آبادی دو فی صدی سے بھی کم ہے۔ اُن صوبون تک مین جنہین کوئی خاص اختیار نظم مدنی باشندون کو نہین حاصل ہے آبادی مختلف قومون کی ہے جیسا کہ مین نے پیشتر کے بابون مین درج کیا ہے۔ جہان کہین روسی اور مختلف قوم کے لوگ مختلف حالت تدبیر منزل مین ہین مثلاً ایک قوم زراعت پیشہ ہے اور دوسری چوپانی وہان مختلف قومون کی طرز معاشرت ایک نہین ہوتی۔ اور جہان تدبیر منزل کا یہ اختلاف واقع نہین ہوا وہان مذہب کے سبب سے ایسی ہی ایک حد فاصل قائم ہوجاتی ہے۔ جن قومون کا مذہب اعلیٰ درجے کا نہین ہے بلکہ مشرک ہین وہ پُرانے روسی مذہب کے پکے پیرو بن جاتے ہین مگر مسلمان اور رُومن کیتھولک اور پراٹسٹنٹ پورے پورے روسی نہین بنتے۔ زار کی عملداری مین اسی سبب سے ہمکو بہت ہی مختلف قومین نظر آتی ہین جو اکثر ایک دوسرے کے بالکل قریب رہتی ہین۔ بیشمار تورانی قومون کا تو کیا ذکر ہے مگر روسی جرمن اور اہل پولنڈ اور اہل فنلینڈ اور اہل جارجیا اور اہل آرمینیا مین اسقدر مختلف طرز معاشرت ہے جسقدر فرانسیسی و جرمن

اور اہل اطالیہ اور انگریزون کا طرز معاشرت مختلف قسم کا ہے۔
گذشتہ چند برسون مین کوشش کی گئی کہ مختلف قومون کا طرز معاشرت ایک ہوجائے اور خاص خاص لوگل طرز انتظام اور مراعات منسوخ کردیے جائین اور فوجی ملازمی کا ایک عام طریقہ جاری ہو۔ اور سلطنت کے کل حصون مین روسی زبان دفاتر سرکاری مین جاری ہو اور مذہبی امور مین بھی کسیقدر کوشش کیجائے اور اسی قسم کے اور مختلف وسیلے بھی ہون۔ اِن تدابیر کی آخری کامیابی کی نسبت جنسے بالفعل بڑی ہی ناراضی پھیلی ہوئی ہے رائے ظاہر کرنا خالی از خطر نہین ہے۔ مگر اسکا میلان طبع فی نفسہ دلچسپ ہے اور جو جوش اسکو ترقی دیتا ہے وہ قابل توجہ ہے بہتون کے دلون مین تو یہ جوش صرف اس وجہ سے پیدا ہوتا ہے کہ اُنکو ممالک غیر خصوصًا جرمنی کے طرز سے ایک قسم کی عداوت ہے جسکو بعض فلسفی کہتے ہین (قومی عداوت ہے) اور بعض مین یہ جوش اور ہی مختلف طرز سے پیدا ہوتا ہے۔ اُنکی رائے ہے کہ جو خیالات آزادی غلامی خانہ زاد کے وقت پیدا ہوے تھے اُنکے مطابق فورًا باہر کے صوبون مین کارروائی ہونی چاہیے اور کسانون کو زمین ملنی چاہیے اور مجلس دیہی کی گورنمنٹ کو خود اختیاری دینی چاہیے اور مالکان اراضی کی ماتحتی سے آزادی دینی چاہیے اور کاریگرون کو اہل سرمایہ کی تعدّی اور حرص سے محفوظ رکھنا چاہیے اور جو آبائی اختیارات پہلے اُنکو حاصل ہین اُنکے عوض مین وہ علمی طرز نظمی جاری کرنا چاہیے جو دارالعلوم مین پڑھایا جاتا ہے۔
نئے خیالات کے منتظمون کی رائے جو عملی امور سے ناواقف تھے اکثر انگلستان کی عام رائے سے مخالف ہے۔ وہ کہتے ہین کہ تم انگریزون کے امرا انتہا سے زیادہ مغرور ہین اور اب تک تمھارے پرانے اصول نہین ترک ہوگئے ہین۔ تم ناز کرتے ہو کہ ہمارے ہان قانونًا سب مساوی ہین مگر تمھارے ہان قانونًا مساوی ہونا تو درکنار رعایت بہت ہوتی ہے اور جب تک ظالم آدمی چند قانونی امور کا برتاؤ کرتا ہے تب تک اُسکو اختیار ہے کہ جاہے جسقدر ظلم کرے۔ تمھاری طرح کسی کام مین باہمی مقابلہ کرنے کی کوئی حد مقرر نہین ہے بلکہ تم مقابلے کو پیدا کرتے اور محفوظ رکھتے ہو۔ پس کمزور فریق خواہ مخواہ لٹ جاتا ہے اور یہ زور اُسکو تباہ کردیتا ہے امارت کی نخوت اور شخصی آزادی کا عشق یہی دونون باتین تمھارے ملک کی پولیٹکل زندگی کے

دو اصول خاص ہین اور جو ملک تمھارے زیر نگین ہو جاتے ہین اُنپر بھی تم خواہ مخواہ یہ اثر ضرور ہی ڈالتے ہو - اسکے برعکس ہم اہل رُوس کچے اور پورے جنبہ دار سلطنت جمہوری ہین اور حال کے خیالات جدید کے وکیل اور حامی ہماری راے ہے کہ جس شے کو تم قانونی استحقاق برابری قرار دیتے ہو وہ کافی نہین ہے بلکہ ہماری راے ہے کہ مساوی ہونے کے لیے قانون کو اس سے زیادہ سخت ہونا چاہیے - امرا کی اطاعت سے ہمکو خاص نفرت ہے اور چاہے جس طرز پر ہو ہم جہان کہین دیکھینگے اُسکو بیرحمی کے ساتھ دور کرینگے - صوبجات ملحقہ کی نسبت اس امر مین رُوس اور اِنگلستان کی حکمت عملی مین بہت ہی بڑا فرق ہے - اِنگلستان ہر موقع پر اُن زنجیرون کو از سر نو کام مین لاتا ہے جنسے مواضع کی آبادی مقید ہو جاتی ہے اسکے برعکس رُوس اُن قیود کو دور کر دیتا ہے اور مزارعین مظلوم کو آزاد کر دیتا ہے - پس اگر کبھی تقدیر یہ دکھائے کہ کوئی ایسا ملک جسکا انتظام مدنی انگریزی اصول کے مطابق ہو رُوس کے قبضے مین آجاے تو ادنیٰ طبقون کی ایک بہت ہی بڑی جماعت خوش ہو جائیگی کہ الحمدللہ ہماری مصیبت کی رفع کرنے والی گورنمنٹ آئی یہ ہماری سلطنت ہندوستان کے ناظمون کی جانب اشارہ ہے ؎

یہ خیال کہ آزاد اِنگلستان ظالم ہے اور خود مختار وظالم رُوس آزادی کا پیغمبر اور دیوتا ہوگا اکثرون کو بیشک مہمل اور پوچ پا در ہوا معلوم ہوگا مگر اس سے انکار نکرنا چاہیے کہ اسمین ذرا سا سچ بھی ہے - تبدل و تغیر خیالات جو عالمگیر ہے اُس سے آزادی اور انصاف کے خیالات مستثنیٰ نہین ہین - غالباً وہ وقت بہت دور نہین ہے جب فرقہ لبرل کے پرانے اور اگلے وقتون کے خیالات آزادی ورفاہ سلطنت جمہوری بالکل غیر موزون معلوم ہونگے یہ بھی ممکن ہے کہ حال کے خیالات فرقہ لبرل ایک روز کسیقدر بیکار معلوم ہون - چاہے جو کچھ ہو اسمین شک نہین کہ رُوس کے مزارعین بوجہ معقول اپنے کو مبارکباد دے سکتے ہین کہ اُنکو ایک روسی خود مختار ظالم بادشاہ نے آزادی عطا کی - نہ کہ برٹش ہوس آف کامنس (دیوان عام) نے اور یہ بھی اسیقدر یقینی امر ہے کہ بعض ممالک مفتوحہ مین ادنیٰ طبقے کے لوگون کو وہ فوائد حاصل ہین جو اُنکو انگریزی عملداری مین نہ حاصل ہوتے - ممالک مفتوحہ مین سب سے زیادہ سخت

عیب طرز انتظام رُوس کا اُس حکمت عملی پر محمول نہین ہوسکتا جو گورنمنٹ نے اختیار کی ہے بلکہ اُن ذریعون پر جو حکمت عملی کے مطابق کارروائی ہونے کے لیے اختیار کیے گئے ہین۔ رُوس مین شاید اکثر شِشنو وِنکس عہدہ دار زیادہ تر ہونگے مگر جو زیادہ تر تیز طبع اور ایماندار فہم ہین وہ نہین چاہتے کہ باہر کے ملکون مین جلا وطن کیے جائین اُنکو وسط سلطنت کے قریب نہایت آسانی سے کام ملجاتا ہے۔ اِسکا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ باہر کے ملکون کا طرز تمدن بیشتر ایسے لوگون کے ہاتھ مین ہے جو بدلیاقت اور بدنام ہین اور ہم آسانی سے سمجھ سکتے ہین کہ فِنلَینڈ اور صوبجاب بالٹِک کو عذر ہے کہ اس قسم کے منتظم اُنپر حملہ آور ہون اور وہ استبداد کے ساتھ اُس بقیہ خود مختاری کی حفاظت کرتے ہین جو اُنکو اب تک حاصل ہے۔ اِس امر مین رُوس کو اہل جرمن سے سبق حاصل کرنا چاہیے جنھون نے اپنے بہترین افسر اَلسِیس اور لارین کو بھیجے تھے۔

یہ تو زمان گذشتہ کا ذکر تھا۔ اب بہئیت مجموعی ہم کہہ سکتے ہین کہ اگر ہمنے صحیح طور پر تاریخ رُوس کا مطالعہ کیا ہے تو ظاہر ہے کہ اُسکی وسعت وترقی کے خاص اغراض یہ تھے کہ نو آبادیون کو از خود ترقی ہو اور کل حملہ آورون سے عموماً اور چوپانی قومون سے خصوصاً محفوظ رہین اور اعلیٰ پولِٹکل امور حاصل ہون۔ شلاً ساحل بحر تک پہونچنے کی خواہش۔ اور اُسکی کارروائی زیادہ تر گورنمنٹ کی خود مختاری وجبر اور ملک کی حالت سے بہت کچھ آسان ہوگئی ہے۔ قبل اِسکے کہ مین زمانۂ آیندہ کا ذکر کرون مجھے شاید وسعت وترقی کے دو زاید اسباب کی نسبت کچھ باتین کہنی چاہیین۔ اِن اسباب مین سے ایک تو معقود ہوتا جاتا ہے۔ دوسرا اب پیدا ہوتا چلا ہے۔ یعنی ملک کے وسعت دینے اور بڑھانے کی طمع جو حمق پر مبنی ہے اور یہ خیال کہ قوم کے تجارتی فوائد کو ترقی ہو۔

اور قومون کیطرح روسی بھی اِس طمع وسعت ملکی سے بالکل مستثنیٰ نہین ہین عام اس سے کہ ان فتوحات سے کوئی اصلی فائدہ ہو یا نہو۔ شلاً اِس خیال سے کہ ہندوستان پر قابض ہوجائین اور اُسکی لکھوکھا آدمیون کی آبادی جو تمام سلطنت رُوس کی آبادی سے بدرجہا زیادہ ہے اُسکی رعایا ہوجاے صرف ایسے مدبر کو ترغیب ہوگی جو ناآزمودہ کار ہے اور شاید بعض شیخ چلی ایسے بھی ہون جنکی راے ہو کہ اگر تمام ایشیا کو سلطنت رُوس سے ملحق

کرلین توصلّ علیٰ - مگر اس قسم کی حماقت اور خواب وخیال کی باتین اور بیوقوفی کے تذکرے جو وہ بعض اوقات بیان کرتے ہین اس قابل نہین ہین کہ اُنپر زیادہ توجہ کیجاے - جو لوگ پولٹیکل امور مین شریک نہین ہوتے اُنکے خیالات پولٹیکل امور کی نسبت خواب وخیال و فضول ہوتے ہین - مگر جیسے ہی ذمہ داری کا بار اُنکے کاندھون پر رکھا جاتا ہے ویسے ہی وہ فورًا جاگ اُٹھتے ہین جس شخص کا کوئی سرکاری منصب ہوگا وہ اس قسم کے پوچ بادر ہوا منصوبون مین ہرگز نہ پڑیگا - جو روسی ہین وہ اب سمجھنے لگے ہین کہ ملک کی وسعت اور قومی عظمت یہ الفاظ مترادف نہین ہین اور فتوحات ملکی اکثر فائدے کے عوض بار ہوجاتے ہین

اب رہا یہ خیال کہ قوم کے تجارتی فوائد کو ترقی دیجاے اسکی نسبت یہ تسلیم کرلینا چاہیے کہ یہ اس سے بھی زیادہ مشکل کام ہے اور غالبًا اُسکی قوت کو گھٹنے کے عوض اور ترقی ہوتی جائیگی - اب رُوس کا یہ حوصلہ ہے کہ وہ ایک بہت بڑی تجارتی اور صنعتی قوم بنجاے اور اُسکو یقین ہے کہ اپنی وسیع قدرتی آمدنی اور رعایا کی طبائع کی اولوالعزمی کے ذریعے سے وہ اِس حوصلے کے پورا کرنے مین کامیاب ہوگا - ممکن ہے کہ انگریز لوگ ایک دم سے یہ نہ سمجھ سکین کہ وسعت ملک سے اس امر کو کیا سروکار ہے لہذا بہتر ہے کہ اس امر کی نسبت روسیون کے خیالات ظاہر کردیے جائین -

برٹِن اعظم کی آج کل ایسی حالت ہے جیسے کسی کامیاب دستکار کی ہوتی ہے جسنے اپنے رقیبون کو زیر کرلیا ہو اور اُنکے دلون مین انتہا کا رشک اور حسد پیدا کردیا ہو اِن خیالات کو مبنی بہ انصاف قرار دینے کے لیے ایک نیا اور انوکھا مسئلہ ایجاد کیا گیا ہے کہا جاتا ہے کہ اِنگلِستان اپنے پولٹیکل خیالات قزاقانہ سے اُن قومون کا جونک کیطرح خون پیتا ہے جنھون نے کم ترقی کی ہے - چونکہ اُسکو کسی قوم کے مقابلے سے ڈرنے کا کوئی سبب نہین ہے لہذا وہ آزادانہ تجارت کے اصول ذمیمہ کا جنبہ کرتا ہے اور ممالک غیر مین اپنی دستکاریان اس کثرت سے بھیجتا ہے کہ وہان کے دیسی باشندون کی دستکاریان اس طوفان سے غارت ہوجاتی ہین - لنڈن اور منچسٹر کے سوداگر اور ضلع ویلز شاعر کا یہ عجیب وغریب کلام اپنے حسب حال فخریہ پڑھ سکتے ہین کہ دگو سوناسب و ھاتون مین

وزنی ہے تاہم اِنگلِستان مین پیراکرتا ہے یعنی وہان اُسکی ریل پیل ہے۔ اور ہندوستان کے باشندے جو جوتتے بوتے ہین اُسکی پیداوار ہمارے حصہ مین آتی ہے اور لوگ محنت کرتے ہین اور اُس محنت کا ثمرہ ہم پاتے ہین۔ پس کل قومین اِنگلِستان کو گویا خراج دیتی ہین مگر یہ ہمیشہ یون ہی نہین رہ سکتا آزادانہ تجارت کے مغالطے اب دریافت ہوگئے اور کُھل گئے اور قومون کو معلوم ہوگیا کہ محفوظ طرز تجارت کے ذریعۂ فیض بخش سے وہ برِٹش کی غلامی سے آزادی حاصل کرسکتی ہین۔ یہ خیالات اور کسی ملک مین اِسقدر آزادی سے نہین ظاہر کیے جاتے جیسے رُوس مین۔ اور اُنسے وہان یہ نتیجہ نکلا کہ جو مدبر بڑے ہی پکّے لِبرَل ہین مخالفت کے وقت وہ چھاپے کی آزادی کے کل قیود پر برابر حملہ آور ہوتے ہین اور جب بر سر حکومت ہوتے ہین تو اُن قیود کو اپنے خاص کام مین لاتے ہین لہذا روسیون کی عادت مین داخل ہے کہ جوش وخروش کی فصاحت بیانی کے ساتھ ہماری تجارتی اور صنعتی افضلیت پر حملہ آور ہوتے ہین۔ اور اُسکے ساتھ ہی یہ بھی عادت ہے کہ اُس سے ہمسری کی فکر کرتے ہین مگر جو ذریعے وہ کام مین لاتے ہین وہ اُن ذریعون سے مختلف ہوتے ہین جنسے ہم کام لیتے ہین۔ اُنکو معلوم ہے کہ آزادانہ مقابلے سے ضرور شکست ہوگی لہذا جہان کہین اُنکی سلطنت ہے گویا وہ ایک قسم کے سوداگری قلعے بنا لیتے ہین۔ مثلاً خُشکی کی چوکی قائم کردی جس سے اور ملکون کا بنا ہوا اسباب دقت سے جا سکتا ہے۔ اس ذریعے سے وہ مینچسٹر اور برمنگھم کے صناعون کی لوٹ سے اپنی نئی رعایا کو بچاتے ہین اور ماسکو اور سینٹ پیٹرسبرگ کے تاجرون کی دستکاریون پر قناعت کرتے ہین۔ وہان کے باشندون کے لیے ماسکو کی اشیا خریدنے مین اسقدر نقصان کثیر نہین ہے جسقدر مینچسٹر کی اشیا کا خریدنا ضرر رسان ہے۔ حالانکہ ماسکو مین کل اشیا کی قیمت گران ہے اور مینچسٹر مین ارزان۔

چاہے یہ خیالات کیسے ہی غلط کیون نہون اسمین شک نہین کہ رُوس آزادانہ تجارت نہین اختیار کریگا۔ لہذا رُوس جو ملک کو وسعت دے رہا ہے تو اس سے اُسکی یہ خواہش بھی ہے کہ سوداگری کو زیادہ فائدہ پہونچے۔ چونکہ رُوس مین اسقدر صناعی

نہین ہوتی کہ اُسکی ذاتی خواہش پوری ہو سکے لہذا وہ بالفعل یہ نہین کرسکتا کہ اور ملکون کو اس غرض سے فتح کرے کہ صنعتی اشیا کی وہان زیادہ تر بکری ہو گی - زمانۂ حال مین بھی روسیون کو وسعت ملکی کی خواہش کئی اسباب سے ہے - اور اُن اسباب مین ایک سبب یہ بھی ہے کہ اُنکے نزدیک اس سے رُوس کی تجارت کو فائدہ ہو گا معاملات خیوا مین اسکی ایک مثال ملتی ہے - اگر خان خیوا وہ شرط صدق دل سے پوری کرتے جو اُنکو حسب عہد و پیمان پوری کرنی تھی تو روسی ہرگز حملہ آور نہوتے - مگر جب کہ اُس حملے مین کامیابی حاصل ہوئی تو عہد نامے کے چند فقرون سے ثابت ہوا کہ سوداگری کے فوائد پر نظر رکھی گئی تھی -

رُوس کے اس میلان طبع کی نسبت کہ ملک کو وسعت دیجاے ایک بات اور قابل بیان ہے کہ مختلف اقوام رُوس جنسے سلطنت رُوس بنی ہے آیندہ کیونکر رہینگی - اس تحقیقات مین سب سے بہتر یہی ہے کہ پہلے اس مسئلے کے حصۂ آسان سے شروع کرین اور پھر رفتہ رفتہ پیچیدہ امور کو حل کرین -

شمال اور مغرب کی جانب تو رُوس کی تاریخ وسعت ملک کا خاتمہ ہو چکا - شمال خاص مین جانا محال ہے جب تک قطبی ملکون مین اراضی آباد اور قابل بود و باش زمین نہ ملے تب تک وسعت نہین ہو سکتی - اور مغرب کیجانب بھی بڑھنا محال ہے سنہ ۱۸۰۹ء مین فنلینڈ فتح کرنے سے رُوس کو گویا شمالی و مغربی سرحد قدرتی بنی ہوئی مل گئی - اور یہ قرین قیاس نہین ہے کہ رُوس شمالی اسکینڈینیویا کے اُجاڑ پہاڑون کا کوئی حصہ شامل سلطنت کریگا - جرمنی کی جانب الحاق ملک کی نہ خواہش ہے اور نہ ممکن ہے - رُوس کی اس سے ہرگز یہ خواہش نہین ہو سکتی کہ اپنی مغربی سرحد پر ایسی جرمن رعایا بسائے جو ناراض رہے - اگر اس قسم کی خواہش اُسکی ہوتی بھی تو اس خواہش کو وہ پورا نہین کر سکتا کیونکہ جرمنی اپنی سلطنت کی بخوبی حفاظت کر سکتی ہے -

مشرق اور جنوب و مشرق کیجانب یہ مسئلہ اسقدر سادہ نہین ہے - رُوس کے جو مقبوضات امریکا مین تھے اور جو حال مین فروخت کیے گئے اُس سے صاف ثابت

عملداری سے جُدا کرتی ہے۔ علیٰ ہذالقیاس اُن حضرات کو بھی ایسا ہی کچھ سمجھ لیجیے کہ زارِ اسکندرِ ثانی کی تعظیم و تکریم جو کچھ کرتے ہین بجا کرتے ہین۔ مگر وہ بھوت اُنکے سر سے بھی نہین اُترتا۔ اور ہرگز اسکے قائل نہین ہوتے کہ ہندوستان پر حملہ آور ہونے مین قدرتی موانع رُوس کے سدِّ راہ ہونگے۔

یہ بات بالکل قرینِ قیاس ہے کہ بعض افسرانِ رُوس متعینہ ترکستان ہمیشہ یہی چاہتے ہین کہ کہین لڑائی بھڑائی ہو تو بڑی دل لگی ہو اور ہمکو ترقی کا بھی موقع ملے اور اُن مین سے بعض خود زار کے احکام سے بھی تجاوز کر جاتے ہین۔ جیسے جنرل شرنایف نے ایک مشہور موقع پر کیا تھا۔ لیکن جو شخص رُوس کے حالات سے واقف ہے وہ اِس بات کو ہرگز نہ تسلیم کریگا کہ یہ لوگ اپنے افسرانِ بالادست کی نافرمانی دیدہ و دانستہ کرتے ہین۔ اور اپنی گورنمنٹ کو زبردستی نیا ملک فتح کرنے پر مجبور کرتے ہین۔ اگرچہ رُوس کی مطلق العنانی اسدرجہ کو نہین پہونچی ہے کہ انتظام کے جزئیات مین اُسکو دخل کامل ہو مگر اتنی قوت تو وہ ضرور رکھتا ہے کہ اپنے افسرون کو نئے نئے صوبے اپنی سلطنت مین نہ شامل کرنے دے مگر یہ کہ نہایت قوی وجوہ اُنکے الحاق کے موجود ہون۔ اُن قوی وجوہ کو ہم بیان کر چکے ہین۔

رُوس کی ایشیائی سرحد بھر مین مدت سے یہ بحث ہو رہی ہے کہ آیا اِس ملک کی حفاظت فوج سے کرنی چاہیے یا اسکو اپنی سلطنت مین ملحق کر لینا چاہیے چند ہی روز کا عرصہ ہوا ہے کہ ملک گیری مین پیشقدمی نکرنے مین جو دقتین اور عیوب معلوم ہوئے ہین وہ کوہ قاف کے شمالی ملک مین بخوبی ظاہر ہو گئے ہین۔ کوہ قاف کی قومین یہ سمجھنے لگین کہ رُوس کی رعایا کو سرحد کے اُس طرف جا کر تاخت و تاراج کرنا صرف ایک فعل مباح نہین ہے بلکہ بڑا کارِ ثواب ہے۔ جسطرح اگلے زمانے مین اِسکاٹلینڈ کی کوہی قومین اُنگلستان پر فوج کشی کر کے مویشی چُرا لیجانا بڑے فخر کی بات سمجھتی تھین۔ اِن حملون کے روکنے کے لیے گورنمنٹ رُوس نے کاسک کے چند رسالے بحر ازف سے بحر خزر تک سر تا سر تعینات کر دیے مگر اس تدبیر حفاظت مین صرف کا صرف زیادہ ہوا اور مطلب کا مطلب

نہ نکلا۔ لاکھ تدبیرین اور پیش بندیان کین مگر لوٹیرون کے گروہ کے گروہ چپ چاپ یا زبردستی سرحد کے اِس طرف دراتے چلے آئے اور بہت سا مال غنیمت لیگئے خیر سا لہا سال تجربہ حاصل کرکے روسیون کو معلوم ہوا کہ ان حملون کے روکنے کی تدبیر صرف یہی ہے کہ اُن لوٹیری قومون کو فتح کرکے نہایت سخت انتظام اُنکے ملک کا کیا جاے۔ یہ امر غور طلب اور عبرت انگیز ہے کہ جب فوجی حکومت ایسے سرسبز اور شاداب ملک مین قائم کی گئی جیسے صوبہ کُبَا آنْ اور صوبہ ترکِستانْ ہے اور اسمین بہت روپیہ صرف ہوا لیکن پھر بھی ناکامی ہی ہوئی تو یہ بات بآسانی سمجھ مین آسکتی ہے کہ ایسی حکومت وسط ایشیا کے لیے کسقدر نامناسب ہے جسکی سرحد ایسی لمبی چوڑی ہے اور جسکے اکثر حصّے اس قابل نہین کہ کاشتکار اُسمین بسائے جائین۔ اب بھی یہ افواہ مشہور ہے کہ بہت جلد ضرورت اس بات کی ہوگی کہ ترکمان ہمیشہ کے لیے مغلوب کرلیے جائین۔

اگر یہ سچ ہے جیسا کہ لوگ کہتے ہین کہ لوٹیری قومین امن اُسی حالت مین قائم رکھ سکتی ہین جب وہ جانتی ہین کہ اگر خلاف امن کوئی فعل کرینگے تو غنیم حملہ آور ہوکر اُنھین کے ملک مین اُنکو سزا دیگا اور پھر اُنکی پناہ کے لیے کوئی جگہ باقی نرہیگی تو یہ راے قائم ہوتی ہے کہ رُوسْ اور برِٹِشْ سرحد کے درمیان مین کوئی ایسا ملک نہین رہ سکتا جو دونون مین ایک کی عملداری بھی نہ سمجھا جاے۔ ہان اگر کوئی وسیع غیر آباد ملک ایسا ہو کہ چین کی عظیم الشان دیوار کا کام دے سکے تو اور بات ہے۔ اگر ان دونون سلطنتون کے درمیان کا ملک آباد ہو تو اُسمین صدہا میل کے رقبے تک کل ڈاکوون اور اُن بدمعاشون کو پناہ مِل سکتی ہے جو قانون کی ذرا وقعت نہین کرتے۔ اور یہ امید نہین ہوسکتی کہ کوئی شایستہ ملک اس قسم کے ہمسایون کو پڑوس مین رہنے دے۔ اگر اس قسم کا ملک قائم ہوتا تو رُوسْ اِنگلِستانْ سے از روے انصاف یہ کہہ سکتا تھا کہ حضرت ہم اسکو جائز نہین رکھ سکتے کہ ہمارے دروازے پر ایسے ایسے چھٹے ہوئے بدمعاش رہین۔ یا تو اِن حضرات ذات شریف کا انتظام آپ کیجیے یا مجھے انتظام کرنے دیجیے۔

جو لوگ رُوسْ کی حملہ آوری کو یقینی سمجھتے ہین وہ گھبرا کر دریافت کرتے ہین کہ آخر

روسیون کی اِس چڑھائی کی کوئی حد بھی ہے یا کوئی حد ہی نہین ہے۔ یا ہم چپ چاپ بیٹھے دیکھا کرین کہ وہ اپنی سرحد ہماری سرحد تک بڑھاتا آئے اور اُن لڑائیون کا خطرہ ہر دم رہے جو دو سلطنتون کی سرحد کی قربت سے ہمیشہ ہوا کرتی ہین۔ اسکا جواب مین یہ دیتا ہون کہ رُوس اپنی سرحد کو اسقدر بڑھاے کہ ایک ایسے ملک تک اُسکی سرحد پہونچ جاے جو اپنے حدود مین امن رکھ سکے اور اپنی رعایا کو ہمسائے کی رعایا کے لوٹنے سے باز رکھ سکے چونکہ وسط ایشیا کی چھوٹی چھوٹی ریاستون مین ایسی ریاست کوئی بھی نہین ہے کہ اِس شرط کو ہمیشہ پورا کرسکے لہذا اسمین شک نہین کہ روسی اور برٹش سرحد ایک نہ ایک دن مل جائیگی۔ اب رہا یہ کہ دونون سرحدین کس مقام پر باہم ملینگی یہ خود ہمارے اوپر منحصر ہے اگر ہماری یہ خواہش ہے کہ ہمارا رقیب روسیہ فلان مقام کے آگے قدم نہ بڑھاے تو ہمکو لازم ہے کہ اُس مقام تک خود بڑھ جائین۔ جن سلطنتون کی سرحدین ملی ہوئی ہوتی ہین اُنمین لڑائیان اور پیچیدگیان ضرور ہوتی اور پڑتی ہین۔ مگر میرے نزدیک اگر دو سلطنتون کے درمیان مین کوئی چھوٹی سی ریاست حائل ہو تو لڑائی اور پیچیدگی کا زیادہ تر خوف ہوتا ہے جرمنی ہمیشہ رُوس یا ہالینڈ سے جنگ نہین کرتی۔ حالانکہ صرف ایک مصنوعی سرحد اُسکے درمیان مین حائل ہے۔ اور فرانس اور آسٹریا کے درمیان مین گو ایک وسیع ملک ہے مگر وہ ملک مانع جنگ نہو سکا۔ اب یہ خیال پُرانا ہوگیا ہے اور اُسکو کوئی نہ مانیگا کہ اگر دو بڑے بڑے ملکون کے درمیان مین چھوٹی چھوٹی ریاستین حائل ہون تو امن قائم رہ سکتا ہے۔ اگر یہ صحیح بھی ہوتا تو بھی اس حالت مین جسکا ہمنے ذکر کیا ہے غیر ممکن تھا کیونکہ رُوس کی عملداری اور برٹش ہندوستان کے درمیان مین ایسا کوئی ملک نہین ہے جسکو آزاد ریاست کہہ سکین۔

اسمین شک نہین کہ گو سرحد ملی ہوئی ہو یا نہو یہ ممکن ہے کہ اگر لڑائی ہوئی تو رُوس کسی نہ کسی روز ہندوستان کی طرف رخ کریگا اور ہمکو انتہا سے زیادہ پریشان اور دق ہونا پڑیگا۔ اسکا بیشک ضرور خیال رکھنا چاہیے۔ مگر ہمارے مقبوضات ہندوستان کی حفاظت کی نسبت جو تہمات بیجا انگریزون کے دلون مین عموماً پیدا ہوگئے ہین وہ ہرگز صحیح

نہین ہین۔ اگر ہمپر حملہ کیا جائیگا تو ہماری حالت ہمارے رقیب اور غنیم کی حالت سے بحیثیت سامان وطرز جنگ بدرجہا بہتر ہوگی۔ ہم اُنپر بہت زیادہ شرف لیجائینگے اور اگر ہم اس قابل بھی نہین کہ اُنکے حملے کو روک کر اُنکو ہٹا دین تو خواہ مخواہ ہمکو ہندوستان پر قبضہ رکھنے کا کوئی استحقاق ہی نہین ہے۔ وہمی آدمی کہتے ہین کہ ہندوستانی ہمارے دشمن ہوکر سب کے سب باغی ہوجائینگے۔ اگر اس بہت بڑی پیشین گوئی کی کوئی بھی اصلیت ہے تو میرے قول کی تائید ہوتی ہے کہ اگر ہندوستانی ہماری عملداری سے اسقدر ناخوش ہین تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اپنی جس عملداری کو ہم سمجھتے ہین کہ اُس سے رعایاے ہند شایستہ ہوگئی وہ اصل بدعت اور جبر کی عملداری ہے، اور ہمپر فرض ہے کہ طرز تمدن کو فوراً بدل دین اور اسمین ترقی کرین۔ اسکے جواب مین شاید وہ لوگ کہینگے کہ ہماری عملداری بے عیب ہے۔ مگر کوئی عملداری چاہے کیسی ہی اچھی ہو ممکن ہے کہ غیر ملکون کا اثر رعایا پر نہ پڑے۔ اس قسم کا بیان پر تعین کرنا مشکل ہے اگر ہماری رعایاے ہند کی نسبت یہ بیان صحیح ہے تو غالباً اُن ایشیائی اقوام کی بھی یہی حالت ہوگی جو سرحد کے باہر رہتی ہین۔ بعض اوقات ہم اپنی فوجی اور پولیٹکل قابلیت کو بہت ہی کم سمجھتے ہین اور ہمارے بعض اخبارات ممالک غیر کے باشندون کی اس راے سے متفق ہین کہ ہماری دولت وثروت نے ہماری سرگرمی اخلاقی کو بالکل تباہ کردیا اور ہم بوڑھے اور ضعیف ہوگئے ہین اور اب ہم مین ذرا بھی جوش جنگ نہین باقی رہا ہے۔ مگر اصل مین یہ غلطی ہے۔ جس طریقے سے ہمنے ہندوستان کے گذشتہ غدر کو فرو کیا تھا اس سے گو اس جوش مسیحی وہمدردی انسانی کا خاطرخواہ ثبوت نہو جسپر ہم نازان ہین مگر اس سے یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ ابھی ہم مین جوش جنگ اور مردی ومردانگی کی ہمت باقی ہے۔ خدا نہ کرے کہ ہم اُنسے بڑائی اور دون کی لینے لگین یا اپنے اوپر زیادہ بھروسا کرکے ہم اپنے قومی فوائد کی حفاظت کی ضروری تدبیر عاقبت اندیشی سے غافل ہوجائین مگر یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اگر ہم اپنے کو بالکل گیا گذرا ہی سمجھینگے تو یہ بھی بڑی فاش غلطی ہوگی کیونکہ نتیجہ اسکا یہ ہوگا کہ ہم کسی نہ کسی وقت ایسی ایسی غلطیان کرجائینگے

جنپر ہمکو آخر کار شرمندہ ہونا پڑیگا۔
ہندوکش اور افغانستان یعنی پچھم کی طرف سے گذر کر ایک ضلع ملتا ہے بعض آدمیون کی رائے ہے کہ اسی ضلع مین بالفعل روسیون کی حملہ آوری کا بہت زیادہ خطرہ ہے یعنی فارس کے صوبجات شمالی چونکہ بحر خزر کا رُوس سولہون آنے کا مالک ہے لہذا ساحل بحر مذکور کے ہر مقام پر باسانی قابض ہوسکتا ہے مگر چونکہ بالفعل وہ اُس جانب اپنی عملداری کو وسعت نہین دیتا ہے لہذا بہتر ہے کہ اس ملک کی حالت پر ہم غور کرین جسکو تمام یُورُپ آج کل غور سے دیکھ رہا ہے۔
عرصہ دراز سے روسیون کا میلان طبع ہے کہ قسطنطنیہ کی جانب حملہ کرین۔ یہ خواہش اسقدر پُرانی ہے کہ رُوس کی سلطنت بھی اسقدر پُرانی نہوئی ہوگی۔ جو روسی اِسلَیوُ وُنین دریاے نیپر کی گھاٹی پر نوصدی سے تیرہ صدی تک قابض تھے وہ ان بیشمار سرحدی قومون مین سے تھے جنکو زوال رسیدہ سلطنت بیزنٹائین کے ارکین حکمت عملی اور قیمتی تحائف سے چپیتے یار بنائے رکھتے تھے۔ اور سلطنت مذکو اس شرط پر اپنی شہزادیون کا اُنکے سردارون کے ساتھ عقد کردیتی تھی کہ وہ مذہب مسیحی کو اختیار کرلین۔ وَالڈِمیئر شہزادہ کیف نے اسی طرح سے مذہب مسیحی قبول کرلیا اور اُسکی رعایا نے بھی مذہب عیسائی اختیار کرلیا۔
تاتاریون کے کل زمانہ عملداری مین جب کہ جو یانی فرقے دریاے نیپر پر قابض و متصرف تھے اور رُوس اور جنوبی یُورُپ کے درمیان مین گویا بطریق حد فاصل تھے روسی کلیساے یونانی کی تکریم و توقیر کرتے تھے۔ پندرہ صدی مین کلیساے یونان کی اُنکی نظرون مین اور بھی زیادہ وقعت ہوئی۔ اُس زمانے مین قسطنطنیہ پر ترکون نے قبضہ کرلیا اور ماسکو تاتاریون کے ہاتھ سے نکل گیا پس اِن دونون کی حالت پہلے کی نسبت برعکس ہوگئی۔ اور ماسکو کا شہزادہ والاتبار جو تمام رُوس کا تاجدار تھا ظہیر کلیساے یونانی ہوگیا۔ اُسنے قدیم شاہنشاہی خاندان کی ایک شہزادی کے ساتھ عقد کرلیا اور اُسکے جانشینون نے اُس سے بڑھ کر کارروائی کی کہ زار کا خطاب حاصل کیا اور یہ قصہ بٹا کہ اُنکا موث اعلی

رُورِکْ نسل ریْنَرْزْ آگسٹَس سے تھا۔

مقدس مین اور مُدبر ملکی اس خطاب کو صرف برائے نام خطاب سمجھیگا۔ اور بجز ملکہ کیتھرائن ثانیہ کے (جو سلطنت بیزنٹائین کی از سر نو زندہ کرنے کی بڑی بڑی تدبیرین سوچ رہی تھین اور اپنے ایک پوتے کو یونانی زبان بھی سکھاتی تھین) اور کسی شہنشاہ رُوس نے اُس خیالی استحقاق کے طرف توجہ نہین کی مگر روسیون کے دلون پر اُس خیال کا نقش بخوبی منقوش ہوگیا کہ رُوس کے فرماں رواں زار گریڈ ہونے چاہیین اور سینٹ سوفیا جو مسلمانون کے سبب سے ناپاک ہوگیا تھا اُسکو کلیسا مسیحی سے از سر نو تعلق ہونا لازم ہے۔ اب بھی کسی کسی کا ایسا ہی خیال تھا۔ جب مشرق مین غدر ہوتا ہے اور حالت نازک ہوجاتی ہے تو رُوس کے کسان سوچنے لگتے ہین کہ اب غالبًا وہ وقت آگیا ہے کہ شہر باسفورس پر مذہبی چڑھائی کیجائیگی تاکہ شہر متبرک واپس دیدیا جاے اور اُس سے اُنکے وہ بھائی جو ترکون کی ماتحتی مین روتے اور فریاد کرتے تھے آزاد کردیے جائینگے۔ رُوس اور قسطنطنیہ مین ایک ایسی عجیب وغریب قوت ہے جو اُن دونون کو باہم ملاتی ہے۔ اس قوت مین مذہبی جزو کا اثر زیادہ تر ہے۔

اس مذہبی جزو کے خلاف ایک جزو عظیم ہے جسکو قومی خیالات کہنا بہتر ہوگا۔ نپولین اول کی سلطنت کے زوال کے بعد تمام یُورپ مین قومی آزادی اور سلطنت جمہوری کی ہوا چل رہی تھی اور تھوڑے ہی دن بعد ملکون کی زبانون کی واقفیت وغیرہ امور سے مدبران ملکی کے ذہن مین یہ بات آئی کہ جن قومون مین باہم خون یا قرابت کے لحاظ سے کوئی تعلق ہے وہ باہم دلی محبت پیدا کرین کہ وقت پر ایک دوسرے کے معاون ہون۔ خیال یہ تھا کہ اب صرف تین قومین باقی رہ جائینگی۔ یعنی رُومَن اور ٹیوٹانک اور اسلیوونین اور یہ اصول مدنی کہ مختلف سلطنتین مل کے امور اہم کا فیصلہ کردیا کرینگی مختلف قومون کو موقع دیگا کہ اپنے اپنے طرز پر حکمرانی کرین اور قومی اتحاد بھی اس سے قائم رہیگا۔ اس مسئلے سے تمام یُورپ مین نئے قسم کا ولولہ پیدا ہوا۔ مغربی یُورپ مین البتہ لوگون کے دلون پر اسکا اثر نہین ہوا کیونکہ اطالیہ کے علاوہ اور کل ملکون کو قومی آزادی حاصل تھی

اور ممالک غیر کے ظالمون کے حالات سے واقفیت نہ تھی۔جنوبی مشرقی یُورُپ مین اسکے برعکس اسکا نتیجہ بالکل مختلف طور کا تھا گو فرقہ اُسلاوُ کی ایک بہت بڑی جماعت کو اُس ترقی علمی کے جوش سے ذرا بھی واقفیت نہ تھی جو مغربی قومون مین پھیلا ہوا تھا مگر بعض آدمیون کے خیالات عام خیالات اقوامِ مغربی کے سے تھے اور اُنھین آدمیون کے ذریعے سے نئے نئے خیالات فرقہ اُسلاوُ مین بھی پیدا ہونے لگے۔اب ناظرین بآسانی خیال کر سکتے ہین کہ ایسی قوم پر اُسکا کیا اثر ہوا ہوگا جو کئی نسل تک غیرون کی رعایا بنی رہی اور اپنی پُرانی آزادی کو نہین بھولی۔شعرا نے زمانہ حال کی مصیبتون اور زمانہ گذشتہ کی عظمت قومی کی نسبت مضامین منظوم کرنے شروع کیے اور اُنکے کلام کا اثر اکثرونکے دلون پر ہوا۔اِسلَیوُونِیا کے باشندون نے کہ چُپ چاپ مدت سے تکلیف برداشت کرتے تھے اب اپنے اپنے دلون مین کہنا شروع کیا کہ یا خدا یہ مصائب تابکے ہمکو سہنے پڑینگے۔یہ صدا دردانگیز تھی کیونکہ اس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ لوگ خوب سمجھتے ہین کہ ہم غلام ہین اور قوم غریب و بیکس اور اس سے اُنکو ہزارہا جبر اور ظلم کی باتین یاد آتی تھین۔مگر اس فریاد و مصیبت مین اُنکو ذرا ذرا تشفی بھی تھی اور اس تشفی کے ساتھ امید بھی تھی کہ مصرعہ غریبون کا خدا فریادرس ہے +خداے کریم اپنے بندون کو بالکل بھول نہین سکتا۔وقت پر کسی دادرس کو ضرور بھیجیگا بہت سے آدمیون کو یقین ہوگیا کہ اب اُنکے دن جلد بہورینگے۔جو لوگ مُسن تھے وہ انگریزون کی اس بات کو یاد کر کرکے نہایت خوش و خرم ہو جاتے تھے کہ مصرعہ خداخود میر سامان ست اسباب توکل را+اور جو تشفی آمیز نظم کو لوگ اُس زمانے مین گاتے تھے اُس سے وہ جامے مین پھولے نہین سماتے تھے کہ وہ دن جلد آنے والا ہے کہ جرار اور مظلوم فرقہ اُسلاوُ اپنے کو ترکون اور جرمن اور ہنگری والون کے سفاکانہ جبر سے آزاد کر دیگا۔یہ مظلوم قوم اپنی عظمت سابق کو یاد کرتی تھی اور چشم براہ انتظار تھی کہ ایک روز اسکا ستارہ بھی چمکے ہی گا اور یہ بھی سمجھتی تھی کہ ایک سلطنت پینسِلیوُونِک قائم ہونے والی ہے جسکا پایۂ تخت قسطنطنیہ ہوگا اور یہ بھی خیال کرتی تھی کہ اس سلطنت کے سایۂ دولت مین ہم لوگ بہ عیش و آرام آزادانہ بسر کرینگے۔

اس جوش اور وحشیانہ حوصلۂ آزادی اور ولولے سے مغربی یُورُپ کو کچھ بھی واقفیت نہ تھی اور اگر واقفیت ہوتی بھی تو یہ امید نہ تھی کہ مغربی یُورُپ کو اُنسے کچھ ہمدردی ہوتی۔ مگر اسمین شک نہین کہ اگر اس جوش مین روسی نہ شریک ہوتے تو مقام استعجاب تھا کیونکہ یہی ایک فرقہ اِسلَیوُ وُنِک ہے جسنے اُن آرزوون کو پورا کر دیا اور جو بخوبی واقف ہین کہ بڑے بڑے امور کے خیالات فرضی کا نتیجہ کیا نکلتا ہے۔ مگر جاے استعجاب البتہ ہے کہ روسیون نے اُن خیالات کے ساتھ بہت کم ہمدردی کی۔ روسیون مین معمولی اوقات مین اِسلَیوُ وُنِک خیالات بہت ہی کم تھے مگر اب اُنکے دلون مین وہ خیالات زیادہ جاگزین ہوتے جاتے ہین اور بڑھتے جاتے ہین۔

اب ہم اس قوت کے تیسرے جزو کا ذکر کرتے ہین جو رُوس کو باسفورس کے جانب کھینچتی ہے۔ یعنی پُولِٹِکل قوت۔ اِس سے بھی مسئلۂ ملک گیری کی بحث چھیڑی جاتی ہے۔ رُوس کس دلیل قاطع اور برہان ساطع سے ملک ہندوستان پر اپنا حملہ آور ہونا جائز طور سے ثابت کر سکتا ہے۔

رُوس کی ملک گیری کے میلان طبع کے جو دو جزو اوپر بیان کیے تھے اُنکا بطلان صرف ایک فقرے سے ہوتا ہے۔ چونکہ دریاے ڈینیوُب کی گھاٹی اور جزیرہ نماے بلقان کی آبادی بہت ہے لہذا اُنمین نو آبادی قائم کرنے کی ضرورت نہین ہے اور نہ رُوس اُنکو اپنے ملک مین اس غرض سے ملحق کرنا چاہتا ہے کہ اُسکی مزید حفاظت ہوگی اور اگر واقعی رُوس کو اس جانب ملک گیری کرنے کی خواہش ہے تو یہ اُسکی بہت بڑی پُولِٹِکل اولو العزمی ہے۔

رُوس کو عرصۂ دراز سے یہ ولولہ ہے کہ وہ ایک بہت بڑی بحری قوت حاصل کرے لہذا اُسنے کوشش کی کہ ساحل بحر تک پہونچ جائے۔ شمال اور شمال و مشرق کی طرف اُسنے ضرور کامیابی حاصل کی مگر بحر قطبی اور بحیرۂ بالطک مین خاطر خواہ طور پر کام نہ نکلا لہذا رُوس نے بحر مڈیٹرینین کی طرف توجہ کی۔ بحر اسود کے شمالی اور مشرقی ساحل پر بدقت قبضہ کر سکا مگر اُس سے اُسکی تدبیر صرف نصف پُوری ہوئی۔ کیونکہ بحر اسود سے

بحر مِڈِی ٹَرِینِیَن تک پانی کا نکاس بَاسفُورَس اور ڈَارڈِینِلیز کی طرف سے ہے اور تُرک اُس نکاس کو جب چاہتے ہین بند کر دیتے ہین اور کھول دیتے ہین۔

اسمین شک نہین کہ رُوسؔ کی بڑی خواہش ہوگی کہ اُس راستے کی کُنجیان اُسکے قبضے مین رہین۔ اکثر امور مین اُسکو بہت ناگوار گذرتا ہے کہ روم ایک جنگی جہاز بھی نہ بھیجے اور رُوسؔ کی کل جنوبی بندرگاہون کا راستہ بند کردے۔ اسی وجہ سے اصل مین رُوسؔ کی تمنا ہے کہ قسطنطنیہ پر قابض ہوجاے۔ اور اور وجوہ جنکا عموماً حوالہ دیا جاتا ہے کم و بیش خیالی اور فرضی ہین۔ جو مدبر فہمیدہ ہین وہ ایک لمحہ بھر بھی اِس خیال کو دل مین نہین آنے دیتے کہ پایۂ تخت دریاے نیوا سے گُولڈن ہُورن کو بدل دیا جاے۔ گو یہ قول اکثر بیان کیا جاتا ہے کہ رُوسؔ اگر چاہے تو اِنگلِستان اور ہندوستان کی آمد و رفت مین بہت کچھ خلل انداز ہو اور بحیرۂ مِڈِی ٹَرِینِیَن پر قبضہ کرنے کے لیے ہمسے مقابلہ کرے۔ مگر یہ ہرگز توجہ کے قابل نہین ہے کیونکہ اس قول کا کبھی ثبوت نہین دیا گیا۔ قبضہ ڈَارڈِینِلیز سے صرف بحر اسود مین بحری قوت حاصل ہوسکتی ہے نہ کہ بحر مِڈِی ٹَرِینِیَن مین۔ اور اگر جنگ چھڑ گئی تو چاہے رُوسؔ کے بیڑۂ جہازات کا راستہ بحر اسود مین بند کیا جاے چاہے بندرگاہ سَباسٹَپُول مین جہانتک بحر مِڈِی ٹَرِینِیَن اور اِنگلِستان اور ہندوستان کی آمد و رفت متعلق ہے ہمکو دونون حالتین یکسان ہین۔

اب رہا نپولین اول وغیرہ مستند و معتبر مشاہیر کا یہ فصیح و بلیغ مسئلہ کہ جس سلطنت کے حیطۂ اقتدار مین قسطنطنیہ ہوگا وہی سلطنت ساری خدائی کی سرتاج ہوگی اسکی نسبت یہ راے ہے کہ اگر آدمی اِس مسئلے کو تسلیم کرین تو کسیقدر اُنکے غیر معمولی قومی غرور اور اوچھے پن پر محمول ہو۔ اسمین شک نہین کہ اکثر عیسائیون کی یہی راے ہے اور اکثر اُسکو دلیل مسکت خصم قرار دیتے ہین۔ مجھسے پوچھیے تو مین نے اکثر یہ کہتے سنا ہے مگر افسوس ہے کہ مین ایسے پولیٹیکل مسائل کی مصطلحات کو سمجھ نہین سکتا جو عام فہم نہین ہین اور نہ مجھے کوئی صاحب ایسے ملے کہ اُن مصطلحات مبہم و پیچیدہ کا سیدھی سادی انگریزی مین ترجمہ کردے۔ تاہم یہ صحیح ہو یا نہو اسپر توجہ ضرور کرنی چاہیے۔ مغربی یُورُپ مین

یہ اعتقاد عموماً لوگون کے دلون مین جما ہوا ہے اور ہمین شک نہین کہ رُوس اور برٹن دونون سلطنتون کے مُدبرون پر اسکا اثر پڑیگا۔

اب ہم یہ کوشش کرینگے کہ دیکھین اس مسئلہ مشرقی مین رُوس کی اصلی حالت اور افعال اور مقاصد کیا ہین۔ مین اوپر لکھ گیا ہون کہ اسکے تین جزو اعظم ہین مذہب اور قومی خیالات اور پولیٹکل امور۔ ان تینون کا اثر پڑا ہے اور ان تینون کا ایک نہ ایک سبب خاص حامی ہے۔ مذہبی جوش نے تو عوام کے دلون پر اثر کیا ہے۔ اور قومی خیالات کا اثر تربیت یافتہ لوگون پر پڑا ہے۔ اور گورنمنٹ نے محض پولیٹکل امور پر لحاظ کیا ہے۔ مگر اس بیان کو بالکل صحیح نہ سمجھنا چاہیے کیونکہ تربیت یافتہ طبقے کے لوگون مین بھی مذہبی خیالات کسی قدر ہین اور گورنمنٹ پر پولیٹکل کے علاوہ قومی خیالات کا بھی کسی قدر اثر ہوا ہے اور کل قوم کے دلون مین یہ خیال بخوبی جاگزین ہے کہ جو لوگ سہام ظلم وحشیانہ کے ہدف بنے ہین اُنکے ساتھ قوم کو ضرور ہمدردی کرنی چاہیے۔ بہتر ہے کہ بیان بالا کو ہم قریب قریب صحیح سمجھ لین۔

ہرزِگووِنا اور بوسینا مین غدر ہوتے ہی یہ معاملات ازبس نازک ہوگئے۔

پہلے تو رُوس مین لوگون کو اس طرف چندان توجہ نہین ہوئی اور نہ کسی کو ہمدردی تھی۔ ۱۸۷۵ء موسم خزان مین شام کے وقت ایک شخص کے مکان واقع ماسکو مین روسیون کی ایک چھوٹی سی جماعت مین اس معاملے کی نسبت بحث ہو رہی تھی کہ دفعتہً اُس جماعت مین سے ایک شخص نے جو خاموش بیٹھا ہوا تھا یہ پیشین گوئی کی ''یہ مشہور مثل ہم سب جانتے ہین کہ ماسکو کا سا شہر اَدھی کی دیا سلائی سے جل بھُن کے خاک ہوگیا۔ مجھے بڑا خوف ہے کہ مبادا رُوس بھی اسی طرح اس چنگاری سے جل بھُن کے خاک ہو جائے جو ہرزِگووِنا مین روشن ہے''۔

اُس جماعت سے دوسرے آدمی نے کہا ''لاحول ولا قوة یہ کیا بکتے ہو۔ ٹکس جمع کرنے کے وقت روم کے صوبون مین ہمیشہ بدنظمی ہوتی ہے۔ گورنمنٹ کو صرف یہ امر کرنا ہوتا ہے کہ رفع غدر کے واسطے چند پلٹنین اُن ضلاع مین بھیجدے جہان غدر رہے۔ بس پھر اس فرضی غدر کا کوئی شخص نام بھی نہ سُنیگا۔ اگر روم نے اسقدر فوج نہ بھیجی

جو غدر فرو کرنے کے لیے کافی ہو تو آسٹریا سرحد پر چند رجمنٹ تعینات کر دیگا اور اس سے بھی
غدر فرو ہو جائیگا - وزراے آسٹریا اپنے ہمسایہ اسلیوو نک قومون مین غدر جائز نرکھینگے
بہرکیف غدر جلد فرو کر دیا جائیگا اور لوگ اُسکو بھول جائینگے"
اسپر وہ شخص جسنے پہلے راے زنی کی تھی کہنے لگا کہ "اسکا تو کچھ ایسا یقین نہین ہے
غدر تو کچھ مہینے سے ہو ہی رہا ہے - جاڑے کے دنون مین روم کی فوج کچھ نہین
کر سکتی اور موسم بہار مین اور اقوام اسلیوو نک بھی مخالفت اور مقابلہ کرنے مین
شریک ہو جائینگی - اگر آسٹریا نے کوئی کارروائی کی تو اس سے اور بھی گتھی پڑ جائیگی
کیونکہ اس سے اُسکے صوبجات اسلیوو نک مین ناراضی پھیلے گی اور اگر مسئلہ اسلاؤ کی
بحث چھیڑی جائیگی تو رُوس بھی اسمین بڑھ کر شریک ہوگا - اگر موسم سرما مین غدر فرو نہوا
تو مسئلہ مشرقی پر بڑی سرگرمی سے بحث کیجائیگی اور پھر رُوس کو ہتھیار اُٹھانے پڑینگے"
دوسرے نے کہا "رُوس اور ہتھیار اُٹھاے - یہ خیال قابل مضحکہ ہے ہمکو جنگ کی خواہش
نہین ہے اگر خواہش ہوتی بھی تو ہم لڑ نہین سکتے کیونکہ ہم جنگ کے لیے تیار نہین ہین
ابھی تک فوج بخوبی آراستہ نہین ہوئی ہے - رگروٹ بھرتی کرنے کا قاعدہ ابھی حال ہی
مین شروع ہوا ہے - افسران فوجی کا قحط ہے - ریل کی سڑکین ابھی تک پوری نہین
بنی ہین اور گاڑیان بھی کافی نہین ہین - ان سب پر طرہ یہ کہ ہماری مالی حالت ایسی ہے
کہ ہم زیادہ خرچ نہین کر سکتے اگر ہم جنگ مین کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہین تو ہمکو
کم سے کم پانچ چھ برس تامل کرنا چاہیے اور اس عرصے مین خود رُوس خاص کی نسبت
اکثر امور قابل توجہ ہین - اگر ہرزیگووینا مین آتش غدر کسی قدر بھڑکی ہے تو اُسکے
قرب وجوار کے باشندے اُسکو بجھا دینگے" اُسنے جواب دیا "حضرت بے ادبی معاف
ہم آپ خود غرضی سے فرداً فرداً چاہین اس طرح بحث کرین مگر سلطنت رُوس
بہیئت مجموعی اس قسم کی بحث نہین کر سکتی - جنوب کے اسلاؤ کی تمنا ہے کہ
رومیون کی اطاعت سے نجات پائین لہذا رُوس کو اپنا پشت وپناہ اور حامی
سمجھتے ہین - اُنکو بوجوہ موجہ یقین ہے کہ رُوس کو اُنکی بہبودی مین لطف خاص ہے

اور رُوس اُنکی مدد کے لیے دل سے مستعد ہے۔ اُسی کی بدولت یونان اور مانٹی نیگرو نے آزادی حاصل کی اور رُومانیا اور سَروِیا بھی آزاد ہو گئے۔ ہم کو لازم ہے کہ یا تو اُن باغیون کو مدد دین یا اُن سے صاف صاف کہدین کہ ہم سے مدد کی امید نہ رکھو۔ دو ہی باتین ہین یا یہ کہ ہم اُنکے امور مین بالکل دخل ہی نہ دین یا یہ کہ پوری پوری مداخلت کرین۔ مگر یہ ممکن نہین کہ بالکل دخل ہی نہ دین۔ ہم یہ نہین کر سکتے کہ تاریخی واقعات اور اپنی شرطون سے قطع نظر کرین اور فرقۂ اسلاؤ کو مجبور کرین کہ انگلستان یا آسٹریا سے مدد کی توقع کرین۔ اگر ہم ایسا کرین تو ہماری بیعزتی کا باعث ہوگا کہ ہم نے اُن لوگون کو درپردہ مدد دی جو اہل اسلاؤ کے عموماً اور روسیون کے خصوصاً دشمن ہین"۔

دوسرے نے جواب دیا کہ "جہان تک مسئلہ متعلق ہے یہ سب صحیح ہی سہی مگر ہم کو اُن لوگون مین ہین جو کچھ کارروائی کر دکھاتے ہین صرف مسئلون ہی پر نہین رہتے۔ اور ہمکو یاد رکھنا چاہیے کہ اول خویش بعدۂ درویش۔ پنگو پاؤلووچ وغیرہ باغیون کے سرغنے جو چاہین وہ کرین مگر اسمین شک نہین کہ ہم ایک سپاہی سے بھی اُنکو مدد نہ دینگے"۔

اس مکالمے سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ ۱۸۷۵ء کی فصل خزان مین رُوس مین لوگ عموماً کیا رائے زنی کرتے تھے۔ ہرزگووِنا کے غدر سے ایک قسم کی ہمدردی اور لطف لوگون مین پیدا ہوا اور اکثرون کی رائے ہوئی کہ رُوس کو مظلوم فرقۂ رعایا کے لیے کچھ کچھ ضرور کرنا چاہیے کیونکہ وہ رُوس کو اپنا پشت و پناہ سمجھتے ہین۔ مگر بہت کم آدمیون کو امید تھی کہ اہم مسئلہ مشرقی چھیڑا جائیگا اور بہت کم کی رائے تھی کہ رُوس کو ایسی کارروائی کرنی چاہیے جسکا نتیجہ جنگ ہو۔

۱۸۷۶-۷۵ء مین یہ کوششین کی گئین کہ ہرزگووِنا مین جو آگ بھڑکی ہوئی ہے اُسکو مدبرانہ اور حکیمانہ طور پر فرو کر دین اِنمین سے کوئی سعی مشکور نہ ہوئی اور جوش مخالفت چوطرفہ پھیلنے لگا۔ اسکے اسباب وِیانا کے صیغۂ دول خارجہ کے کاغذات سے معلوم ہو سکتے ہین۔ شہزادے کے نام ایک تحریر مین سَروِیا کی قومی جماعت نے

اعلان کیا کہ اہل سَرویا اپنے اُن بھائیون کی تکلیفون کو نہین دیکھ سکتے جو سرحد کے باہر رہتے ہین - اور باغیون نے یہ اعلان کیا کہ ہم پوری پوری آزادی چاہتے ہین اور ہم کو امید ہے کہ رُوس جنوب کے فرقۂ اِسلاؤ کو مدد دیگا - رُوس مین جوش عام پھیلا ہوا تھا - سَرویا اور مانٹی نیگرو کے پیرپادری نے سینٹ پیٹرسبرگ اور ماسکو کو تحریرین بھیجین کہ اُن عیسائیون پر رحم کرو جو بے خانمان ہو گئے ہین اور رومی لشکر کی وحشیانہ کارروائیون سے افلاس کے درجے کو پہونچ گئے ہین - جب یہ تحریرین اخبارون مین طبع ہوئین اور گانؤن کے پادریون نے گرجاؤن مین پڑھین تو اُن خزانون مین فیاضانہ چندے برابر آنے لگے جو اِسلَیوونک کی مدد کے لیے قائم ہوے تھے اور اُسوقت سے خزانہ ہاے مذکور رُوس کے دائرۂ عام خیالات کے مرکز قرار پائے -

یہ کمیٹی اصل مین فیاضی پر محمول تھی اور اِسکے تین جزو تھے - ایک ماسکو مین دوسرا سینٹ پیٹرسبرگ مین اور تیسرا کیف مین - لوگون کو عموماً خیال ہے کہ اُسکا منشا یہ تھا کہ غدر کر دیا جائے مگر یہ خیال غلط ہے - گورنمنٹ نے خود اجازت دے دی تھی کہ یہ کمیٹیان منعقد ہون - اور یہ جلسے دروازے کھول کر منعقد ہوتے تھے اور اپنی کارروائی برابر چھاپا کرتے تھے - غدر شروع ہونے کے قبل اُنکی بڑی کوشش یہ تھی کہ جنوب کے اِسلاؤ مین تعلیم کو ترقی دین اور نوجوان بلغاریونکو روسی زبان سکھائین اور روم اور آسٹریا کے کلیساے مسیحی کے لیے روپیہ اور نماز پڑھنے کے اسباب اور پادریون کے لیے پوشاک بھیجین - اور اِس جماعت کے ارکین اور جنبہ دار جن مین اکثر نیک دل اور پارسا اور عفیفہ شریف زادیان بھی شامل تھین بڑے پابند مذہب تھے اور کم و بیش سب کے خیالات اِسلَیوونک تھے -

بعض ممبرون کی دلی خواہش تھی کہ اہل بلغارستان اور قوم اِسلاؤ کی اور شاخون کو ناراض کر دین اور اُنکے دلون مین وہ پولٹیکل جوش پیدا کر دین جو

بیشتر بدنظمی اور تعدی سے پیدا ہوا تھا۔ اِس جماعت نے بیشک روم اور آسٹریا کے اکثر اسلاؤ کو یہ یقین دلایا کہ رُوس ہی سے اُنکو خطرے کے وقت مدد کی امید ہو سکتی ہے۔ پس اِس جماعت کا ایک پولٹکل رعب جما ہوا تھا۔ مگر یہ ہرگز کوئی خفیہ جماعت نہ تھی اور جہانتک رُوس کے معاملات مدنی سے متعلق تھے اُسکی نیت غدر کی نہ تھی۔ اس سے ظاہر ہے کہ رُوس مین غدر کے خیالات بھی لوگون کے دلون مین ضرور ہین مگر اُنکو اِسلیو وِنِک جلسون سے کوئی ہمدردی یا تعلق نہین ہے۔ اصل مین جماعت مذکور اِس قدر شائستہ ہے کہ قومیت اور حب الوطنی اور مذہب اور کلیسائے مشرقی کو وہ پُرانے دقیانوسی خیالات سمجھتی ہے۔ اُسکے رکن نہلسٹ فرقے کے لوگ ہین جنکا خیال یہ ہے کہ وہ بنی نوع انسان کو بالکل نئے اُصول سے آراستہ کرینگے۔ اور جنکی یہ راے ہے کہ قومی باتون کا خیال اصل مین سوشل ترقی کا سدباب ہوتا ہے یہ خیال کہ اِس قسم کے لوگ اِن لوگون سے کسی قسم کا تعلق رکھتے ہین جو شہنشاہ کے دشمن اور اِسلاؤن کے دوست ہین محض غلط خیال ہے۔

جون جون سلطان روم اور اُنکی عیسائی رعایا مین جنگ وجدل ہونے کے موقعے بڑھتے گئے جماعت مذکور زیادہ پولٹکل رعب جمانے لگی۔ اُسکو خوب یاد تھا کہ کن لوگون کے لیے مدد کی خواہش کی گئی تھی لہذا اُسنے تیاریان کین کہ باغیون کی سپاہیون اور آلات حرب اور روپئے سے مدد کرے۔ اور جنرل شرنایف کو ترغیب دی کہ بلگریڈ جائین اور شہزادہ میلان کو اپنی خدمات سے مدد دین۔ جنرل موصوف نے وسط ایشیا مین بڑا نام پیدا کیا تھا۔ جماعت مذکور کو خیال تھا کہ جنرل شرنایف کی کوشش سے اِسلاؤ قوم مین روسیون کا نام ہوگا۔

۱۸۷۶ء مین دوسری جولائی کو سرویا نے روم سے اعلان جنگ کر دیا۔ اور بسر کردگی جنرل شرنایف سرویا کی فوج مقام نِش کی جانب روم کی عملداری مین بڑھی۔ اِس فوج کے ہمراہ اور روسی افسر بھی تھے۔ اُنکو مین بعض آدمیون کو خیال تھا کہ فوج مذکور بلغارستان پر حملہ کریگی۔ عیسائیون کو باغی کر دیگی۔ قسطنطنیہ کی شہرپناہ پر فوراً پہونچ جائیگی۔ مگر سرحد سے تھوڑے ہی میل پر وہ روک دی گئی۔ اور اب اُسکو رومیون کے حملون سے

اپنے کو محفوظ رکھنا پڑا۔ اِس جنگ کو جو ایک سلطنت رفیعہ اور ایک ادنیٰ ریاست مین ہوتی تھی
روسی بڑے غور سے دیکھتے تھے۔ پہلے مشتہر ہوا کہ اہل سَروِیا کو مجبور ہو کر پس پا ہونا پڑا
بعد ازان یہ خبر آئی کہ ایک روسی مقتول ہوا۔ نکولس کرِیئف جو سابق مین ایک افسر تھے
اور سینٹ پیٹرز بَرگ اور ماسکو مین بہت مشہور تھے مقام زیچار مین مجروح ہو کر مر گئے جب کہ
وہ اپنی فوج کو بہادری کے ساتھ لڑا رہے تھے۔ اور مشہور ہوا کہ رومیون نے اُنکی لاش کے
وحشیانہ طور پر ٹکڑے ٹکڑے کیے۔ جو لوگ کرِیئف سے ذاتی واقفیت رکھتے تھے اُنپر اِس
خبر کا بڑا اثر ہوا۔ مگر تعجب یہ ہے کہ ادنیٰ طبقے کے لوگون پر اِسکا اور بھی زیادہ اثر ہوا جنھون نے
کبھی کرِیئف کا نام بھی نہین سُنا تھا۔ اُنکے قتل کے واقعات عوام کے نزدیک یادگار رہتے تھے
لہذا جو پُرانے خیالات اور جوش قدیم اب لوگون کے دلون سے جاتے رہے تھے وہ از
سرِ نو پیدا ہو گئے۔ جب اور روسی قتل ہوئے تو جوش اور بھی بڑھا۔ مگر رومیون سے بڑی
بھاری غلطی ہوئی جب کہ مُورَاوَا اور ٹِمَک کی جانب سب کی نگاہ تھی کہ یکایک شکایتین
ہونے لگین کہ بلغارستان کے گانؤن مین بڑی بڑی بدعتین کی گئین خصوصاً پیئر ٹِسا کی گھاٹی مین
جسکے باشندے جنگجو نہ تھے۔

رُوس کے کسان مشرقی مسئلے کی پیچیدگیون سے ناواقف محض ہین۔ معمولی شکایات
فرقۂ رعایا مین شلاً سخت ٹکس ججون کی رشوت ستانی۔ گرجا کے گھنٹے بجانے کی ممانعت۔ اور
فوجی نوکری کی ممانعت کا حال اُنکو کچھ نہین معلوم ہے۔ اور اگر کُل واقعات اُنکو معلوم بھی ہوتے
تو اُنکو بہت غصہ نہ آتا۔ فوج مین بھرتی نہ ہونے کو تو وہ ایک خاص استحقاق سمجھتے ہین اور
سخت ٹکس اور ججون کی رشوت ستانی اور بدنظمی سے اُنکو کچھ ایسا تردد نہین ہوتا۔ اگر اُنسے
صرف یہ کہا جاے کہ رومی عملداری خراب ہے تو اُنکے دلون مین جوش نہ پیدا ہو۔ مگر جو اُنسے
یہ کہا جاے کہ مسلمانون سے لڑائی ہوتی ہے جسمین جان کا خطرہ ہے۔ قتل عام ہو رہا ہے
غلامون کی تجارت ہوتی ہے۔ وحشی مسلمانون کے گروہ کٹے اور بچے عیسائیون کے گانؤن کو
بیرحمی کے ساتھ تباہ کر رہے ہین تو اُنکے دلون پر مختلف قسم کا اثر ہو۔ وہ پُرانا جوش جس سے
میدان اِسٹِپی کو جو بانی قومون سے فتح کر لیا تھا ابھی تک دلون سے بالکل جاتا نہین رہا تھا۔ اور جو

معدودے چند قرمیہ کے غلامون کے بازارون سے واپس آئے تھے اُنکے قصے لوگ
ابھی تک نہین بھولے تھے۔ سابق کے زمانے مین جب کسان سُنتے تھے کہ تاتاری ہم پر
حملہ آور ہوئے ہین۔ اور ہم لوگون کو قتل کیے ڈالتے ہین تو اپنے تبر لیکر مدد کو دوڑتے تھے۔
اِسی طرح اِس زمانے کے کسان مدد کو تیار ہو جاتے ہین جب دریاے ڈینیوب کے پار سے
اُنکے سگّے اور کٹّے اہل مذہب کی فریاد سُنائی دیتی ہے۔

تربیت یافتہ آدمیون کو تاتاریون کی اِن وحشیانہ کارروائیون کی یہ کہانیان اور
ذاتی جھگڑے نہین یاد ہین۔ مسلمان لوٹیرون سے اُنکو اِس قدر نفرت نہ تھی مگر بلغارستان مین
جو بدعتین ہوئین اُنکا اثر اُنکے دلون پر ویسا ہی ہوا جن لوگون کے خیالات امراے رُوس
کی نسبت پُرانے خیالات کے مطابق ہین اُنکو شاید حیرت ہوگی مگر میرے نزدیک جس قدر ہمدردی
انسانی کے خیالات تربیت یافتہ روسیون کے ہین اور کسی طبقے کے کم ہونگے۔ اِسکے علاوہ
قومی خیالات بھی تھے۔ گو اُنکی کوئی حد مقرر نہین ہے مگر اُن خیالات کا بھی بڑا اثر پڑتا تھا۔ جو
خیال انسان کو لڑنے اور کٹ مرنے کی ترغیب دیتا ہے وہ اِس سبب سے بُرا نہین سمجھا جا سکتا
کہ وہ غیر محدود ہے۔

اِس سب کا نتیجہ یہ ہوا کہ کئی ہزار والنٹیر غالباً چار ہزار کے قریب سَروِیا چلے گئے
اِسکے لیے کوئی چالیس لاکھ سے زیادہ روپیہ صرف ہوا۔

گو اہل سَروِیا نے فتوحات نہین حاصل کین مگر ماسکو مین جوش اور خوشی بہت ہوئی
لوگ کہتے تھے کہ اب مسئلۂ اِسلَیوونِک مدبرون کے کمزور ہاتھون سے رعایا کے طاقتور
ہاتھون مین آیا ہے۔ اب بہت جلد قابل اطمینان طرز پر حل کر دیا جائیگا۔ روسیون کی ہمدردی
فیاضانہ سے مغربی یُورپ نے نیچا دیکھا۔ ہم اور اِسلاؤ سب مِل کر ایک ہین۔ اُنکی آزادی
ہماری تاریخ قومی کا ایک جزو اعظم ہے جو جنگ عظیم اِسلَیوونِک قومون اور مغربی یُورپ
کی مخالف قومون مین ہوگی اِسمین وہ ہمارے بھائی اور جنبہ دار ہونگے۔ اب اِس مخالفت سے
سب آگاہ ہو گئے ہین کیونکہ مغربی قومین ترکون کے ساتھ ہمدردی کرتی ہین اور بہادر اور
جری سپہ سالار شیرنایف فوج سَروِیا کی کمان کرتے ہین۔ اور بسر کردگی سپہ سالار موصوف

بہت سے روسی لڑ رہے ہین - اِسلیوونِک کی خواہش اور ہماری خواہش ایک ہے - خدا کی مدد سے ہم اپنے مظلوم بھائیون کو غیر ملکون کی اطاعت سے آزاد کردینگے -

ماسکو مین یہی عام راے تھی مگر سینٹ پیٹرز برگ مین اور ہی مختلف خیالات تھے جنکی راے ذیل مین درج کیجاتی ہے - گو ترکون کی طوائف الملوکی اور ظلم و تعدی سے ہمین دلی نفرت ہے اور گو ہمکو مظلوم عیسائیون سے ہمدردی ہے تاہم ہماری یہ راے نہین ہے کہ روسی بالفعل اِسلیوونِک کی آزادی کی جانب متوجہ ہون - ایسی مہم عظیم کے لیے مصالح اور روپیہ چاہیے - افسوس ہے کہ ہمارے پاس دونون مین سے ایک بھی نہین - ان نام کے وطن دوست آدمیون کو لازم ہے کہ اپنے ملک کی حالت پر نظر ڈالکر اس بحث پر متوجہ ہون - وہ اُن لوگون کے لیے لڑنا چاہتے ہین جنکو وہ اپنا بھائی کہتے ہین مگر اصل مین اُنکا حال کچھ نہین جانتے - اِسلیوونِک کے خیالات مہمل ہین اور ہمارے گھر کے جھگڑے کیا کم ہین کہ ہم اور بحث کی جانب مخاطب ہون - مثلاً اہل ہرزگووِنا پر بڑا سخت ٹکس بندھا ہے اور وہ غیر تربیت یافتہ کسان ہین - کیا ہمکو یہ چاہیے کہ اغیار کی مدد کے لیے ہم اُن کسانون پر اور بھی زیادہ بار ڈالین - بہرکیف ہمکو اسطرح کارروائی نکرنی چاہیے جسطرح ہم اب کارروائی کر رہے ہین - ہم اگر مدد دین تو ہمکو عمدہ طرز عمل کے ساتھ مدد دینی چاہیے والنٹیرون کو سَروِیا بھیجنا قانون ملکی کے خلاف ہے اس سے بڑی بڑی پیچیدگیان پیدا ہوتی ہین - ہمکو غور کرنا چاہیے کہ ابھی ہمنے خود تو آزادی حاصل ہی نہین کی ہے پھر بھلا اورونکی آزادی کے لیے لڑنا قابل مضحکہ ہے یا نہین -

یہ دلیل بیشک بڑی قاطع ہے - مگر جو فرقہ جنگجو ہے وہ اس سے معقول نہین ہوتا وہ لوگ بد دماغ ہو کر یہ راے قائم کرتے تھے -

کیا اب وہ وقت ہے کہ ہمارے والنٹیرون کا تو خون بہ رہا ہے اور ہم خیالات اِسلیوونِک پر نسفیانہ نظر ڈالین - رومی تو یہ دھمکی دے رہے ہین کہ سَروِیا کو تباہ کردینگے اور اہل سَروِیا کو قتل کر ڈالینگے اور جری باشندگان مانٹی نیگرو جو ہمیشہ روسیون کے دوست رہے ہین بالفعل بڑی بہادری کے ساتھ اپنی آزادی اور اپنے عقائد مذہبی کو ظالم اہل اسلام کے گروہ سے

محفوظ رکھنے کی کوشش کر رہے ہین اور ہمارے ہمدرد مغرور مدبر یہ بحث کر رہے ہین کہ قبل اسکے کہ ہم اسباب کا تصفیہ کرین کہ اُنکو مدد دین یا ندین ہمکو اس دلچسپ قوم کی تاریخ اور علم ادب کا بخوبی مطالعہ کرنا چاہیے - اہل سَروِیا اور اہل کانٹی نیگرو نے یہ بحث اس عقیدے سے شروع کی کہ رُوس فوراً اُنکی مدد کریگا اور اب سینٹ پیٹرز برگ کے علما اُنسے صاف صاف کہتے ہین کہ ہماری مدد کا خیال نکرنا کیونکہ ہم ابھی مستعد نہین ہین - ہمنے اِسلیوونک کے خیالات سے ابھی کماحقہ واقفیت نہین پیدا کی ہے - پہلے ہمکو اُن امور رفاہ مالی وغیرہ کی طرف متوجہ ہونا چاہیے جنپر ہماری بہبودی کا خاص کردار و مدار ہے - آیندہ کسی وقت جبکہ تمھارا ملک برباد ہو جائیگا - بچے قتل کیے جائینگے اور اُنکو ایذا پہونچائی جائیگی - اور بہو بیٹیون کے ناموس مین فرق آئیگا تب شاید ہمکو تمسے کوئی ہمدردی ہو تو ہو - کیا رُوس جو ایک فیاض ملک ہے اُن لوگون سے اسطرح مخاطب ہو سکتا ہے جنکو اُسنے ابتک حفاظت مین رکھا ہے اور جو اب اس نازک وقت مین بڑے منتظر ہین کہ ہم اُنکا ہاتھ بٹائینگے -

جو مدد سَروِیا کو دیگئی وہ پولٹیکل اور جنگی لحاظ سے بیکار نکلی اکثر روسی والنٹیر کسانون کے طبقے کے تھے - مذہبی خیالات کے سبب سے اُنھون نے بڑا جوش بہادری ظاہر کیا - بعض حاکمون نے بھی اپنا فرض عمدہ طرح سے اور بہادرانہ طور پر ادا کیا مگر بعض نے بالکل اسکے برعکس کارروائی کی اور کوشش کی کہ روسیون کا نام سنکر لوگ نفرت کرین - اسکے برعکس سَروِیا کے سپاہیون سے جسقدر امید تھی اُسقدر بہادر نہین نکلے لہذا رُوس کے افسران جنگی اُنکے ساتھ ہمیشہ ذرا سختی سے پیش آتے تھے - پس رعایا اور حکام مین جو یہ خیالات مخالفت پیدا ہوے اُنکو رُوس کے اخبارون مین کچھ دن تک مخفی رکھا - مگر رفتہ رفتہ اصل بات کھل گئی - اور رعایا پر اسکا عمدہ اثر ہوا - کچھ دن تک رُوس مین لوگ اہل سَروِیا کے خلاف تھے اور زار نے ایک مشہور اِسپیچ مین اُنکا مقابلہ بہادر کانٹی نیگرو والون سے کیا - پس سینٹ پیٹرز برگ کے فلسفیون نے پھر یون فخر یہ کہنا شروع کیا -

ہمارے سَروِیا کے والنٹیرون کی تاریخ سے صاف ظاہر ہو گیا ہے کہ رُوس مین اسقدر باتین نہین جمع ہین جو اِسلیوونک کی آزادی کے لیے ضروری ہین - شایستہ طبقون مین کثرت سے

لوگ ایسے ہین جو بلگریڈیا الگزنٹز پر حملہ کرنے اور وہان بدمعاشی اور بدعت کرنے کو تفریح طبع سمجھتے ہین شرنایف اور اُسکے ماتحتونکی بدعت رُوس کی بدعتون کے مقابل مین ایک شمہ ہے - اسمین شک نہین کہ اہل سَرویا کو یہ جرأت نہین ہے کہ اپنے محسن روسیون کو سزا دین مگر کئی روسی افسرون کو خود روسیون ہی نے گولی ماردی ہے - ہم لوگ بھی طرفہ معجون ہین کہ اور قومون مین تو آزادی اور انتظام ملکی قائم کرنے جاتے ہین اور خود اس ردی حالت مین ہین -

اہل سَرویا بالکل مقابلہ نکرسکے مگر رومیون کے فاتحانہ حملے کو زار رُوس کے آخری فرمان نے فوراً روک دیا اور اسکے چند ہفتے کے بعد سلاطین عظام کے سفیر ایک مجلس شوری کے لیے قسطنطنیہ مین جمع ہوئے - میرا یہ قصد نہین ہے کہ اس جلسہ عظیم الشان کی کارروائی کو بیان کرون یا اُسپر اعتراض کرون مگر مین مختصر طور پر یہ بیان کرونگا کہ رُوس کے عوام پر اسکا اثر کیا ہوا - ماسکو اور سینٹ پیٹرزبرگ دونون مین لوگون کو عقیدہ جما ہوا تھا کہ مجلس شوری مین برٹش سفیر نے خفیہ طور پر ترکون کو بہکا دیا تھا کہ مقابلہ کرو - اور کل معاملات مجلس مذکور مین لارڈ بیکنسفیلڈ نے بڑی سرگرمی سے کوشش کی کہ رُوس کو یُورپ کی نظرون مین حقیر کردین پارلمنٹ کے بعض ممبرونکی تقریرون سے یہ عقیدہ اور بھی جم گیا - ایک ممبر نے ہجو کے ساتھ کہا تھا کہ وزراے انگلستان مستعد ہین کہ رُوس کے لیے ایک طلائی پُل تعمیر کردین تاکہ اسی پُل پر سے روسی بھاگ کھڑے ہون - اسپر روسیون نے کہا کہ ہمکو گالی دی اور زار سے بڑی التجا کی گئی کہ روسیون کی قوم کی جو یہ بیعزتی ہوئی اسکا بدلا لینا چاہیے -

ہمکو یہ دیکھنا چاہیے کہ اس جوش وخروش کے زمانے مین گورنمنٹ نے کیا کیا اور اُسکے مقاصد کیا تھے - لہذا ہم اُن گروہون کی طرف مخاطب نہونگے جنہین غیظ وغضب کی گرمی بازار تھی بلکہ اُن مشیرونکا حال لکھینگے جنکے مزاج مین اصلاح وسہولت تھی - اُن فصیح وبلیغ اسپیچ دینے والون سے درگذر کرینگے جو جوش مین آنکر خونریزی وغیرہ کا ذکر کرتے تھے بلکہ اُن ذمہ دار اور حلیم مدبرونکا ذکر کرینگے جو کہ ٹکس اور بجٹ اور قومی قرضے اور معاملات ملکی کی پیچیدگیون کے بارے مین غور کرتے تھے - گو مدبران ملکی پر بھی عام کی راے کا اثر پڑا ہو اور گو وہ اُن قومی حوصلون کی تعریف کرتے تھے مگر وہ اِسپر زیادہ غور کرتے تھے کہ اصل مین

کیا نتیجے نکلینگے۔ مگر جن لوگون کے مزاج مین جوش ہمدردی تھا وہ اُن تائج سے نفرت کرتے تھے۔

مغربی یُورُپ مین سب کو عموماً یہی یقین تھا کہ ابتدا سے عہد و پیمان سے وزرائے سینٹ پیٹرزبرگ نے یک امر دل مین ٹھان لیا تھا کہ اُسکے سوا اور کوئی کارروائی نہ کرینگے اسکے برعکس جب کبھی کوئی کارروائی ہوتی تھی تو وہ صرف ظاہرداری تھی تاکہ ممالک غیر کو دھوکا دین کہ ہم سب کی رائے کے مطابق کارروائی کرتے ہین کوئی رائے پیشتر سے ہمنے نہین قائم کی ہے۔ اس زمانے مین پیٹرِ اعظم کی وصیت کا بڑا چرچا ہوتا تھا اور لوگ کہتے تھے کہ اس مشہور مصلح قومی کے کل جانشینون نے اُسکی وصیت کے مطابق حرف بحرف کارروائی کی ہے۔ اور یہ بھی کہتے تھے کہ رُوس کی گورنمنٹ اُن باتون سے آزاد ہے جنکے سبب سے ممالک غیر کی حکمت عملی پر خراب اثر پڑتا ہے۔ اس خیال کے جنبہ دار اِنگلستان اور فرانس اور جرمنی مین اب بھی بہت ہین مگر جن لوگون نے رُوس کی گذشتہ دو سو برس کی تاریخ پولٹکل غور سے پڑھی ہے وہ اس خیال سے ضرور بری ہونگے۔ واللہ اعلم یہ سچ ہے یا جھوٹ کہ ایک موقع پر ملکہ اِلزبتھ غنیم کے ساتھ جنگ کرنے جاتی تھین مگر ادھر اعلان جنگ کے کاغذ پر دستخط کیے اور اُدھر ایک مکھی نے ناعاقبت اندیشی کے ساتھ کاغذ کو مٹا دیا اور دھبا لگ گیا۔ لہذا جنگ ملتوی ہوگئی اگر کوئی اسکے نسبت کچھ لکھنا چاہے تو مین اُس سے یہ ضرور کہونگا کہ اگر تم اسکی کوئی مثال چاہتے ہو کہ اکثر اوقات تاریخی واقعات ادنیٰ ادنیٰ اور ناچیز اسباب سے پیدا ہو جاتے ہین تو تاریخ رُوس پڑھو۔ یہ سچ ہے کہ رُوس کی اُس حکمت عملی مین جو متعلق ممالک غیر ہے کسی قدر عمدگی ضرور ہے مگر یہ کچھ حکمرانان رُوس کی عاقبت اندیشی کا سبب نہین ہے بلکہ اتفاقات سے ایسا ہوگیا ہے۔ اگر گورنمنٹِ رُوس پر پولٹکل فریقون اور عام جلسون کا اثر پڑا ہے تو اور امور کا بھی اثر پڑا ہے جو بالکل فضول اور بیکار ہین۔ رُوس کے شاہان خود مختار عالم الغیب تو ہین نہین۔ اور نہ پیغمبر ہین کہ خالی از خطا ہون نہ دیوتا ہین کہ اُنکے اصول ہمیشہ صحیح ہی ہون وہ بھی انسان ہین۔ وہی خون وہی پوست۔ چاہے جسقدر غور کیجیے اُنکا خون اور پوست بھی اور آدمیون ہی کا سا پایئے گا۔ اُن کے مسائل تو ایسے ہین کہ گویا دیوتا تک اُنکے مطیع حکم ہین۔

مگر علاوہ وہ انسانی خیالات اور جوش انسانی سے ہرگز بری نہ تھے اور وقت پر جب اُنکو غصہ آتا تھا تو دیوتا پن کی باتین بالاے طاق رہتی تھین -
اگر ہم یہ دریافت کرنا چاہین کہ گورنمنٹ رُوس جنگ کے وقت کیا کارروائی کرتی ہے تو ہمکو یہ سب باتین یاد رکھنی چاہیین - اگر عام یہ مسئلہ اختیار کرین کہ رعایا کے جوش کا باعث حکام ہوتے تھے اور حکام ہی اُنکو اس جوش مین ہدایت کرتے تھے تو بے شمار مشکلات پڑین - اور مختلف قضیون کی ایک دوسرے سے خودہی تردید ہو جائے اور اگر ہم یہ رائے قرار دین کہ گورنمنٹ کچھ پولٹیکل خیالات اور کچھ رعایا کے خیالات اور جوش کے مطابق کارروائی کرتی ہے تو یہ مسئلہ سیدھا اور صاف ہو جائے جن لوگون نے سینٹ پیٹرسبرگ کی خفیہ پولٹیکل کارروائی پر غور کیا ہے وہ خوب واقف ہین کہ اتفاقی باتون اور رعایا کے جوش کا اکثر اثر بقدر پڑتا تھا کہ گورنمنٹ اعلان جنگ کر دیتی تھی کئی مہینے تک پولٹیکل آسمان پر جوش اور فساد کا غبار چھایا رہا - کبھی تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ بڑا طوفان آنے والا ہے - مگر اب سب پر روشن ہو گیا کہ مالی حالت ملک اور فوج کی آراستگی کے لیے حکام رُوس کو کئی سال صرف کرنے پڑینگے اور اب یہ بھی صاف ظاہر ہو گیا کہ جن لوگون کو اُسنے ترغیب دی تھی اور جو لوگ اُسپر بھروسا رکھتے تھے کہ ہماری حفاظت رُوس کریگا اُنکو ایسے وقت مین مایوس کرنا رُوس کی شان کے خلاف تھا - ایسی حالت مین کوشش کی گئی کہ کوئی ایسی تدبیر کرین کہ اسلاؤ قوم کو اسطرح سے مدد دین کہ مسئلہ مشرقی کی بحث نہ شروع ہونے پائے - اس غرض سے بڑی بڑی حکمت عملی کی تدبیرین کی گئین مگر کوئی تدبیر کارگر نہوئی ہان یہ البتہ ہوا کہ جس بات سے گورنمنٹ رُوس کنارہ کش ہونا چاہتی ہے وہی پیش آئی - گو جنگجو فرقے نے غل مچانا شروع کیا کہ رُوس نے جو یہ حکمت عملی اختیار کی ہے کہ جھکتا اور دب کے عہد و پیمان کرتا ہے اس سے اُسکی بیعزتی اور خواری ہوتی ہے تاہم شہنشاہ کو برابر یہی امید تھی کہ جنگ عظیم رُک سکتی ہے - وہ خلقی صلحجو آدمی تھے اور عقل سلیم سے بہرۂ وافی رکھتے تھے اور وہ اپنی حالت کی ذمہ داریون کو خوب سمجھتے تھے اور جو وحشیانہ اور خیالی تدبیرین وہی اور بیفکر آدمی تجویز کرتے تھے اُنکے مطابق عملدرآمد کرنا اُنکی طبیعت

کے خلاف تھا۔ اپنے عہد مین اُنھون نے ایسا کارنمایان کیا تھا کہ تاریخ یُورُپ مین اُنکا نام آبِ طلا
سے لکھنا چاہیے اور گو اُنکو اپنے مساعی جمیلہ مین بڑی کامیابی حاصل ہوئی تاہم وہ ہمیشہ
بہت بڑے بڑے اہم کامون مین ہاتھ ڈالنے سے کنارہ کرتے تھے۔ وہ بآسانی سمجھ گئے
کہ ابھی وہ وقت نہین آیا ہے کہ وہ مشرقی مسئلہ از سرِ نو پیش کیا جائے جسکے سبب سے رُوس کا
زرِ کثیر صرف ہو چکا تھا اور بہت کچھ خونریزی ہوئی تھی۔ رُوس مین بہت بڑی بڑی اصلاحین
اور رفاہ کی باتین ہو چکی تھین اور اب بھی اصلاح ہوتی جاتی تھی۔ گو خزانۂ عامرہ کو بہت نقصان
نہین پہونچا تھا تاہم رعایا پر سخت ٹکس بندھا تھا اور مالگزاری اسقدر نہ تھی کہ ایک بڑی جنگ
کے لیے کافی ہو۔ خصوصاً ایسی جنگ عظیم جسمین زرِ خطیر صرف ہو۔ لشکر نئے نئے اصول سے
آراستہ ہوا تھا اور ابھی تک اُسکا امتحان نہین ہوا تھا کہ میدان نبرد مین کارنمایان کریگا یا
نہین۔ اور اور سلطنتین جنکو مسئلہ مشرقی مین لطف حاصل تھا اور کسی اور پیچیدگی مین نہین
پڑی تھین پس ممکن نہ تھا کہ رُوس حملہ آور ہوتا اور فتوحات حاصل کرنے کی کوشش کرتا
تو وہ خاموش بیٹھین دیکھا کرتین۔ ہرگز نہین۔ روم تک سے نبرد آزما ہونے کی خواہش نہ تھی۔
گو اس لڑائی مین آخر کار رُوس بیشک کامیاب ہوتا مگر یہ کامیابی تب ہی حاصل ہوتی جب
بڑے بڑے خطرون مین پڑتا اور جانین تلف ہوتین۔ جنوبی بندرگاہین فوراً جنگی جہازون سے
محصور کیجاتین۔ اور جو قلعجات دریاے ڈینوُب کے کنارے پر واقع تھے اُنسے حملہ آور لشکر کو
مقابلہ کرنا ٹیڑھی کھیر تھی۔ اب سُنیے کہ غنیم تو سامنے کے رُخ ہوتا اور اُس سے بدتر یہ ہوتا کہ آسٹریا
پشت کی طرف سے حملہ کرتا۔ اگر روم سے صلح یا فیصلہ ہوتا بھی تو گورنمنٹ آسٹریا سے مشورہ
کرنا پڑتا۔ ان سب باتون پر نظر ڈالنے سے ہم بآسانی سمجھ سکتے ہین کہ گورنمنٹ رُوس نے
بڑی ایمانداری کے ساتھ کوشش کی کہ سَرویا اور مانٹی نیگرو پر قبضہ کرلین اور اصل مین
اُسکی یہ بھی خواہش تھی کہ بوسینا اور ہرزِگووِنا فوراً امن کی حالت مین آجائین۔

اب سوال یہ ہے کہ زار نے صاف صاف کیون نہ بیان کیا کہ اُسکی عملداری
مین رعایا کے عام خیالات اور تدابیر کیا تھین۔

اس مسئلے کا جواب عموماً یہ دیا جاتا ہے کہ رعایا کی تدبیرین گورنمنٹ کے بالکل

خلاف تھین اور شہنشاہ رُوس کو مثل اور خود مختار جابر تاجدارون کے ہر سال جنگ کرنی چاہیے
تاکہ رعایا کے خیالات رُوس کے امور نظمی سے دوسری جانب ہٹ جائین - لوگ کہتے ہین
کہ اہل نہلسٹ اور مخفی جلسون سے رُوس کی گورنمنٹ پر ظاہر ہو گیا کہ ملک مین پولٹکل
جوش کی آگ بہت بھڑکی ہوئی ہے پس یہ امر ضروری سمجھا گیا کہ کسیطرح اس آگ کو فرو
کرین - گو دلیل تو عمدہ معلوم ہوتی ہے مگر جو نتیجہ اس سے مستخرج ہوا وہ صحیح نہین ہے - کیونکہ
فرانس کے نپولین کی خود مختاری اور جبر اور زار رُوس کی حکومت خود سری اور ظلم
مین جو مشابہت لوگ سمجھتے تھے وہ صرف خیال ہی خیال تھا نپولین کی خود مختاری
ایک مصنوعی شے تھی اور فوج کے دباؤ سے رعایا پر رعب جمایا گیا تھا - مگر رُوس کے تاجدارونکا
ظلم کئی صدی سے بدستور چلا آتا ہے اور اب گویا تعدی اُنکی طبیعت ثانی ہو گئی ہے - اور نہ
صرف جاہل کاشتکار بلکہ تربیت یافتہ طبقون تک کے بہت سے رُکن اُسکی قدر و منزلت
کرتے تھے - رُوس کے زار ابتک اسیطرح حکمرانی کرتے ہین اور بلا استصواب رعایا
جو چاہتے ہین کر گذرتے ہین - حال کے شہنشاہ نے ہمیشہ رعایا کی رائے اور خیالات کی توقیر و
عزت کی ہے - مگر رعایا کی رائے کا خیال شہنشاہ موصوف کے دل مین اسلیے نہین آیا تھا کہ وہ
کسی قسم کے غدر اور بلوے سے خائف ہوے ہون - جب ہرزیگوونا کے باغیون اور اُنکے احباب
اہل سَروِیا نے مسئلۂ مشرقی پیش کیا تو وہ اپنی رعایا کو روک نہ سکے کہ اہل اسلاوُ کے ساتھ
ہمدردی نکرین مگر یہ ممکن تھا کہ وہ فوراً اِسلَیوو نِک کیٹی کی کسی شاخ کو بند کر دین یا والنٹیرون
کو بھرتی نکرین اور عوام کے جلسون کو روک دین -

تاہم یہ اقبال کرنا چاہیے کہ گورنمنٹ کو ایک سعی کرکے اس جوش مخالفت مین
مجبور ہو کر شریک ہونا پڑا - جنوب کے فرقہ اسلاوُ کی اولوالعزمی اور حوصلہ مندی کا اثر
رُوس کی پولٹکل باتون پر بہت پڑتا ہے اور رُوس کا کوئی شہنشاہ جو اپنے ملک کا سچا خیر
تک جمانا چاہتا ہے اُنکو نظر حقارت سے نہین دیکھ سکتا - پس جیسے ہی اِسلَیوونِک کے ملک
مین کوئی جوش پھیلتا ہے رُوس کو ضرور اُسمین شریک ہونا پڑتا ہے - عام اس سے کہ
خواہش شرکت ہو یا نہو - مجھے یقین ہے کہ ۱۸۷۵ع مین اُسکی خواہش یہ نہ تھی کہ یہ مسئلہ

پیش کیا جائے - کچھ دن تک سینٹ پیٹرسبرگ کے مدبرون نے یہ کہنا شروع کیا کہ غدر جلد دفع ہو جائیگا اور کل پیچیدگیان اسطرح پر دور ہو سکتی ہین کہ ذرا بھی جوش نہ ظاہر کیا جائے اور صرف صلاح و مشورہ برائے نام دیا جائے اور اسی قسم کی اور اور تدبیرین کی جائین - جب یہ مغالطہ جاتا رہا اور ٹرکی نے سَروِیا مین امید کے خلاف سپہ گری کی قابلیت ظاہر کی تو زار کو اپنی غیر محدود ذمہ داریون کا بار سخت ظاہر ہو گیا اور اُسنے کوشش کی کہ سلاطین عظام مین باہم اتفاق برقرار رہے - اسکے بعد جیوٗنِس فتح کر لیا گیا لہذا مجبور ہوکے اُسکو آزادانہ کام کرنا پڑا - اگر روسی سَروِیا کو خونریزی سے تباہ ہونے دیتے اور بیچ مین نہ پڑتے تو کل اِسلَیوُونِک قوم کے لوگ روسیون پر لعنت کرتے اور بدی مین روسیون کا نام ضرب المثل ہو جاتا - مگر روسیون کی خواہش تھی کہ حتے الوسع اب بھی جنگ سے کنارہ کشی اختیار کرین لہذا مستعدی کے ساتھ آمادہ ہو گئے کہ ہر قسم کی شرطین کرنے پر راضی ہو جائین مین اُس زمانے مین روسیون کی کل کارروائیون پر کامل غور کر رہا تھا کہ وہ سَروِیا اور مانٹی نِیگرو کے ساتھ کیا برتاؤ کرتے ہین - مجھے فرانس کے ایک باغی افسر فوجی کا قصہ یاد آتا ہے اس افسر نے قبل اسکے کہ دُشمنون پر حملہ کرے اپنی فوج منتشر کی حقارت کرنی شروع کی اور ایک دوست کے کان مین کہا کہ گورنمنٹ نے کئی وجوہ سے جنگ اختیار کی - مگر قوی ترین وجہ یہ تھی کہ شہنشاہ رُوس نے ماسکو مین ایک اِسپیچ دی جو بہت مشہور ہوئی اور عام مین اعلان کر دیا کہ ہم مظلومون کو ظالمون کے ظلم سے ضرور محفوظ رکھینگے اور اگر ممالک یوٗرپ ہمارا ساتھ نہ دینگے تو ہم تنہا جملہ کارروائی کرینگے - پس جنگ سے بچنے کے لیے اب صرف یہی کارروائی باقی تھی کہ ٹرکی اس بات کی کوئی پکّی شرط کرتی کہ اپنی عیسائی مذہب رعایا کے ساتھ بدسلوکی سے پیش نہ آئیگی - مگر ٹرکی نے اسمین ضد کی اور کسی قسم کی شرط منظور نکی لہذا اعلان جنگ ہو گیا -

ابتداے جنگ مین رُوس نے مسلسل فتوحات حاصل کین - اِیشیا مین اَردَہان کو فتح کر لیا اور شہر قارس کا محاصرہ کر لیا - یوٗرپ مین روسی فوج دریاے ڈینیوب کے پار اُتر آئی - اور کہین کوئی سخت مقابلہ غنیم سے نہین ہوا - ٹرنووا پر بھی قبضہ کر لیا - یہ بلغارستان کا قدیم پایہ تخت تھا - رُوس مین لوگ بڑے خوش تھے کہ فوج نے بہ عجلت تمام مسلسل فتوحات حاصل

کین کہ یہ مژدہ طرب انگیز گوش گزار ہوا کہ روسیون نے دوسرا مرحلہ عظیم بھی طے کر لیا یعنی کوہ بلقان سے بھی دراتے ہوے گذرے اور جنرل گورکو ڈبل کوچ کرتے ہوئے اڈریانوپل پر چڑھائی کرنے جاتے ہین۔ لوگ سوچتے تھے کہ اگر ایک دم سے دھاوا کر دیا جائے تو کیا اسطنبول کی فوراً فتح نہ حاصل ہو جائے لوگون کو یقین تھا کہ یہ امید برآئیگی اور اس یقین سے جنگجو فرقے کا جوش اور بھی زیادہ ہو گیا اور فرقہ جنگجو نے دلیلین پیش کرنی شروع کین کہ جس حکمت عملی کے ہم جنبہ وار ہین وہ صحیح ہے۔ جن لوگون کو بڑی بڑی امیدین تھین اُنکو یقین واثق تھا کہ سلطنت عثمانیہ جان بلب ہے اور مسئلہ مشرقی اُسکی وفات سے حل ہو گیا۔ اصل مین ٹرکی کی حالت ضعف چندروزہ ہی رہی اور اُسنے بہت جلد ثابت کر دیا کہ وہ جان بلب نہین ہے۔ افواج فاتح نے جو وسط ایشیا سے کو چک تک بڑھ آئی تھین مقام زیورن مین شکست پائی اور سرحد تک پس پا کر دی گئین۔ یوروپ مین روسیون کو متواتر ناکامی ہوتی گئی پلونا پر جو روسی فوج حملہ آور ہوئی اُسمین بھی زک پائی۔ مکرر حملہ کیا اُسمین اور بھی تباہی پڑی۔ جنرل گورکو نے جو حملہ کیا تھا اور جسکی بڑی دھوم تھی وہ اصل مین پولٹکل مغالطہ ثابت ہوا شپکا کی گھاٹی مین روسیون نے بلغاریون کو قتل کر ڈالا۔ جنگ کے صدر مقام سے لوگون کے پاس رُوس مین خطوط پہونچے کہ شمالی بلغارستان نے اُن روسیون کے ساتھ ذرا بھی الفت نہ ظاہر کی جو اُنکو ظلم سے بچانے گئے تھے۔ بڑے احسان فراموش نکلے۔ اور سینٹ پیٹرسبرگ کے اخبارون نے علانیہ چھاپنا شروع کیا کہ بلغاری جو مفلس اور مظلوم مشہور ہوے تھے اور جنکی تباہی کی حالت سے لوگونکو اسقدر ہمدردی تھی وہ دراصل رُوس کے کسانون کی نسبت زیادہ دولتمند اور مرفہ حال ہین

اس خبر وحشت اثر سے روسیون کے خیالات بدل گئے جو لوگ صلح کے خواہشگار تھے اُنکو اب اور بھی موقع ملا کہ بڑھ بڑھ کے باتین کرین۔ اُنھون نے کہنا شروع کیا کہ اب وہ آپکی فتوحات کہان گئین۔ اب وہ شیخی اور لن ترانی کیا ہوئی۔ اب اُس مریض جان بلب (روم) کی نسبت آپکی کیا رائے ہے جسکو آپ اُسکی مرضی کے بغیر زندہ درگور کرنا چاہتے تھے۔ اُن فصیح و بلیغ وقایع نگارون سے خدا سمجھے جنھون نے عوام مین جوش جنگ پھیلایا اور جنگ جنگ کا شور مچا کر ایسی جنگ کرادی جسکی ضرورت نہ تھی۔ اب تو ٹھنڈک پڑی۔

ذرا تو سوچو کہ ہزارون بچّون کو تمنے یتیم کرڈالا۔ ذرا کان کھول کے سنو تو کہ کل روسی کسقدر زار زار روتے ہین۔ سوچو تو کہ یہ سب آخر کیون ہوا۔ یہ اس لیے ہوا کہ جن لوگون کو ہماری مدد کی ذرا بھی ضرورت یا خواہش نہ تھی اُنکو مدد دین۔ بلغاری ہمارے مزارعین سے بہتر حالت مین ہین۔ رومیون کی عملداری جابرانہ مین اگر بیس برس بھی وہ رہتے تو یہ مصائب سخت ہرگز نہ برداشت کرتے جو اس جنگ سے اُنکو برداشت کرنے پڑے۔ ہمکو اس سے یہ ملا کہ دوسرے کے پھٹے مین پانون ڈالکر ہمنے اپنے ملک کو مفلس کردیا اور بیشمار جانین تلف کین۔ جسکا معاوضہ عرصۂ دراز تک نہو سکیگا۔

اکتوبر کی ۱۵ تاریخ سے قسمت نے پلٹا کھایا اور چند ہی مہینے مین ایسی ایسی فتوحات حاصل کین کہ جنکی امید نہ تھی اِیشیاے کوچک مین مختار پاشا کو اِلجَا دَاغ قلعہ مستحکم چھوڑ کر بھاگ جانا پڑا۔ قارِس کا محاصرہ کرلیا گیا اور روسیون کا کچھ یون ہی سا نقصان ہوا تھا کہ قارِس فتح ہوگیا۔ اب روسی ارض ردم کے فتح کی دھمکیان دینے لگے۔ بلغارستان سے بھی ویسی ہی خوشخبری سُننے مین آئی۔ ۱۰ دسمبر کو عثمان پاشا نے ہتیار رکھ دیے اور پلِوْنا کے قلعہ مین عساکرِ رُومانیہ و رُوسْ دندنانے لگے۔ پلِوْنا کا نام عوام مین منحوس مشہور ہوگیا تھا مجھے خوب یاد ہے کہ رُوسْ کے ایک سوداگر نے اپنے رقیب دوسرے سوداگر کی نسبت کہا تھا کہ پہلے پہل تو اُسنے سوداگری مین فروغ حاصل کیا مگر اب اُسکی حالت پلِوْنا کی سی ہے یعنی اب دوالہ نکلا چاہتا ہے۔ پلِوْنا کی شکست سلطنت عثمانیہ کے دفتر زوال کا اول مقدمہ تھا۔ گو برف اور یخ گر رہی تھی مگر کوہ بلقان پر روسی فوج نے مکرر حملہ کیا اور سیل عظیم کیطرح رُوسْ کا لشکر جرار بحر مَارْمُورَا اور بحر بَاسْفُورُسْ کی جانب اسطرح بڑھا کہ کوئی اُسکو روک نہ سکا۔ مہلت جنگ ہونے بھی نہ پائی تھی کہ جو حصۂ فوج رُوسْ آگے بڑھا ہوا تھا اُسنے قسطنطنیہ کے سامنے لوائے نصرت بلند کردیے۔

یہ فتوحات جو متواتر حاصل ہوئین تو تمام رُوسْ مین از سر نو جوش پیدا ہوگیا۔ مگر اوائل جنگ مین جو جوش تھا وہ اس مرتبہ نہ تھا۔ گو اب بھی لوگ بہت کچھ غل و شور مچاتے تھے کہ بلغارستان اور بُوسِینَا اور ہرزِگوْوِنا کو پوری پوری آزادی دیجائے اور اس بات کی کامل ذمہ داری کیجائے کہ اُنکی آزادی کا دلی خیال کیا جائیگا۔ گر اسلیئوونک کی

نسبت جو خیالات پہلے قائم ہوے تھے وہ جاتے رہے - اب یہ خیالات پیدا ہوئے کہ جو لکھوکھا قیمتی جانین اور کرورون روپے ضائع ہوئے اُنکا معاوضہ کیا کیا جائیگا - عام راے تھی کہ جس غرض سے جنگ کی گئی تھی وہ ہمکو حاصل کرنی چاہیے - مگر ہمکو اور سلطنتون سے بھی نصیحت حاصل کرنی چاہیے اور اپنے فوائد پر بھی نظر ڈالنی چاہیے - پہلے تو لوگون کو خیال تھا کہ اگر رُوس رعایا کو آزادی دلاوے تو گویا اُسنے بڑا کار نمایان کیا جسمین ذرا خودغرضی کی بو نہین ہے - بلکہ اس کار نمایان سے تمام یُورُپ رُوس سے شرمانے لگیگا کہ کارے کردہ است - اب ان خیالات پر لوگ مضحکہ اُڑاتے تھے کہ یہ دیوانہ پن کے خیالات ہین - جن لوگون کو شک تھا کہ مبادا ازاثر بران خیالات کا اب بھی اثر پڑے وہ علانیہ کہتے تھے کہ کسی شہنشاہ کو یہ استحقاق حاصل نہین ہے کہ لوگون کے فرضی خیالات - قومی اعزاز - شجاعت و جوانمردی کے سبب سے ملک کے اصلی فوائد کو معرض خطر مین ڈالے - چونکہ تن تنہا بصرف زر کثیر رُوس نے لاکھون آدمیون کی جانین تلف کرکے اپنے پُرانے غنیم روم کو نیچا دکھایا لہذا یہ امر قابل تسلیم سمجھا گیا تھا کہ جہان تک سلطنت عثمانیہ متعلق ہے مسئلہ مشرقی کو اسطرح پر حل کرنا چاہیے کہ رُوس کا فائدہ ہو -

اسمین شک نہین کہ روم نے بہت ہی نیچا دیکھا اور پُر ظاہر تھا کہ سلطان روم کو مجبور ہوکر اُن کل شرطون پر دستخط کرنے پڑینگے جو زارِ رُوس مناسب سمجھکر پیش کرین مگر رُوس کے مدبر باہر والون سے کہین زیادہ واقف تھے اور اُنکو خوب معلوم تھا کہ اُنکو صرف سلطان ہی سے معاملہ نہین ہے بلکہ ممکن ہے کہ جن جن سلطنتون نے صلحنامہ پیرس پر دستخط کیے تھے وہ سب استبداد کرین کہ جو نئے انتظام ہونے والے ہین اُنمین وہ بھی شریک کی جائین اور یہ بھی جانتے تھے کہ اگر رُوس اس مداخلت سلاطین عظام کے خلاف کریگا تو جنگ طول کھینچے گی اور پھر لڑائی شروع ہوجائیگی اس خطرے پر نظر ڈالکر سینٹ پیٹرزبرگ کے مدبران ملکی نے ٹھان لی کہ اپنی خواہشون دائرہ اعتدال سے باہر قدم نہ نکالینگے تاکہ ایسے نازک وقت مین جبکہ اُنکا خزانہ عامرہ خالی ہوگیا ہے یُورُپ کے ساتھ جنگ عظیم اُنکو نہ کرنی پڑے - لہذا جنرل اِغنائیف نے ایک صلح نامہ تیار کیا - اس

گو روم کی ظاہری حالت مین کچھ ایسا فرق نہین آتا تھا مگر اصل مین بالکل تباہ اور غارت ہوا جاتا تھا اور با این ہمہ سلاطین عظام کو بھی دست اندازی کی کوئی وجہ معقول نہو تی۔

لہذا اس غرض سے صلحنامہ سَین اِسٹفینو کو اُنھون نے اور بھی بڑھایا مگر جنرل اِغناٹیف جو سمجھے ہوے تھے وہ بات اس سے نہین حاصل ہوئی۔ مگر اس سے انگلستان کی تو یہ عزت ہوئی کہ آبناے بحر اسود کی بحث کا ذکر ہی نہین کیا گیا اور آسٹریا کو اسطرح چپیتے یار بنایا کہ اگر وہ کبھی ہرزِ گووِنا اور بوسینا کو ملحق کر لیتا تو اس صلحنامے کے رو سے خلاف نہوتا مگر لندن اور وِیانا مین اس سے طوفان غیظ و غضب جوش زن ہو گیا اور ممالک یورپ کی کل دار السلطنتون مین بھی لوگ بڑے خائف ہوئے۔ شہزادۂ گارچکاف فوراً سمجھ گئے کہ اُنسے بڑی غلطی ہوئی۔ مگر اس وقت سے بچنے کی ایک تدبیر اُنکے ذہن مین آئی کہ سانپ مرے اور لاٹھی نہ ٹوٹے۔ مطلب کا مطلب نکلے اور سلاطین یورپ بھی مداخلت نکرین۔ چونکہ انگلستان اور آسٹریا ہی صرف دو سلطنتین ایسی تھین جو اپنی خواہش پوری کرنے کے لیے جنگ کرتین لہذا بڑا خطرہ یہ تھا کہ یہ دونون مل جائین۔ یہ خطرہ اسطرح رفع ہو سکتا تھا کہ ایک سلطنت کو رُوس اپنی طرف پھوڑ لے اور دوسری سلطنت پھٹیل رہجائے۔ پہلے وِیانا مین کوشش کی گئی اور یہ نازک کام جنرل اِغناٹیف نے اپنے ذمے لیا۔ مگر خلاف امید اُنکو یہ معلوم ہوا کہ وزیر آسٹریا کی شرطین انتہا سے زیادہ سخت ہین اور اُسکی ہرگز یہ خواہش نہین ہے کہ اور سلاطین کے مشورے کے خلاف آسٹریا کوئی شرط منظور کرلے۔ اسکے بعد وزراے انگلستان کو ٹٹولا۔ مگر اُنکو بھی اس ارادے مین مستقل پایا کہ صلحنامے پر بہیئت مجموعی کل سلاطین یورپ کو غور کرنا چاہیے۔ پس دو ہی باتین تھین یا تو رُوس ممالک یورپ کی مجلس شورے پر فیصلہ چھوڑ دے یا نئی لڑائی شروع کردے۔ چونکہ رُوس کو امید نہ تھی کہ کوئی سلطنت اسکا جنبہ کریگی لہذا اسی کو ترجیح دی کہ سلاطین یورپ کی راے پر چھوڑ دے۔ پس صلحنامہ سَین اِسٹفینو کے عوض صلحنامہ برلن قائم ہوا۔

اس انتظام بزرگ کی نسبت جو ممالک یورپ کی متحدہ تجویز سے کیا گیا تھا راے

دینے کا ابھی وقت نہین ہے مگر یہ البتہ ہم کہہ سکتے ہین کہ جن دقتون سے یُورُپ کے ہر تین برس سے ازبس پریشان تھے وہ تھوڑے دن کے لیے آسان ہوگئین مگر آجتک قطعی طور پر حل نہین ہوئی ہین - مِسٹر گرینٹ ڈف نے بڑی فصاحت سے بیان کیا ہے کہ جزیرہ نماے بلقان کی عیسائی قومین رومیون اور مسلمان اِسلیوونین دونون سے بڑھ گئین - اور اب جس ملک کو ٹرکی کہتے ہین اُسکی آیندہ حالت اُس مشرقی مسئلے پر منحصر ہے جسکا حل کرنا اِنگلِستانْ اور رُوسْ پر فرض ہے - گو دونون کے لیے میدان وسیع ہے کہ اپنا اپنا حوصلہ نکالین مگر یہ امید کرنا کہ ان دونون مین نفاق نہین ہوگا بچپنے کا خیال ہے - مگر ہمکو خبردار رہنا چاہیے کہ اصلی فوائد اور فرضی فوائد مین دھوکا نہ کھائین اور مغالطے مین آن کے لڑنہ پڑین ہمارے فرائض صاف ظاہر ہین کہ ہمکو لازم ہے کہ رُوسْ کے خیالات اچھی طرح سمجھین اور غیر ضروری جنگ سے باز رہین - یہ کتاب اسی امید سے لکھی گئی ہے کہ اس سے یہ مقصد کسیقدر حاصل ہو جاے -

ترجمہ انڈکس مطالب ردیف وار